نسیم ہدایت کے جھونکے

اسلام قبول کرنے والے نو مسلم بھائیوں کی کہانی خود ان کی زبانی

افادات

داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہ العالی

سرپرست ماہنامہ ارمغان و ناظم جامعہ الامام ولی اللہ الاسلامیہ پھلت، مظفر نگر، یوپی، انڈیا

جلد اول

1

مرتب

مفتی محمد روشن شاہ قاسمی

مہتمم دارالعلوم سونوری، ضلع آکولہ، مہاراشٹر، انڈیا

نام کتاب

نسیم ہدایت کے جھونکے (جلد اول)

افادات داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہٗ

مرتب : مفتی محمد روشن شاہ قاسمی

معاونین : مولوی الطاف حسین، مولوی محمد الیاس و حافظ عثمان مدرسین دارالعلوم سونوری

کمپوزنگ : مولوی محمد اسحاق و محمد امجد خان اکولوی

صفحات : ۲۶۵

سن اشاعت: ۲۰۱۰ء

دوسرا ایڈیشن: ایک ہزار

قیمت : ۱۰۰ روپے

(مرتب کتاب سے خط و کتابت کا پتہ)

مفتی محمد روشن شاہ قاسمی

مہتمم دارالعلوم سونوری، نیشنل ہائیوے نمبر ۶

ضلع اکولہ، مہاراشٹرا، انڈیا

Mufti Mohd. Roshan Shah Qasmi

Mohtamim Darul Uloom Sonori

National Highway No. 6

Dist. Akola Pin. 444107

Maharashtra ,INDIA

Ph: (07256) 244204

Mob: 09422162298

Email:darululoomsonori@yahoo.in

Name of the Book

Nasim-e-Hidayat ke Jhonke (Part-I)

Ifadat:Daee Islam Hazrat Moulana Mohd.Kalim Siddiqi Sahab

Compiled by

Mufti Mohd. Roshan Shah Qasmi

Pages: 265 Price: Rs. 100/- Siz: 23x36/16

کتاب ملنے کے پتے

☆ مکتبہ دارالعلوم سونوری، ضلع اکولہ، مہاراشٹرا، انڈیا 444107

☆ جمعیت شاہ ولی اللہ، پھلت، ضلع مظفر نگر، یوپی، انڈیا

☆ دارارقم، بٹلہ ہاؤس، اوکھلا، نئی دہلی۔25

☆ ادارہ اشاعت اسلام جامع مسجد دیوبند، ضلع سہارنپور، یوپی، پن 247554

کتابوں کے آرڈر کے لئے درج ذیل موبائل پر رابطہ کریں

09420186856/09420186853-Ph-07256-245504

نوٹ: انٹرویو لیتے ہوئے مولانا احمد اواہ صاحب ندوی نے لفظ "ابی" کا استعمال کیا ہے اس سے مراد ان کے والد محترم حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہ العالی ہیں

فہرست

نشان سلسلہ	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
☆	عرض مرتب	۵
☆	مقدمہ: حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہ العالی	۷
☆	تقریظ: محدث العصر شیخ محمد عوامہ حفظہ اللہ مدینہ منورہ	۱۱
☆	تقریظ: حضرت مولانا وصی سلیمان صاحب ندوی مدظلہٗ	۱۷
☆	تبصرہ: حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب سہارنپوری مدظلہٗ العالی	۲۰
☆	تبصرہ: حضرت مولانا مفتی محمد شعیب صاحب مظاہر علوم سہارنپور	۲۱
☆	آیئے عہد وفا تازہ کریں	۲۲
۱	عبداللہ بھائی {دیپ چند اہیر} سے ایک ملاقات	۲۵
۲	ڈاکٹر صفیہ {سروج شالنی} سے ایک ملاقات	۴۰
۳	بہن عائشہ {بلوندر کور} سے ایک ملاقات	۵۳
۴	جمیلہ بہن {پشپا} سے ایک ملاقات	۷۶
۵	ماسٹر محمد عامر {بلبیر سنگھ} سے ایک چشم کشا ملاقات	۸۰
۶	طیب بھائی {رام ویر} سے ایک ملاقات	۹۵
۷	ڈاکٹر سعید احمد {شیلندر کمار ملہوترا} سے ایک چشم کشا ملاقات	۱۰۶

۸	ڈاکٹر محمد حذیفہ {رام کمار} سے ایک ملاقات	۱۱۷
۹	جناب عبدالرحمن {اٹل راؤ} سے ایک ملاقات	۱۳۱
۱۰	جناب نور محمد {رام پھل} سے ایک ملاقات	۱۴۷
۱۱	انجینئر محمد خالد {ونود کمار کھنہ} سے ایک ملاقات	۱۶۰
۱۲	توحید بھائی {دھرمیندر} سے ایک ملاقات	۱۷۳
۱۳	عبداللہ گنگی {سنجیو پٹنائک} سے ایک ملاقات	۱۸۳
۱۴	ڈاکٹر محمد احمد {رام چندر} سے گفتگو	۱۹۷
۱۵	سہیل صدیقی {یوراج سنگھ} سے ایک چشم کشا ملاقات	۲۰۹
۱۶	ماسٹر عبدالواحد {سنجیو استھانا} سے ایک ملاقات	۲۱۹
۱۷	محمد اسحاق {اشوک کمار} سے ایک دلچسپ ملاقات	۲۲۹
۱۸	محمد سلمان {بنواری لال} سے ایک ملاقات	۲۳۸
۱۹	بھائی حسن ابدال {جئے وردھن} سے ایک ملاقات	۲۵۱
۲۰	ندیم احمد صاحب سے ایک ملاقات	۲۶۳
۲۱	ماہنامہ ارمغان کا مختصر تعارف	۲۷۳

عرض مرتب

زیر نظر کتاب "نسیم ہدایت کے جھونکے" دراصل ان نومسلم بھائیوں کے انٹرویوز کا مجموعہ ہے جو خداوند عالم کی توفیق وعنایت اور داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب اور ان کے رفقاء کی کوششوں سے نعمت اسلام اور ہدایت کے نور سے سرفراز ہوئے ان نومسلم بھائیوں کے قبول اسلام کے تفصیلی حالات وواقعات ماہ نامہ "ارمغان" میں مسلسل شائع ہوتے رہے ہیں اور الحمدللہ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

"ماہ نامہ ارمغان" پھلت ضلع مظفرنگر (یوپی) سے داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی کی سرپرستی میں شائع ہوتا ہے، جس کے ایڈیٹر حضرت مولانا وصی سلیمان صاحب ندوی ہیں اور اس رسالہ کے پبلشر قاری نصیر احمد صاحب خوشحال پوری ہیں جو اسے مفید سے مفید تر بنانے ہر خاص وعام تک پہنچانے میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں رسالہ کی پبلسٹی کے سلسلہ میں موصوف ایک مرتبہ دارالعلوم سونوری تشریف لائے تو اس موقع پر بندہ کی مرتب کردہ کتابوں کا سرسری جائزہ لینے کے بعد انھوں نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ ماہ نامہ ارمغان میں شائع شدہ نومسلم بھائیوں کے انٹرویوز یکجا کرکے اگر کتابی شکل میں شائع کیا جائے تو دینی کام کرنے والے احباب بڑے پیمانے پر مستفید ہوسکتے ہیں جبکہ بندہ "ارمغان" کے ان اہم انٹرویوز کو موقع بہ موقع فوٹو کاپی کروا کر ساتھیوں میں تقسیم کروایا کرتا تھا اور اسکا بڑا اچھا اثر یہ ہوتا تھا کہ اکثر پڑھنے والے احباب اس سے تاثر لے کر دعوت کے کام کے لئے عملاً کھڑے ہوجاتے، یہ صورتحال بندہ کے سامنے تھی لہٰذا جب قاری صاحب نے

اس کا حکم فرمایا تو بندہ کے دل میں بھی اس کام کے کر گزرنے کا داعیہ پیدا ہوا لہٰذا اللہ کا نام لیکر اس کی توفیق و تائید سے ہم نے پہلی جلد کے کام کا فوراً آغاز کر دیا ہے ،الحمدللہ چند دنوں کی مسلسل کوششوں کے بعد ہم قبول اسلام کی داستان پر مبنی انٹرویوز کا حسین وجمیل گلدستہ مرتب کر کے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں ،یہ کام مکمل ہونے کے بعد بندہ نے دہلی کا سفر کیا ،حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب سے مورخہ ۳ رمئی ۲۰۰۹ء کو دہلی میں تفصیلی ملاقات کی اور اس کتاب کے لئے تقریظ اور کتاب کے لئے نام کی درخواست کی تو حضرت نے نام بھی تجویز فرمایا اور تقریظ بھی عنایت فرمائی ،اللہ حضرت کا سایہ عاطفت تادیر انسانیت کے سروں پر قائم رکھے اور ہم سب کو ان سے بھرپور استفادہ کی توفیق عطا فرمائے کتاب کو اللہ پاک نے ایسی مقبولیت عطا فرمائی کہ پہلا ایڈیشن ۲۵ روز کے قلیل مدت میں ہاتھوں ہاتھ نکل گیا دوسرا ایڈیشن اغلاط کی تصحیح کے بعد نئی ترتیب و تزئین کے ساتھ آپ حضرات کے خدمت میں پیش ہے ،محترم مولانا عبدالمصور صاحب ندوی زید مجدہم ڈونگر گاؤنوی ضلع آکولہ اور برادم محمد یعقوب علی ولد جناب میر واجد علی صاحب عادل آبادی نے اس کتاب کے مسودہ پر نظر ثانی فرما کر مفید مشورے دیئے اور اس کتاب میں انٹرویوز کے عناوین مولانا الیاس بندے الہی صاحب اون، ضلع سورت، گجرات نے لگائے جو ماشاء اللہ بڑے پرکشش ہیں ،اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے اور دعوتی کارگزاریوں کی اس دستاویز کی طباعت کو ہدایت عامہ کا سبب اور امت مسلمہ کے لئے دعوت کے کام پر کھڑا ہونے کا ذریعہ بنائے۔

محمد روشن شاہ قاسمی

مہتمم دارالعلوم سونوری

۲۶ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ م ۲۰ رجولائی ۲۰۰۹ء بروز پیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

مبلغ اخلاق، مشفق انسانیت، داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہ العالی
خلیفہ ومجاز مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ

خالق کائنات فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ، عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، عَلِيمٌ وَخَبِيرٌ رب نے

اپنے سچے کلام میں بہانگ دہل یہ اعلان فرمایا: هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (سورۃ التوبہ)

"وہ اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کردے، گو مشرکین کیسے ہی ناخوش ہوں" حجاز مقدس کی حد تک جناب رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں دین حق دوسرے تمام باطل مذاہب پر غالب آ گیا تھا، مگر یہ عالمی دین سارے عالم میں غالب ہونا ہے، اللہ کے سچے نبی ﷺ نے یہ خبر بھی دی ہے کہ ہر کچے اور پکے گھر میں اسلام داخل ہو کر رہے گا، قرب قیامت کے اکثر آثار ظاہر ہو چکے ہیں، اسلام کا پیغام پوری انسانیت تک پہنچانے کی ذمہ داری ختم نبوت کے صدقے میں ہمیں عطا کی گئی تھی، اس فرض منصبی سے مجرمانہ غفلت کی وجہ سے دین حق اسلام (جو خیر محض ہے) کا تعارف لوگوں کو نہ ہو سکا اور پوری دنیا میں اس عدم واقفیت کی وجہ سے، یا غلط واقفیت کے نتیجہ میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ اپنے نقطہ عروج پر ہے، مگر اللہ کی شان ہادی اور اس کی ربوبیت کے قربان، کہ اسلام، قرآن اور مسلمانوں کے خلاف اس پروپیگنڈہ سے عام انسانوں میں اسلام کو جاننے کا تجسس بڑھ رہا ہے، ایک زمانہ تھا کہ لوگ اسلام کو، مسلمانوں کے کردار معاملات

اور اخلاق سے جانتے تھے، مگر اب جدید ذرائع ابلاغ کی کثرت خصوصاً انٹرنیٹ کی ایجاد نے حقیقی اسلام لوگوں کے بستروں تک پہنچادیا ہے، اس کی وجہ سے پورے عالم میں جوق در جوق لوگ اسلام قبول کرتے دکھائی دیتے ہیں اور حیرت ناک بات یہ ہے کہ قبول اسلام کے واقعات مغربی ملکوں میں زیادہ ہیں جہاں سے خاص طور پر اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ ہورہا ہے، روحانیت، اہل محبت اور مذہب سے جنون کی حد تک تعلق رکھنے اور مسلمانوں کے بعد مذہب پر سب سے زیادہ قربانی دینے والوں کے ہمارے پیارے ملک ہندوستان میں بھی اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد کم نہیں ہے۔ پوری دنیا میں بڑی تعداد میں اسلام قبول کرنے والوں کے حالات پر غور کیا جائے تو تین باتیں خاص طور پر حیرت ناک ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ ان خوش قسمت ہدایت یاب ہونے والے نومسلموں کے قبول اسلام میں مسلمانوں کی دعوتی کوشش کا دخل بہت کم ہے، اسلام کی کسی چیز میں کشش محسوس کرکے اسلام مخالف کسی پروپیگنڈہ سے متاثر ہوکر اسلام کو جاننے کا شوق پیدا ہوا، اسلام کا مطالعہ کیا اور مسلمان ہوگئے، یا اپنے مذہب کی کسی رسم سے انفعال کے نتیجہ میں مذاہب کا تقابلی مطالعہ ہدایت کا ذریعہ بنا۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ ان خوش قسمت دسترخوان اسلام پر آئے ہوئے نومسلم مہمانوں کے ایمان، تعلق مع اللہ، دین کیلئے قربانی اور دعوت کے جذبہ کو دیکھ کر خیر القرون کے مسلمان یاد آجاتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا حال اللہ کے اس فرمان کا کھلا مظہر ہے

وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ (سورہ محمد)

"اور اگر تم روگردانی کروگے تو اللہ تعالی دوسری قوم پیدا کردے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے" اشاعت اسلام کے ان واقعات کی کثرت کے ساتھ جب ہم پوری دنیا کے حالات کے تناظر میں غور کرتے ہیں تو انتہائی خطرناک فکر کی بات سامنے آتی ہے کہ جس تیزی کے ساتھ بلکہ جس طرح جوق در جوق نئے لوگ اسلام کے سایہ میں آتے دکھائی

دیتے ہیں اسی کثرت سے مسلمانوں کے مرتد ہونے کے واقعات بھی دکھائی دیتے ہیں، بعض مرتبہ تو تعداد اور معیار کے لحاظ سے بالکل متوازی تبدیلی کا فیصلہ دکھائی دیتا ہے، کسی علاقہ میں جتنے نئے لوگ مسلمان ہوتے ہیں اتنے ہی مسلمان مرتد ہو جاتے ہیں یا جس معیار کا غیر مسلم مشرف با سلام ہوا اسی معیار کا کوئی مسلمان مرتد ہو گیا۔

دستر خوان اسلام پر آنے والے ان نو وارد خوش قسمت نومسلموں کی داستانیں، ہم رسمی اور خاندانی مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے والی اور جھنجھوڑنے والی ہوتی ہیں اور ان سے جہاں ایک طرف یاس میں آس دکھائی دیتی ہے، وہیں اپنے دعوتی فریضہ سے غفلت کی وجہ سے تبدیلی کی وارننگ بھی سنائی دیتی ہے، کسی نہ کسی طرح اشاعت اسلام کے واقعات ایمانی حرارت پیدا کرنے اور غفلت و جمود توڑنے کا ذریعہ بنتے ہیں، مسلمانوں میں ان خوش قسمت نومسلموں کے حالات پڑھ کر غیرت ایمانی پیدا ہو اور دعوت کا جذبہ رکھنے والوں کو حوصلہ ملے اور ان کی زندگی سے دعوتی تجربات سامنے آئیں، اس مقصد سے الحمد للہ ماہنامہ ارمغان نے چند سالوں سے ہر ماہ ایک نومسلم کی آپ بیتی کا سلسلہ بطور انٹرویو "نسیم ہدایت کے جھونکے" کے عنوان سے شروع کیا تھا، یہ اشاعت اپنے مقصد میں بہت کامیاب ہوئی، ملک کے مختلف رسائل، اخبارات نے ان کو شائع کیا، ان کے مجموعے شائع ہوئے اردو کے علاوہ ملک کی دوسری زبانوں میں ترجمے شائع ہونے لگے، اس سے الحمد للہ ملک بلکہ بیرون ملک میں مسلمانوں میں بڑا دعوتی جذبہ پیدا ہوا اور ایک طرح سے صدیوں کا جمود ٹوٹا۔

یہ انٹرویو اس حقیر کے فرزند میاں **احمد اواہ ندوی** اور ان کی بہنوں **اسماء ذات الفوزین امت اللہ** اور **مثنیٰ ذات الفیضین** مدعونے لئے ہیں، ان آپ بیتیوں کے بعض مجموعے کتابی شکل میں پہلے بھی شائع ہو چکے ہیں، مگر اب مکمل طور پر کام کرنے کے لئے ہمارے ایک باہمت رفیق، داعی الی اللہ، خادم قرآن و سنت، محب

مکرم جناب مفتی روشن شاہ صاحب قاسمی زید لطفہٗ نے نئی ترتیب کے ساتھ شائع کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے، مفتی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بڑا حوصلہ اور بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے، انھوں نے لسان تبلیغ حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری نور اللہ مرقدہٗ سے اپنے ذاتی اور طویل تعلق کی بنا پر خاص استفادہ کیا ہے اور ہمارے تبلیغی اکابرین کی تقریروں اور ملفوظات کی ترتیب واشاعت کا مبارک کام اللہ نے ان سے لیا ہے اور بہت کم وقت میں خود الحمدللہ علاقہ میں تعلیم ودعوت کے سلسلہ میں قابل رشک خدمات ان سے لی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو دینی دعوتی خدمات کے لئے بھی بڑے جذبہ اور سلیقہ سے نوازا ہے، انھوں نے نو مسلموں کی ان تمام آپ بیتیوں کو جو ارمغان میں شائع ہوئی ہیں ترتیب وار مرتب کرکے اشاعت کا پروگرام بنایا ہے، یقیناً ایک مبارک قدم ہے اور مفتی صاحب موصوف کی طرف سے ملت کے لئے ایک مبارک تحفہ ہے، جسے وہ "نسیم ہدایت کے جھونکے" کے نام سے ملت کی خدمت میں پیش کررہے ہیں۔

میں مفتی صاحب موصوف کو اس اشاعت پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں، بہ دل وجان دعا ہے کہ یہ مجموعہ خیر امت کے افراد کو ذلت کے گڑھے سے نکال کر پھر ماضی کی عزت اور خیر امت کے منصب پر لانے کا ذریعہ بنے اور مفتی موصوف کے لئے ذخیرۂ آخرت اور سعادت دارین کے حصول کا وسیلہ ثابت ہو۔

خاک پائے خدام دین

محمد کلیم صدیقی

جمعیت شاہ ولی اللہ، پھلت ضلع مظفر نگر، یوپی

۲ر جمادی الثانیہ ۱۴۳۰ھ

تقریظ

فضیلۃ الشیخ محدث العصر

محمد عوامہ حفظہ اللہ

مدینہ منورہ سعودیہ عربیہ

(عربی نسیم ہدایت کے جھونکے کی تقریظ کا یہ ترجمہ ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا للاسلام و ما کنا لنھتدی لو لا ان ھدانا اللہ، والصلوات التامات والتسلیمات المبارکات علی سیدنا محمد سید السادات، وآلہ و اصحابہ ذوی المقامات العلیا وعلی من تبعھم واقتفی اثرھم بالدعوۃ الی سبیلہ بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ اما بعد

عالم باعمل صاحب بصیرت اور دور اندیش داعی اسلام جناب حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب دامت برکاتھم سے پہلے بھی کئی بار مدینہ منورہ میں شرف ملاقات کی سعادت سے بہرہ مند ہو چکا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی امان میں رکھے، اور آپ کی مخلصانہ مساعی جمیلہ سے مسلمانوں کو استفادہ کا موقع عنایت

فرمائے، اللہ نے ہندوستان میں بھی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، احمد بن عبد الرحیم کے مولد و مسکن موضع پھلت میں آپ کی ملاقات وزیارت کا شرف بخشا، اور پھلت کی اس جامعہ میں جس کے آپ بانی مبانی ہیں، اور جو حضرت شاہ ولی اللہ کے نام نامی سے منسوب ہے۔ جامعہ کے اساتذہ، طلباء سے مل کر آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور دل میں فرحت پیدا ہوئی، الحمد للہ علی ذلک۔

موصوف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ننیہالی خاندان کے چشم و چراغ ہیں، جو خاندان ایک عظیم اور بابرکت خاندان ہے، پیدائشی طور پر آپ عجمی ہیں لیکن اپنی اصل اور خاندانی طور پر خالص عربی ہیں، جناب حضرت مولانا کلیم صدیقی صاحب علم وعمل اور دعوت الی اللہ کے میدان میں ایک ایسی مبارک درخت کی شاخ ہیں جو کہ افراط وتفریط سے پاک ہے، اور یہ درخت با صلاحیت صالح علماء اور دعاۃ کرام کے امام اور پیشوا شیخ ابوالحسن علی ندوی کی ذات گرامی قدر ہے۔ اللہ تعالی آپ کو اپنی رحمت کے سایہ میں ڈھانپے، اور اپنی رضا عطا فرمائے۔ موصوف حضرت مولانا علی میاں ندوی کے مسترشدین میں سے بھی ہیں اور آپ کو ان کی جانب سے خلافت بھی حاصل ہے۔ شیخ ابوالحسن ہی کی ایما پر آپ نے دعوتی جدوجہد شروع فرمائی اور بحسن وخوبی اس کو انجام دینے میں ہمہ تن مصروف ہیں، آپ اپنے اسلاف کے بہترین جانشین ہیں۔

علوم ومعارف کے راستہ میں زبان ووطن کی اجنبیت اور دوری ایک بڑی رکاوٹ اور حجاب ہوا کرتی ہے، جو علوم سے استفادہ کیلئے مانع ہوتی ہے، اسی

بنا پر جناب مولانا کلیم صدیقی نے بفضلہ تعالیٰ عربی زبان میں ایک رسالہ "الخیر" اور اردو زبان میں ماہنامہ "ارمغان" کے نام سے دعوت اسلام اور تعلیمات اسلام کی نشرو اشاعت کے لئے، اور دسترخوان اسلام پر آنے والے ان نو واردو اور خوش قسمت حضرات کے انٹرویوز اور کارگذاریاں شائع کرنے کے لئے، جو موصوف محترم کی دعوت سے متاثر ہو کر جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں، جاری کئے ہیں۔ اللہ کے احسان اور اس کی توفیق کے نتیجہ میں شیخ کے دست حق پر اور آپ کے ذریعہ اسلام لانے والے خوش قسمت افراد کے ہاتھوں پر لاکھوں افراد مشرف باسلام ہو چکے ہیں، اور یہ خوش قسمت لوگ ہندوستان کے مختلف طبقات اور مختلف عمروں کے ہیں۔

بہت سے وہ افراد جنھیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت یاب فرمایا ہے اور ان کے قلوب کو نور اسلام سے منور فرمایا ہے، ان کے عجیب وغریب اور عبرت آموز قصے تاریکیوں سے روشنی کی طرف آنے اور گمراہی سے ہدایت پانے کے موصوف نے دو جلدوں میں شائع فرمائے ہیں، پھر عربی زبان میں منتقل شدہ انٹرویوز کو آپ کے فیض یافتہ اور داماد جناب ڈاکٹر محمد اویس صاحب نے ایک کتاب میں یکجا کرنے کا کام شروع کیا ہے، جو کہ حجم کے اعتبار سے مختصر ہے لیکن اس کی زبان سلیس ہے اور ترجمہ بامحاورہ ہے، اللہ تعالیٰ ڈاکٹر محمد اویس صاحب کو نظر بد سے محفوظ رکھے اور مزید ہمت اور توفیق بخشے۔ انھوں نے مجھے پہلی جلد ہدیہ کی ہے، جو ۷۲ صفحات پر مشتمل ہے، اور جس میں کل بیس خوش قسمت حضرات

وخواتین کے انٹرویوز اور کارگذاریاں جمع کی گئی ہیں، یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ برادرم محمد اویس صدیقی نانوتوی ایک جلیل القدر عالم دین، جناب حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے خاندان کے ایک فرد ہیں، مولانا قاسم نانوتویؒ اسلامی بیداری اور تعلیمات اسلام کے امام ہیں، اور آپ کی کوششوں کے نتیجہ میں ہی ایک عظیم الشان دارالعلوم موضع دیوبند میں قائم ہوا، پھر اس دارالعلوم کا فیض اولاً ہندوستان میں اور ثانیاً عالم اسلام کے گوشہ گوشہ میں پہنچا۔ اہل علم کے نزدیک دارالعلوم ازہر ہند کی حیثیت سے جانا پہچانا جاتا ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی خاندانی طور پر صدیقی ہیں، آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جاملتا ہے، زیر نظر کتاب "نفحات من نسیم الہدایۃ" میں جو ایک خاص قسم کی حلاوت اور شیرینی ہے وہ بغیر اس کے مطالعہ سمجھ میں آنی مشکل ہے۔ اور اس کے تجرباتی مطالعہ کے لئے ایک لمبی مدت درکار ہے لیکن میں ذیل میں کچھ اہم اور قابل ذکر باتیں پیش کر رہا ہوں۔

۱) اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے قلوب کی زمین بالکل ہموار ہے، اور دلوں میں ہدایت کی طلب اور پیاس موجود ہے، اور دعوت کے لئے میدان بہت کشادہ ہے، لہٰذا مخلصین حضرات اس کوچہ دعوت میں آئیں اور اپنے اپنے جوہر دکھائیں، بقول شاعر:

راستے بند ہیں سب کوچہ دعوت کے سوا

۲) اس کتاب کے مطالعہ سے سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے، اور یہ

بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام بالکل فطری دین ہے، اس لئے اس کی دلیلیں بھی بالکل فطری ہیں، عقائد، عبادات اور اخلاق وغیرہ کے بیان میں اس کے لئے فلسفیانہ اور مناظرانہ انداز اور دلائل کی بالکل گنجائش نہیں ہے اور داعی اپنے مدعو کے دل کو دستک نہیں دے سکتا ہے، اور نہ اس کے قلب کے پردہ کو اٹھا سکتا ہے، مگر بالکل فطری انداز میں اور مسلسل لگن کے ساتھ۔ ایک عرصہ تک علماء اسلام اپنے ہمعصروں کے ساتھ اپنے فلسفیانہ اور مناظرانہ دلائل اور انداز کے ساتھ میدان دعوت میں مشغول ومصروف رہے۔

۳) کتاب پڑھ کر ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ داعی کے ساتھ ہمیشہ علم حکمت کا توشہ رہنا چاہئے، تاکہ بوقت ضرورت داعی بحسن وخوبی میدان دعوت میں اس سے فائدہ اٹھا سکے۔

۴) داعی بلکہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنا کردار اسلامی اخلاق کی روشنی میں آراستہ کرے تاکہ وہ دوسروں کے لئے ایک عمدہ نمونہ ثابت ہو سکے، اور صرف قول ہی سے نہیں بلکہ اپنے حال سے بہترین داعی ثابت ہو۔

۵) درج بالا فوائد کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی کتاب کے مطالعہ سے اخذ ہوتی ہے کہ دعوت الی اللہ کے میدان میں کامیابی ایک God Gift (خدائی عطیہ ہے)، اور یہ بات فضیلۃ الشیخ مولانا محمد کلیم صدیقی دامت برکاتہم جیسے دعاۃ کی رہنمائی اور تجربہ سے بھی حاصل ہو سکتی ہے۔

اخیر میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ میں "ہبات من نسیم الھدایۃ" کی

دوسری جلد کا ابھی سے منتظر ہوں، اس کے اندر ہماری عقلوں کے لئے غذا اور روح کی تسکین کا سامان موجود ہے۔ بفضلہ تعالیٰ یہ کتاب اسلام اور مسلمانوں کے لئے روشنی اور مستقبل کی بشارت دیتی ہے۔

محمد عوامه

مدینہ منورہ

۶؍رجب ۱۴۳۲ھ

تقریظ

حضرت مولانا وصی سلیمان صاحب ندوی زید مجدہم

استاذ تفسیر و فقہ جامعۃ الامام شاہ ولی اللہ و

ایڈیٹر ماہنامہ ارمغان پھلت ، مظفر نگر یوپی

دعوت دین مسلمانوں کی بنیادی ذمہ داری ہے، اسی عمل سے ان کی سربلندی اور سرفرازی رہی۔ اور اس کو ترک کرنے کی وجہ سے وہ خدا و خلق کی نگاہ میں بے اعتبار اور بے حیثیت ہوتے گئے، مسلمانوں کو موجودہ زمانہ میں جتنے مسائل درپیش ہیں اور ان کی انفرادی اور اجتماعی حیثیت کے لئے جو چیلنج موجود ہیں ان سب کا حل اور مشترک علاج کار دعوت سے عملاً وابستگی ہے، اسپین کے مسلمان دوسرے ممالک کے مسلمانوں سے کس چیز میں پیچھے تھے؟ مال و دولت کی ان کے پاس کمی نہیں تھی علم و فن فلسفہ و سائنس میں دنیا کی پیشوائی کر رہے تھے، لیکن داعیانہ صفت کے فقدان کے بعد کوئی دنیاوی اور علمی ترقی ان کے قومی اور مذہبی وجود کی ضامن نہیں بن سکی۔

اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ وہ دنیا کے ہر خطہ میں اپنے مذہب و عقیدہ اور تہذیبی و ثقافتی شناخت کے ساتھ باعزت زندگی گزاریں اور انھیں آبرومندانہ پھلنے پھولنے کے مواقع حاصل ہوں تو انھیں سب سے پہلے اس کار منصبی کی طرف پوری توجہ کرنی ہی پڑے گی، قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیتوں کے سیاق و سباق اسکے ظاہر و باطن اور بین السطور پر غور کرنے سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہوتی ہے یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ: ۶۷) اے رسول! جو کچھ تمہارے

رب کی جانب سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اسے لوگوں تک پہنچا دو، اگر تم نے یہ نہ کیا تو تم نے کار رسالت کا حق ادا نہیں کیا اور اللہ تم کو لوگوں (کے شر) سے بچائے گا ، ماہنامہ ارمغان (پھلت ضلع مظفر نگر یوپی) جو ایک خالص دینی دعوتی رسالہ ہے اس کے مقاصد میں ابتدائی سے یہ جذبہ شامل ہے کہ خدا کے بندوں کو خدا سے ملانے اور بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھانے کے لئے ملت اسلامیہ کو آمادہ کیا جائے اور انہیں کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا جائے اس سلسلہ میں دینی دعوتی ذہن رکھنے والے اہل قلم خصوصاً داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب کی مختلف موضوعات کی دعوتی تحریروں کے ساتھ "نسیم ہدایت کے جھونکے" کے عنوان سے ہر ماہ اسلام قبول کرنے والی ایک خوش نصیب شخصیت کے انٹرویوز کا سلسلہ شروع کیا گیا الحمد للہ یہ سلسلہ توقع سے بڑھ کر کارآمد اور مفید ثابت ہوا اور اس نے ملک کی جامد فضا میں ایک ارتعاش پیدا کر دیا، خصوصاً دعوت کی راہ کے مختلف مسائل کو سمجھنے اور اس سلسلہ کی بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کی راہ ہموار ہوئی اور بڑے پیمانے پر دعوتی ذہن سازی کا کام انجام پایا، ایک ارب سے زائد آبادی کے اس ملک میں جہاں تقریباً ہر پانچواں فرد مسلمان ہے اور خیر امت ہونے کے سبب داعی الی اللہ کے منصب پر فائز ہے، اتنی بڑی تعداد تک یہ پیغام پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ صوبہ اور ہر شہر سے یہ آواز بلند ہو اور چراغ سے چراغ جلتے رہیں، مقام شکر ہے کہ ملک کے ایک ممتاز عالم ومصنف اور داعی دین مفتی محمد روشن شاہ قاسمی نے اس کام کا بیڑہ اٹھایا اور ان انٹرویوز کو نئی ترتیب و تزئین کے ساتھ پیش کر دیا موجودہ زمانہ میں دعوت کے لئے ماحول بہت سازگار ہے، پوری دنیا میں قبول اسلام کی لہر چل رہی ہے اور لوگ از خود اسلام کی خیر کی طرف لپک رہے ہیں اس لئے اگر تھوڑی سی دردمندی اور انسانیت کو دوزخ سے بچانے کی تڑپ اور فکر کے ساتھ دعوت پیش کی جائے تو توقع سے بڑھ کر نتائج حاصل ہو

سکتے ہیں، ان تمام انٹرویوز کا یہی مشترکہ پیغام ہے، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کی اس دردمندانہ گفتگو پر یہ تحریر ختم کی جاتی ہے: کیا اسلام کے لئے اب بھی وقت نہیں آیا کہ وہ اقوام بھی دریوزہ گری چھوڑ کر اپنے روایتی استغناء اور غیرت مندی کی بنیادوں پر کھڑی ہوں اور اپنے اساسی مقصد (دعوت الی اللہ) کو سنبھالے جس سے اس کی حقیقی برتری کا جلوہ دنیا پھر ایک بار دیکھ لے جو صرف دعوت دین ہی کے راستہ سے نمایاں ہو سکتا ہے۔"

(دینی دعوت کے قرآنی اصول، مولفہ حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ ص ۱۶)

وصی سلیمان ندوی

۸ رجمادی الثانیہ ۱۴۳۰ھ

تبصرہ: از حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب سہارنپوری مدظلہ

خلیفہ مجاز: حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ

داماد: حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ امیر جماعت تبلیغ

امین عام: جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی مدظلہ ناظم جامعہ امام ولی اللہ پھلت، مظفر نگر، کو حق تعالیٰ شانہٗ نے دین کی دعوت اور اسلام کے عالم گیر پیغام اخوت کو برادران وطن تک پہنچانے کے لئے ایک خاص سلیقہ اور خصوصی جذبہ عطا فرمایا ہے، چنانچہ اسلامی تعلیمات سے متأثر ہو کر کثرت کے ساتھ ان کے ذریعہ قبول اسلام کا سلسلہ رواں دواں ہے، اور جس کے نتیجہ ہندوستان اور بیرون ہند میں تبلیغ اسلام کی ایک عظیم اور جدید تاریخ مرتب ہو رہی ہے، حق تعالیٰ شانہٗ مولانا موصوف کی حفاظت فرمائے اور ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔

پیش نظر کتاب ایسے ہی قبول اسلام کرنے والے نومسلم بھائیوں کی کہانی ہے جو خود انہی کی زبانی انٹرویو کے طور پر مرتب کی گئی ہے، مولانا مفتی محمد روشن شاہ قاسمی، اکولہ، مہاراشٹر، اس کتاب کے مرتب ہیں، کتاب اپنے مضامین کی اثر انگیزی اور دین کے خاطر جان و مال، عزت و آبرو کی قربانی دینے والوں کے عبرت انگیز حالات کی وجہ سے اس درجہ تاثیر اور کشش اپنے اندر رکھتی ہے، کہ مختصر سے مختصر عرصہ میں اس کے متعدد ایڈیشن (ہندوستان و بیرون ہند) سے شائع ہوئے، جب کہ حال ہی میں اس کا جدید ایڈیشن کتب خانہ اشاعت العلوم محلہ مبارک شاہ سہارنپور سے بھی شائع ہو کر آچکا ہے، کتاب چھ حصوں پر مشتمل ہے اور اس میں ۱۰۸ برادران وطن کے قبولیت اسلام کی تاریخ اور حیرت انگیز داستان آگئی ہے، خدا کرے یہ سلسلہ دراز تر ہو اور اس مبارک جد وجہد کے ثمرات کی مزید تاریخ اور داستان امت مسلمہ کو پڑھنے بلکہ نصیحت اور اثر پذیری کے لئے ملتی رہے۔

(ماہنامہ یادگار شیخ محلہ مفتی سہارنپور جون، جولائی ۲۰۱۰ء)

نسیم ہدایت کے جھونکے پر مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے مفتی،

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب صاحب مدظلہ کا تبصرہ

مذکورہ کتاب کوئی مستقل تصنیف وتالیف تو نہیں مگر اپنی افادیت اور اثر آفرینی کی باعث مستقل تصنیف وتالیف سے بڑھ کر ہے دراصل یہ کتاب ان نومسلم بھائیوں کی داستان حیات ہے جنہوں نے کفر وشرک سے بیزار ہو کر بالواسطہ یا بلاواسطہ داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب دامت برکاتہم کے دست حق پرست پر کفر وشرک سے توبہ کر کے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ بلکہ ان میں سے بہت سے لوگ وہ بھی ہیں جنہوں نے حالت کفر میں مسلمانوں کے خلاف اٹھنے والے ہراول دستہ کی قیادت کی اور اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہوئے اس میں جی جان سے لگے تا کہ ان کی آتما (روح) کو سکون وچین ملے مگر انہیں سکون کے بجائے بے سکونی، بے چینی، ڈر اور خوف ملا۔ اور بالآخر انہیں چین وسکون اسلام کی ٹھنڈی چھاؤں میں نصیب ہوا اور پھر اسلام لانے کی پاداش میں ہر تکلیف کو برداشت کیا مگر کوئی تکلیف بھی ان کے پاؤں کو متزلزل نہیں کر سکی۔ درحقیقت ان نومسلم بھائیوں کی یہ داستان ایمان ہم جیسے خاندانی مسلمانوں کو خواب غفلت سے جھنجوڑتی اور ہماری حقیقت کو آئینہ دکھاتی ہے اور بلاشبہ بعض مرتبہ پڑھنے والے پر شک گزرنے لگتا ہے کہ ہم مسلمان بھی ہیں یا نہیں۔

اس لئے کتاب کی خوبیوں کا اندازہ تو صرف پڑھنے ہی سے ہوگا کتاب ہر خاص و عام کے پڑھنے کی ہے خصوصاً دعوتی کام کرنے والوں کے لئے تو بہت ہی اہم ہے کیونکہ اس سے نیا عزم وحوصلہ ملے گا نئی راہیں کھلیں گی اور دعوتی کام میں آنے والی ہر تکلیف کو برداشت کرنا آسان ہو جائے گا۔

(ماخوذ از ماہنامہ مظاہر علوم جنوری ۲۰۰۱ء ص ۴۷)

آغازِ سخن

آیئے عہدِ وفا تازہ کریں

زمین و آسمان کے مالک جس نے اس پوری کائنات کو اپنے حکم سے پیدا فرمایا اس کو خوبصورتی عطا کی اور اپنی انگنت مخلوقات سے اس کو آباد کیا، اس نے اس پوری کائنات کو اپنے تعارف، پہچان اور شناخت کا ذریعہ بنا دیا، اسی نے اس کی حکمرانی، پاسبانی اور نگرانی کے بطور انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اس عالم میں اپنا نائب بنایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (ترجمہ: میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں) اور حضرت انسان کی رہنمائی اور رہبری اور رشد و ہدایت کی راہ پر لانے کے لئے نبیوں کا ایک طویل سلسلہ جاری فرمایا جو حضرت آدمؑ سے شروع ہو کر جناب محمد رسول اللہ ﷺ آکر ختم ہوا تا کہ یہ انسان وہ عہد الست بھول نہ جائے جو اس نے عالم بالا میں اپنے پروردگار سے کیا تھا، اللہ کے برگزیدہ بندے اپنے اپنے دور میں قوموں، قبیلوں اور خاندانوں میں بھیجے گئے اور دین کا، ایمان کا، اخلاق کا، انسانیت کا سبق بھٹکے ہوئے انسانوں کو دیتے رہے اور اخیر میں نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کارزار عالم میں اس سلسلہ کی آخری کڑی بن کر تشریف لائے اور دنیا کے باطل ایوانوں میں توحید خداوندی کی ایک پر اثر آواز سے لرزہ پیدا کر دیا اور انسان کو انسانیت کا وہ سبق جو اس نے بھلا دیا تھا پوری قوت، طاقت، ہمت اور قربانی کے ساتھ یاد دلایا آپ ﷺ یہ آواز کہ "اے لوگو! لا الٰہ الا اللہ کہہ دو کامیاب ہو جاؤ گے"۔ مکہ کے ایک بنجر پہاڑ کی چوٹی سے بلند ہوئی اور پورے عالم میں پھیل گئی آپ ﷺ اپنے ساتھ خدا کی طرف سے ایسا دستور العمل اور قانون و شریعت لیکر آئے جو انسانی فطرت کا ہمراز اور دم ساز تھا زمین و آسمان نے کبھی اتنے موثر اور ہمہ گیر قانون کا تجربہ نہیں کیا

لہٰذا باطل کے ساریان کی نظام اس کے سامنے فیل ہو گئے اور قرآنی تعلیمات، اس کی آیات اور نشانات کے ذریعے انسان نے انسانیت کا ایسا سویرا دیکھا جس میں ساری تاریکیاں کافور ہو گئیں۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ (سورہ الصف آیت: ۹) ترجمہ: وہی ہے جس نے ہدایت اور سچا دین دیکر اپنے رسول ﷺ بھیجا تا کہ دین کے تمام بناوٹی شکلوں پر اس سچے دین کو غالب کر دے چاہے مشرک لوگ کتنا ہی برا مانتے رہ جائیں' یہ لازوال ابدی ہدایت کا سرچشمہ وہ قرآن مجید ہے جس کے بارے میں خود اسکے بھیجنے والے نے یہ کہا "یہ ایک پیغام ہے تمام انسانوں کے لئے اور یہ بھیجا گیا اس لئے کہ ان کو اس کے ذریعے خبردار کیا جائے اور وہ جان لیں کہ حقیقت میں خدا بس ایک ہی ہے۔"

محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالی نے صرف رہبر انسانیت ہی بنا کر نہیں بھیجا بلکہ ان کو شرافت اور زندگی کے لئے صلاح وفلاح اور صفات حسنہ کا نمونہ بھی بنا کر بھیجا مزید یہ کہ انسانیت کو راہ راست اور معیار اعلیٰ پر لانے کے لئے ایسی کاوش کے ساتھ بھیجا جس سے انسانوں کو جانوروں جیسی بے مہار زندگی سے نکال کر خیر وکامیابی کی زندگی میں داخل ہونے کی راہ ملی، رب العالمین نے اسی بنیاد پر ان کو رحمت للعالمین کی صفت عطا فرمائی، وہ امت جس کی طرف آپ بھیجے گئے اس کو بھی دعوت الی اللہ اور کلمہ توحید کو عام کرنے کے لئے ایسے مکلف بنایا گیا کہ جس کے کرنے پر ہی اسکی خیر وفلاح اور کامیابی وکامرانی کو مقدر کیا گیا کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ الخ۔ لہٰذا تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ امت نے جب جب دعوت کی ذمہ داری کو پورا کیا وہ کامیاب رہی اور جب جب اس فریضہ سے غافل ہوئی امت ذلت ورسوائی سے دوچار ہوئی، انفرادی اعتبار سے ہو یا اجتماعی اعتبار سے جب جب پیاسی قوموں تک حق وصداقت کی بات اور کلمہ توحید کی دعوت پیش کی گئی، ایمان

اسلام کی بارشیں برسیں، نسیم ہدایت کے جھونکے چلے اور اسکے دامن میں سلگتی، سسکتی، تڑپتی، کراہتی انسانیت نے راحت وآرام چین وسکون اور اطمینان کی سانس لی آج کے اس پُرآشوب دور میں بھی الحمد للہ جو لوگ اس فرض منصبی کو ادا کرنے میں سرفروشانہ جدوجہد کر رہے ہیں، خداوند عالم اپنے فضل اوران کی محنتوں سے بھٹکتے انسانوں کو جادہ حق وصراط مستقیم سے ہم کنار کر رہا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ہم بھی رسول اللہ ﷺ تڑپ کراہن سوز واضطراب اورانکا درد لیکر پوری انسانیت کو مخلوق پرستی کی لعنت سے نکال کر خالق سے جوڑنے اور کفر اور شرک کی بھول بھلیوں سے نکال کر توحید کی شاہ راہ پر لانے کی کوشش کریں، اسی کے ساتھ یہ موازنہ بھی کریں کہ اس فرض منصبی کو ادا کرنے میں ہم کہاں تک اپنی ذمہ داریوں کو نبھارہے ہیں، اور جو واقعات آپ ﷺ زندگی میں پیش آئے ہمیں ان سے کہاں تک مناسبت ہے، کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم نے اس ذمہ داری کو پس پشت ڈال دیا کہیں ایسا تو نہیں کہ دھکے کھا کھا کر جس پیغام کو رسول اللہ ﷺ نے ہم تک پہنچایا تھا اسے ہم دھکے دے دے کر اپنے گھروں سے نکال رہے ہیں کیا کسی کو کفر وشرک کی حالت میں دیکھ کر ہمارا دل بے چین ہوتا ہے، کیا کسی کو کفر کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے دیکھ کر ہماری آنکھیں نم ہوئی ہیں، کیا طائف کے واقعہ کی کوئی جھلک ہماری زندگی میں پیش آئی کیا خواب میں بھی دعوت کے لئے کسی گھاٹی میں نظر بندی کی سعادت ہمیں نصیب ہوئی ہے، پھر ہم کیسے آپ کے امتی ہیں امت کے کندھوں پر ڈالی گئی ان آفاقی ذمہ داریوں کا تقاضہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے اسوہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے فرض منصبی کو سمجھیں اور ایک لمحہ ضائع کیے بغیر دعوت الی الایمان کے لئے متحرک ہوجائیں اور اللہ تعالیٰ سے کئے گئے عہد کو وفا کرنے کی کوشش میں ہمہ تن مصروف ہوجائیں اور امت کی زبوں حالی پستی وذلت کا علاج اسی نسخہ شفاء سے کریں جسے رسول اللہ ﷺ نے امت کے ہر فرد کے ہاتھوں میں دیا تھا، اللہ ہم سب کو اپنا فرض منصبی

ادا کرنے کی توفیق دے،

محمد روشن شاہ قاسمی

۱

اسلام قبول کرنے کی پاداش میں 'حرا' کو زندہ جلا دیا گیا

عبداللہ بھائی (دیپ چندا ہیرا) سے ایک ملاقات

حرا نے جلتی آگ میں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور چیخی میرے اللہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں نا! میرے اللہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں نا، اپنی حرا سے محبت کرتے ہیں نا، ہاں میرے اللہ، آپ غار حرا سے بھی محبت کرتے ہیں اور گڑھے میں جلتی حرا سے بھی محبت کرتے ہیں نا، آپ کی محبت کے بعد مجھے کسی کی ضرورت نہیں۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اوّاہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ،

عبداللہ: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ برکاتہ،

سوال: عبداللہ بھائی آپ کے علم میں ہوگا کہ ہمارے یہاں پھلت سے ایک میگزین ارمغان کے نام سے نکلتی ہے اس میں کچھ عرصے سے دسترخوان اسلام پر آنے والے نئے خوش قسمت لوگوں کے انٹرویو کا سلسلہ چل رہا ہے، اس کے لئے میں آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جواب: احمد بھائی (آنسوؤں کو پونچھتے ہوئے کہا) مجھ جیسے ظالم اور کمینے آدمی کی باتیں اس مبارک میگزین میں دے کر کیوں اسے گندہ کرتے ہیں۔

سوال: ہمیں عبداللہ بھائی (ابی) (میرے باباجان حضرت مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی مدظلہ) کہہ رہے تھے، آپ کی زندگی اللہ کی قدرت کی ایک عجیب نشانی ہے، ان کی خواہش ہے کہ آپ کا انٹرویو ضرور شائع کیا جائے۔

جواب: آپ کے ابی اللہ تعالیٰ ان کو لمبی عمر دے، میں اپنے کو ان کا غلام مانتا ہوں، ان کا حکم ہے تو میں سر جھکاتا ہوں، آپ جو سوال کریں میں جواب دینے کو تیار ہوں۔

سوال: پہلے آپ اپنا تعارف کرائیے؟

جواب: اگر میں یہ کہوں کہ جب سے دنیا قائم ہوئی ہے آج تک میں دنیا کا سب سے ظالم ترین، بدترین اور خوش قسمت ترین انسان ہوں بلکہ درندہ ہوں، تو یہ میرا بالکل سچا تعارف ہو گا۔

سوال: یہ تو آپ کا جذباتی تعارف ہے آپ اپنے گھر اور خاندان کے بارے میں بتائیے؟

جواب: میں ضلع مظفر نگر کی بڑھانہ تحصیل کے ایک مسلم راجپوت اکثریت کے ایک گاؤں کے اہیر (گڈریہ) کے گھر آج سے بیالیس یا تینتالیس سال قبل پیدا ہوا میرا گھرانہ بہت مذہبی ہندو اور جرائم پیشہ تھا والد اور چاچا ایک گروہ کے سرکردہ لوگوں میں تھے، لوٹ مار، ظلم خاندانی طور پر گھٹی میں پڑا تھا، ۱۹۸۷ء میں میرٹھ کے فسادات کے موقع پر اپنے باپ کے ساتھ رشتے داروں کی مدد کے لئے میرٹھ رہا ہم دونوں نے کم از کم پچیس مسلمانوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا، اس کے بعد مسلم نفرت کے جذبہ سے متاثر ہو کر بجرنگ دل میں شامل ہوا، بابری مسجد کی شہادت کے سلسلہ میں ۱۹۹۰ء میں شاملی میں کتنے ہی مسلمانوں کو قتل کیا ۱۹۹۰ء میں بڑھانہ میں بہت سے مسلمانوں کو شہید کیا، بڑھانہ

میں ایک بہت مشہور نام کا بدمعاش، مگر سچا مسلمان تھا، جس سے پورے علاقے کے غیر مسلم تھراتے تھے، میں نے اپنے ساتھی کے ساتھ اس کو گولی ماری، اس مسلم دشمنی میں مجھ درندے نے ایک ایسی ظالمانہ حرکت بھی کی،،، (دیر تک روتے ہوئے) کہ شاید ایسی بربریت اور ظالمانہ حرکت آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر کسی نے نہ دیکھی ہوگی اور نہ سنی ہوگی اور نہ خیال کیا ہوگا۔۔۔ (پھر دیر تک روتے رہے)

سوال: آپ اپنے قبول اسلام کے بارے میں سنایئے؟

جواب: قرآن شریف کے ۳۰ ویں پارے میں ایک سورۃ بروج ہے نا، اس میں آگ کی کھائی والوں کے بارے میں اللہ نے کہا ہے کہ وہ برباد ہوئے اور ہلاک کئے گئے سورت شاید میرے بارے میں اتری ہے بس اتنا ہے کہ وہ آگ والے ہوئے، یہ کہا گیا کیا آیت ہے عربی میں سنایئے؟ یعنی ہلاک کر دیئے گئے اور برباد ہوئے آگ کی خندق والے۔

سوال: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ اِذْ ھُمْ عَلَیْھَا قُعُوْدٌ

جواب: اگر یہ کہیں رحم کیا گیا آگ والوں پر تو عربی میں کیا ہوگا؟

سوال: رحم اصحاب الاخدود النار ذات الوقود

جواب: ہاں اگر میرے بارے میں یہ آیت اترتی تو یہ ہوتا کہ رحم اصحاب الاخدود النار ذات الوقود

سوال: آپ اپنا واقعہ بتایئے؟

جواب: ہاں میرے بھائی بتا رہا ہوں، مگر کس منہ سے بتاؤں اور کس دل سے بتاؤں میرا پتھر دل بھی اس واقعہ کو سنانے کی ہمت نہیں رکھتا۔

سوال: پھر بھی بتائیے، شاید ایسا واقعہ تو اور زیادہ لوگوں کے لئے عبرت کا ذریعہ ہو۔

جواب: ہاں بھئی واقعی میرے قبول اسلام کا واقعہ ہر مایوس کے لئے امید دلانے والا ہے کہ وہ کرپاوان اور دیالو (ارحم الراحمین) خدا جب میرے ساتھ ایسا کرم کر سکتا ہے تو کسی کو مایوس ہونے کی کہاں گنجائش ہے، تو سنو احمد بھائی، میرے ایک بڑے بھائی ہیں اتنے ظلم اور جرائم کے باوجود ہم دونوں بھائیوں میں حد درجہ محبت ہے میرے بھائی کی دو لڑکیاں اور دو لڑکے تھے اور میرے کو کوئی اولاد نہیں ہے، ان کی بڑی لڑکی کا نام ہیرا تھا وہ عجیب دیوانی لڑکی تھی بہت ہی بھاؤک (جذباتی) جس سے ملتی بس دیوانوں کی طرح اور جس سے نفرت کرتی پاگلوں کی طرح کبھی کبھی ہمیں یہ خیال ہوتا کہ شاید اس پر اوپری اثر ہے، کئی سیانوں وغیرہ کو بھی دکھایا، مگر اس کا حال جوں کا توں رہا اس نے آٹھویں کلاس تک اسکول میں پڑھا، بڑی ہو گئی اس کو گھر کے کام کاج میں لگا دیا، مگر اس کو آگے پڑھنے کا بہت شوق تھا اس نے گھر والوں کی مرضی کے بغیر پرائی اسکول کا فارم بھر دیا آٹھ دن تک کھیتوں میں مزدوری کی تا کہ فیس بھرے اور کتابیں بھی لے، جب کتابیں اس کی خود سمجھ میں نہیں آئی تو وہ برابر میں ایک باہمن (برہمن) کے گھر اس کی لڑکی سے پڑھنے جانے لگی، برہمن کا ایک لڑکا بدمعاش اور ڈاکو تھا، نہ جانے کس طرح میری بھتیجی ہیرا کو اس نے بہکایا اور اس کو لے کر رات کو فرار ہو گیا وہ اس کو لے کر بڑوت کے پاس ایک جنگل میں جہاں اس کا گروہ رہتا تھا پہنچا، وہ اس کے ساتھ چلی تو گئی مگر وہاں جا کر اسے اپنے ماں باپ کی عزت جانے اور ان کی بدنامی اور اپنی غلطی کا احساس ہوا وہ چپکے چپکے روتی تھی۔

اس گینگ میں ایک ادریس پور کا مسلمان لڑکا بھی رہتا تھا ایک روز اس نے روتے ہوئے دیکھ لیا اس نے رونے کی وجہ معلوم کی اس نے بتایا کہ میں کم عمری اور کم سمجھی میں اس کے ساتھ آ تو گئی، مگر مجھے اپنی عزت خطرے میں لگ رہی ہے اور میرے ماں

باپ کی پریشانی مجھے بہت یاد آ رہی ہے، اس کو ہیرا پر ترس آ گیا اور اس نے بتایا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمان اپنے عہد کے سچے کو کہتے ہیں، میں تجھے اپنی بہن بناتا ہوں، میں تیری عزت کی حفاظت کروں گا اور تجھے اس جنگل سے نکال کر صحیح سلامت تیرے گھر پہنچانے کی کوشش کروں گا اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ لڑکی تو بہت بہادر اور اپنے ارادے کی پکی معلوم ہوتی ہے ہمیں اپنے گروہ میں ایک دو لڑکیوں کو ضرور شامل کرنا چاہیے اکثر ہمیں اس کی ضرورت ہوتی ہے، اب جنگل میں اس کو ساتھ رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو لڑکوں کے کپڑے پہناؤ، اس کی بات سب ساتھیوں کی سمجھ میں آ گئی، ہیرا کو کپڑے پہنا کر لڑکا بنا یا گیا اور وہ ساتھ لے کر پھرتے تھے، اس نے دیکھا دس بارہ لوگوں میں اس مسلمان کا حال سب سے الگ تھا، وہ بات کا پکا تھا، اچھی رائے دیتا تھا جب مال بٹتا تھا تو اس میں کچھ غریبوں کا حصہ رکھتا تھا ہیرا کو الگ کمرے میں سلاتا تھا اور رات کو بار بار اٹھ کر دیکھتا تھا کہ کوئی ساتھی ادھر تو نہیں آیا، جب کچھ روز ہیرا کو ان کے ساتھ ہو گئے اور ان کو اطمینان ہو گیا کہ وہ ان کے گینگ کی ممبر بن گئی ہے تو اس سے چوکسی کم کر دی گئی۔

اب اس نے ایک روز ہیرا کو ایک بہانے سے بڑوت بھیجا اور ہیرا سے کہا کہ تو وہاں تانگہ میں بیٹھ کر ہمارے گھر ادریس پور چلی جانا اور وہاں جا کر میرے چھوٹے بھائی سے سارا حال سنانا اور کہنا کہ تیرے بھائی نے بلایا ہے اور اس کو بتا دینا کہ وہ یہاں آ کر کہے کہ وہ لڑکی بڑوت والوں نے شک میں پکڑ کر پولیس والوں کو دے دی ہے ہیرا نے ایسا ہی کیا، اس کا بھائی جنگل میں گیا اور اپنے بھائی سے جا کر کہا اس لڑکی کو بڑوت والوں نے پکڑ کر پولیس کو شک میں دے دیا ہے، اس نے اپنے بھائی سے کہا کہ ہیرا کو تھانے پہنچا دو اور وہ جا کر تھانہ میں کہے کہ ایک گروہ مجھے گاؤں سے اٹھا لایا کسی طرح میں چھوٹ کر آ گئی ہوں مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے، ہیرا نے ایسا ہی کیا، بڑوت تھانے والوں نے

بڑھانہ تھانہ سے رابطہ کیا، وہاں پر اس لڑکی کے اغوا کرنے کی رپورٹ پہلے ہی لکھی ہوئی تھی لیڈیز پولیس لے کر بڑھانہ تھانہ کے لوگ بڑوت آئے اور تھانہ سے اس ہیرا کو لے گئے ہیرا کو لے کر ہمارے گاؤں آئے ہم نے اسے گھر رکھ تو لیا مگر ایسی بد چلن لڑکی کو گھر میں کس طرح رکھیں، ہیرا نے بتایا کہ مجھے تو گروہ اٹھا کر لے گیا، مگر میں نے اپنی عزت کی حفاظت کی ہے کسی کو یقین نہ آیا، ایک پڑھے لکھے رشتہ دار بھی آ گئے انھوں نے کہا کہ ڈاکٹری کرالو ہم دونوں بھائی ڈاکٹری کے لئے بڑھانہ اسپتال اس کو لے کر گئے اور خیال پختہ تھا کہ اگر اس کی عزت سلامت ہے تو واپس لائیں گے، ورنہ مار کر بڑھانہ کی ندی میں ڈال آئیں گے۔ اللہ کا کرم ہوا کہ ڈاکٹر نے رپورٹ دی کہ اس کی عزت محفوظ ہے، خوشی خوشی اس کو لے کر گھر آئے مگر وہ اب مسلمانوں کا بہت ذکر کرتی تھی اور بار بار ایک مسلمان لڑکے کی شرافت کی وجہ سے اپنے بچ جانے کا ذکر کرتی تھی، وہ مسلمانوں کے گھر جانے لگی وہاں ایک لڑکی نے اس کو دوزخ کا کھٹکا اور جنت کی کنجی کتاب دے دی، مسلمانوں کی کتاب میں نے گھر میں رکھی دیکھی تو میں نے اس کو بہت مارا اور خبردار کیا کہ اگر اس طرح کی کتاب میں نے گھر میں دیکھی تو تجھے کاٹ کے ڈال دوں گا، مگر اس کے دل میں اسلام گھر کر گیا تھا اور اسلام نے اس کے دل کی اندھیری کوٹھری کو اپنے پرکاش (نور) سے پرکاشت (منور) کر دیا تھا، اس نے مدرسہ میں ایک مسلمان لڑکی کے ساتھ جا کر ایک مولانا صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا اور چپکے چپکے نماز سیکھنے لگی اور وہ شبے شبے پر (وقتاً فوقتاً) نماز پڑھنے لگی مسلمان ہونے کے بعد وہ شرک کے اندھیرے گھرانے میں گھٹن محسوس کرنے لگی، وہ بالکل اداس اداس سی رہتی، ہر وقت چہکنے والی لڑکی وہ ایسی ہی ہو گئی جیسے اس کا سب کچھ بدل گیا ہو، نہ جانے کس کس طرح اس نے پروگرام بنایا اور وہ پھر گھر سے چلی گئی، ایک مولانا صاحب اس کو اپنی بیوی کے ساتھ پھلت چھوڑ آئے، پھلت کچھ روز احمد بھائی آپ

کے یہاں رہی، شاید آپ کو یاد ہوگا۔

سوال : ہاں ہاں حرا باجی! ارے وہ حرا باجی کہاں ہے؟ ہمارے گھر والے تو ان کی طرف سے بہت فکر مند ہیں، وہ بڑی نیک انسان تھیں، حیرت ہے کہ آپ حرا باجی کے چچا ہیں۔

جواب : ہاں احمد بھائی! اس کا نام آپ کے ابی نے حرا رکھا تھا اور اس نیک بخت بچی کا ظالم اور قاتل چچا میں ہی ہوں۔۔۔ (روتے ہوئے)

سوال : پہلے تو یہ بتایئے کہ حرا باجی کہاں ہیں؟

جواب : بتا رہا ہوں، میرے بھائی بتا رہا ہوں اپنے ظلم اور درندگی کی داستان، جیسا کہ آپ کے علم میں ہوگا کہ مولانا صاحب نے اس کو احتیاط کے طور پر دہلی اپنی بہن کے یہاں بھیج دیا، وہ وہاں رہی، وہاں اس کو بہت ہی مناسب ماحول ملا، وہ مولانا صاحب کی بہن کے یہاں رہی، وہ ان کو رانی پھوپی کہتی تھی آپ کی امی نے بھی اس کو بہت پیار دیا اور رانی پھوپی نے اس کی بہت تربیت کی، شاید ایک ڈیڑھ سال وہ دہلی رہی، پھلت اور دہلی کے قیام نے اس کو ایسا مسلمان بنا دیا کہ اب اگر قرآن حکیم نازل ہوتا تو احمد بھائی شاید نام لے کر اس ایمان والی شہید بچی کا ضرور ذکر ہوتا، اسے اپنے گھر والوں سے بہت محبت تھی خصوصاً اپنی ماں سے بہت محبت تھی، اس کی ماں بہت بیمار رہتی تھیں، ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ میری ماں مرگئی ہے آنکھ کھلی تو اس کو ماں کی بہت یاد آئی اگر ایمان کے بغیر اس کی ماں مرگئی تو کیا ہوگا یہ سوچ کر وہ رونے لگی اور اس کی چیخیں لگ گئیں، گھر کے سبھی لوگ اٹھ گئے اس کو سمجھایا تسلی دی، وقتی طور پر وہ چپ ہوگئی مگر بار بار اس کو خواب کو یاد کر کے رونا آتا تھا اور آپ کے ابی کو ابی جی کہتی تھی، بار بار وہ اپنی ماں کو یاد کرتی اور گھر جانے کی اجازت مانگتی مگر آپ کے ابی اس کو سمجھاتے کہ تمہارے گھر والے تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے اور مار دیں گے اور اس سے زیادہ یہ کہ تمہیں پھر ہندو بنا لیں گے، ایمان کے

نظروں سے دور رک جاتی مگر پھر اس کو گھر یاد آتا تو گھر جانے کی ضد کرتی، بہت مجبور ہو کر مولانا نے اس کو اجازت دی مگر سمجھایا کہ تم صرف اپنے گھر والوں کو اسلام کی دعوت دینے کی نیت سے گھر جاؤ اور واقعی اگر تمہیں اپنے گھر والوں سے محبت ہے تو محبت کا سب سے ضروری حق یہ ہے کہ تم ان کو اسلام کی دعوت دو اور ان کو دوزخ کی آگ سے بچانے کی فکر کرو، ہیرا نے کہا کہ وہ تو اسلام کے نام سے بھی چڑھتے ہیں وہ ہر گز اسلام نہیں قبول کر سکتے، اس نے گھر میں بتایا تھا کہ مولانا صاحب نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ ان کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیں گے تو پھر وہ کفر اور شرک سے بھی اسی طرح چڑھنے لگیں گے جس طرح اسلام سے چڑھتے ہیں، مولانا صاحب نے اس سے کہا کہ تم بھی تو اسلام سے اسی طرح چڑھتی تھی جس طرح اب شرک سے نفرت کرتی ہو، اللہ سے دعا کرو اور مجھ سے عہد کرو کہ میں گھر اپنی ماں اور گھر والوں کو دوزخ سے بچانے کی فکر میں جا رہی ہوں، اگر تم اس نیت سے جاؤ گی تو اول تو اللہ تمہاری حفاظت کریں گے اور اگر تم کو تکلیف بھی ہوئی تو تکلیف ہوگی جو ہمارے نبی ﷺ اصل سنت ہے اور اگر تمہارے گھر والوں نے تمہیں مار بھی دیا تو تم شہید ہو گی اور شہادت جنت کا مختصر ترین راستہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ تمہاری شہادت خود ان کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہوگی، اگر تم گھر والوں کو دوزخ سے بچانے کے لئے اپنی جان بھی دے دو گی وہ ہدایت پا جائیں گے تو تمہارے لئے سستا سودا ہوگا۔

مولانا صاحب بتاتے ہیں کہ انہوں نے اس کو دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ سے ہدایت کی دعا کرنیاور دعوت کی نیت سے اپنے گھر جانے کا عہد کرنے کو کہا، وہ دہلی سے پھلت اور پھر گھر آگئی، ہم لوگ اس کو دیکھ کر آگ بگولہ ہو گئے، میں نے اس کو جوتوں اور لاتوں سے مارا اس نے یہ تو نہیں بتایا کہ میں کہاں رہی؟ البتہ یہ بتادیا کہ میں مسلمان ہوگئی

ہوں اور اب مجھے اسلام سے کوئی ہٹا نہیں سکتا، ہم اس پر سختی کرتے تو وہ رو رو کر الٹا ہمیں مسلمان ہونے کو کہتی، اس کی ماں بہت بیمار تھی، دو مہینے کے بعد وہ مر گئی تو وہ اس کو دفن کے لئے مسلمانوں کو دینے کو کہتی رہی کہ میری ماں نے میرے سامنے کلمہ پڑھا ہے، وہ مسلمان مری ہے، اس کو جلانا بڑا ظلم ہے مگر ہم لوگ کس طرح اس کو دفن کرتے، اس کو جلا دیا، روز ہمارے گھر میں ایک فساد ہوتا، کبھی وہ بھائیوں کو مسلمان ہونے کے لئے کہتی کبھی وہ باپ کو، ہم لوگوں نے اس کو میرٹھ اس کی نانیہال میں پہنچا دیا، اس کے ماموں اس کی مسلمانی سے عاجز آگئے اور انہوں نے مجھے اور میرے بھائی کو بلایا کہ اس ادھرم (لامذہب) ہمارے یہاں سے لے جاؤ، ہم لوگ روز روز کے جھگڑوں سے عاجز آگئے ہیں۔

میں نے بجرنگ دل کے ذمہ داروں سے مشورہ کیا سب نے اسے مار ڈالنے کا مشورہ دیا میں اسے گاؤں لے آیا، ایک دن جا کر ندی کے کنارے پانچ فٹ گہرا گڑھا کھودا، میں اور بڑے بھائی دونوں اس کو گاؤں لے جانے کے بہانے لے کر چلے کہ تیری بوا کے یہاں جا رہے ہیں، اس کو شاید سپنے (خواب) میں معلوم ہو گیا تھا وہ نہائی اور نئے کپڑے پہنے اور ہم سے کہا کہ چچا آخری نماز تو پڑھنے دو، جلدی سے نماز پڑھی اور خوشی خوشی دلہن سی بن کر ہمارے ساتھ چل دی، آبادی سے دور راستہ سے الگ جانے کے باوجود اس نے ہم سے بالکل نہیں پوچھا کہ بوا کا گھر ادھر کہاں؟ ندی کے بالکل پاس جا کر اس نے ہنس کر اپنے باپ سے پوچھا آپ مجھے بوا کے گھر لے جا رہے ہیں یا پیا کے گھر (دیر تک روتے ہوئے۔۔۔)

سوال: پانی منگا کر پلاتے ہوئے، ہاں بات پوری کر دیجئے؟

جواب: کس دل سے پوری کروں؟ ہاں بھائی پوری تو کرنی ہی ہے میرے تھیلے میں پانچ لیٹر پٹرول تھا، ہیرا کا حقیقی باپ اور میں ظالم چچا دونوں کے ساتھ وہ بچی مومنہ عاشقہ

اور شہید ہم اس کو لے کر گڑھے کے پاس پہنچے جو ایک روز پہلے پروگرام کے تحت کھودا تھا، اس درندہ چچا نے یہ کہہ کر اس پھول سی بچی کو اس گڑھے میں دھکا دیدیا کہ تو ہمیں نرک کی آگ سے کیا بچائے گی، لے خود مزا چکھ نرک کا، گڑھے میں دھکا دیکر میں نے اس کے اوپر وہ سارا پٹرول ڈال دیا اور ماچس جلائی، میرے بڑے بھائی بس روتے ہوئے اس کو کھڑے دیکھتے رہے، جلی ہوئی ماچس کی تیلی اس پر لگی کہ آگ اس کے نئے کپڑوں میں بھڑک گئی، وہ گڑھے میں کھڑی ہوئی اور جلتی آگ میں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور چیخی "میرے اللہ! آپ مجھے دیکھ رہے ہے نا، میرے اللہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں نا، میرے اللہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہے نا، اپنی حرا سے بہت پیار کرتے ہیں نا، ہاں میرے اللہ آپ غارِ حرا سے بھی محبت کرتے ہیں اور گڑھے میں جلتی حرا سے بھی محبت کرتے ہے نا، آپ کی محبت کے بعد مجھے کسی کی ضرورت نہیں" اس کے بعد اس نے زور زور سے کہنا شروع کیا: "پتا جی اسلام ضرور قبول کر لینا" چاچا مسلمان ضرور ہو جانا، چاچا مسلمان ضرور ہو جانا" (چیخوں سے روتے ہوئے)

اس پر مجھے غصہ آ گیا اور میں بھائی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر چلا آیا، بھائی صاحب مجھ سے کہتے رہے کہ ایک بار اور سمجھا کر دیکھ لیتے مگر مجھے ان پر غصہ آیا، بعد میں واپس آتے ہوئے ہم نے گڑھے کے اندر سے زور زور سے لا الہ الا اللہ کی آوازیں آتی سنیں اور ہم اپنے فریضہ کو ادا کرنا سمجھ کر چلے تو آئے مگر اس شہید محبت کا یہ اخیر جملہ مجھ درندہ اور سفاک کے پتھر دل کو ٹکڑے کر گیا، میرے بھائی گھر آ کر بیمار پڑ گئے ان کے دل میں صدمہ سا بیٹھ گیا اور یہ بیماری ان کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی، مرنے کے دو دن پہلے انہوں نے مجھے بلایا اور کہا کہ ہم نے زندگی میں جو کیا وہ کیا، مگر اب میری موت حرا کے دھرم پر جائے بغیر نہیں ہو سکتی، تم کسی مولانا صاحب کو بلا لاؤ، میں بھی بھائی صاحب کے

حال کی وجہ سے ٹوٹ گیا تھا، ہمارے یہاں مسجد کے امام صاحب مل گئے، ان کو لے کر آیا، انھوں نے ان سے کلمہ پڑھانے کو کہا، کلمہ پڑھا، اپنا اسلامی نام عبدالرحمن رکھا اور مجھ سے کہا کہ مجھے مسلمانوں کے طریقے پر مٹی دینا، میرے لئے یہ بہت مشکل بات تھی مگر میں نے بھائی کی اَنتم اِچھا (آخری خواہش) پوری کرنے کے لئے یہ کیا کہ ان کے علاج کے بہانے دہلی لے گیا، وہاں پر اسپتال میں داخل کیا، وہیں ان کی موت ہوئی، وہ بہت اطمینان سے مرے، پھر ہمدرد کے ایک ڈاکٹر سے میں نے یہ حال سنایا تو انھوں نے وہاں سنگم وہار کے کچھ مسلمانوں کو بلا کر ان کے دفن وغیرہ کا انتظام کیا۔

سوال: عجیب واقعہ ہے؟ آپ نے اپنے اسلام قبول کرنے کا حال نہیں بتایا؟

جواب: وہی بتا رہا ہوں، اسلام سے میری دشمنی کچھ تو کم ہو گئی تھی مگر بھائی کے مسلمان ہو کر مرنے کا بھی مجھے دکھ تھا، بھائی صاحب کے مسلمان مرنے سے مجھے یہ یقین آ گیا کہ میری بھابھی بھی ضرور مسلمان ہو گئی ہوگی، مجھے ایسا لگا کہ کسی مسلمان نے ہمارے گھر پر جادو کر دیا ہے اور وہ دلوں کو باندھ رہا ہے، ایک ایک کر کے سب اپنے دھرم کو چھوڑ رہے ہیں، تو میں نے بہت سے سیانوں سے بات کی، میں ایک تانترک کی تلاش میں شاملی سے اون جا رہا تھا، بس میں سوار ہوا تو بس کسی مسلمان کی تھی، ڈرائیور بھی مسلمان تھا، اس نے ٹیپ میں قوالی چلا رکھی تھی، بڑھیا نام کی قوالی تھی اس نے ہمارے نبی ﷺ کے، ایک بڑھیا کی خدمت اور بڑھیا کے ان کو ستانا اور پھر بڑھیا کے مسلمان ہونے کا قصہ تھا اسپیکر میرے سر پر تھا، بس جھنجھنا رہی، اس قوالی نے میری سوچ کو بدل دیا، مجھے خیال ہوا کہ جس نبی کا یہ قصہ ہے وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا، میں اون کے بجائے جھنجھانہ اتر گیا اور خیال ہوا کہ مجھے اسلام کے بارے میں پڑھنا چاہئے، اس کے بعد شاملی بس میں بیٹھ گیا، اس میں بھی ٹیپ بج رہا تھا، پاکستان کے مولانا قاری حنیف صاحب کی تقریر تھی مرنے اور مر

نے کے بعد کے حالات پر ان کی تقریر تھی، مجھے شاملی اترنا تھا مگر وہ تقریر پوری نہیں ہوئی تھی، شاملی اڈے پر پہنچ کر ڈرائیور نے ٹیپ بند کر دیا، مجھے تقریر سننے کی بے چینی تھی بس مظفر نگر جاتی تھی، میں نے تقریر سننے کے لئے مظفر نگر کا ٹکٹ لیا، بگھرا پہنچ کر وہ تقریر ختم ہو گئی، اس تقریر نے اسلام سے میرے فاصلہ کو بہت کم کر دیا، میں بڑھانہ روڈ پر اترا اور گھر جانے کے لئے بڑھانہ کی بس میں سوار ہوا، میرے قریب ایک مولانا صاحب بیٹھ گئے، ان سے میں نے کہا کہ میں اسلام کے بارے میں کچھ پڑھنا چاہتا ہوں یا معلومات کرنا چاہتا ہوں، آپ میری اس سلسلہ میں مدد کریں، انھوں نے کہا آپ پھلت چلے جائیں اور مولانا کلیم صاحب سے ملے، ان سے مناسب آدمی ہمارے علاقے میں آپ کو نہیں ملے گا، میں نے پھلت کا پتہ معلوم کیا اور گھر جانے کے بجائے پھلت پہنچا، مولانا صاحب وہاں نہیں تھے، اگلے روز صبح کو آنے والے تھے، رات کو ایک ماسٹر صاحب نے مجھے مولانا صاحب کی کتاب ''آپ کی امانت، آپ کی سیوا میں'' دی، یہ کتاب اس کی زبان اور دل کو چھونے والی باتوں نے، مجھے شکار کر لیا، مولانا صاحب صبح سویرے کے بجائے اگلے روز شام کر پھلت آئے، میں نے مغرب کے بعد ان سے مسلمان ہونے کی خواہش کا اظہار کیا اور بتایا کہ میں معلومات کرنے آیا تھا، مگر آپ کی امانت نے مجھے شکار کر لیا، مولانا صاحب بہت خوش ہوئے، ۱۳ جنوری ۲۰۰۰ء کو مجھے کلمہ پڑھایا، میرا نام عبداللہ رکھا، رات کو میں وہیں رکا، میں نے مولانا صاحب سے ایک گھنٹہ کا وقت مانگا اور اپنے ظلم و بربریت کے ننگے ناچ کی کہانی سنائی، مولانا صاحب میری بھتیجی حرا کی کہانی سن کر دیر تک روتے رہے اور بتایا کہ حرا ہمارے یہاں ہی رہی اور میری بہن کے پاس دہلی رہی، مولانا صاحب نے مجھے تسلی دی کہ اسلام پچھلے سارے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے، مگر میرے دل کو اس کا اطمینان نہ ہوا اس درجہ سفاکی بربریت کو کس طرح معاف کیا جا سکتا

ہے۔

مولانا صاحب مجھ سے کہتے تھے، اسلام سے سارے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اپنے دل کے اطمینان کے لئے آپ نے اتنے مسلمانوں کو قتل کیا، اب آپ کچھ مسلمانوں کی جان بچانے کی کوشش کریں، قرآن نے کہا ہے کہ نیکیاں گناہوں کو زائل کر دیتی ہیں اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ اپنی دل کی تسلی کے لئے اور اپنے ظلم کی قسمت جگانے کے لئے کوشش کرتا ہوں کہ کسی حادثہ میں کسی بیماری میں، کوئی مسلمان مرنے جا رہا ہو تو میں اس کو بچانے کی کوشش کروں، یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ مرنے والے کو میں بچانے والا کون ہوں، مگر کوشش کرنے والا بھی، کرنے والے کی طرح ہوتا ہے، اس لئے کوشش کرتا ہوں۔

گجرات میں دنگے ہوئے، تو میں نے موقع غنیمت جانا، میرے اللہ کا کرم ہے کہ اس نے مجھے خوب موقع دیا، میں نے وہاں پر ہندو بن کر بہت سے مسلمانوں کو محفوظ جگہ پر پہنچایا، یا پہلے سے خطرے سے ہوشیار کیا، پہلے جا کر ہندوؤں کے مشورہ میں شامل ہوا اور دس گیارہ بھیڑ کے حملوں کی میں نے مسلمانوں کو اطلاع دے کر اپنے گاؤں سے، حملے سے پہلے ہی بھگا دیا، ایک کام تو میرے اللہ نے مجھ سے ایسا کرایا جس سے مجھے ضرور بڑی تسلی ہوتی ہے، آپ نے سنا ہوگا کہ بھاؤ نگر میں ایک مدرسہ میں چار سو بچوں کو مدرسہ کے اندر جلانے کا پروگرام تھا، میں نے وہاں تھانہ انچارج شرما کو اطلاع دی اور ان کو تیار کیا، بھیڑ کے آنے کے دس منٹ پہلے پیچھے کی دیوار میں نے اپنے ہاتھ سے توڑی اور اللہ نے چار سو معصوموں کی جان بچانے کا مجھے ذریعہ بنایا، میں تین مہینے تک گجرات جا کر پڑ گیا پھر بھی میرے ظلم اتنے زیادہ ہیں کہ یہ سب کچھ اس کے برابر نہیں ہو سکتا، بس ایک بات مولانا صاحب نے مجھے تسلی دی کہ اللہ کی رحمت کے لئے کیا مشکل ہے کہ موت کا وقت اور

بھائی تو اس نے خود طئے کیا ہے، جس اللہ نے آپ کو ہدایت سے نواز دیا وہ اللہ آپ کو معاف کرنے پر کیوں قادر نہیں، اس سے دل مطمئن ہوا، مولانا صاحب نے مجھے اسلام سیکھنے کے لئے جماعت میں جانے کا مشورہ دیا، میں نے دو ماہ کا وقت مانگا، گاؤں سے مکانات اور زمینیں سستے داموں میں فروخت کیں اور دہلی جا کر مکان لیا، بیوی اور دو بھتیجوں اور حرا کی بہن کو تیار کیا اور پھلت لے جا کر کلمہ پڑھوایا، اس میں مجھے دو ماہ کے بجائے ایک سال لگا، پھر جماعت میں وقت لگا، میرا دل ہر وقت اس غم میں ڈوبا رہتا ہے کہ اتنے مسلمانوں اور پھول سی بچی کا اس سفاکی سے قتل کرنے والا کس طرح معافی کا مستحق ہے، مولانا صاحب نے مجھے قرآن شریف پڑھنے کو کہا اور خاص طور پر بروج سورت کو بار بار پڑھنے کو کہا، اب وہ مجھے زیادہ یاد ہے اور اس کا ترجمہ بھی، ۱۴۰۰ سو سال پہلے کیسی سچی بات میرے اللہ نے کہی تھی، مجھے ایسا لگتا ہے کہ غیب کے جاننے والے خدا نے ہمارا ہی نقشہ کھینچا ہے۔

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ (البروج ۴-۹)

ترجمہ: ''خندقوں والے ہلاک کر دیے گئے، یعنی آگ کی خندقیں جن میں ایندھن جھونک رکھا تھا، جب کہ وہ ان کے کناروں پر بیٹھے ہوئے تھے اور جو سختیاں وہ اہل ایمان پر کر رہے تھے ان کو سامنے دیکھ رہے تھے، ان کو مومنوں کی یہی بات بری لگتی تھی کہ وہ خدا پر ایمان لائے ہوئے تھے جو غالب اور قابل تعریف ہے، وہی جس کی آسمانوں اور زمین میں بادشاہت ہے اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔''

احمد بھائی اس سورت کو آپ پڑھیں اور حرا کی تڑپا دینے والی آخری صداؤں پر غور کریں: میرے اللہ آپ مجھے دیکھ رہیں ہے نا میرے اللہ آپ مجھ سے محبت کرتے

ہیں نا ہاں! میرے اللہ آپ غارِ حراء سے بھی محبت کرتے ہیں، اپنی حراء سے بھی پیار کرتے ہیں نا! آپ کی محبت کے بعد مجھے کسی کی محبت کی ضرورت نہیں۔۔۔ پتاجی اسلام ضرور قبول کر لینا، چاچا مسلمان ضرور ہو جانا، چاچا مسلمان ضرور ہو جانا۔ (ہچکیوں سے روتے ہوئے)

سوال: اللہ کا شکر ہے کہ آپ نے اس کا کہنا مان لیا آپ بہت خوش قسمت ہیں اس ظلم کے اندھیرے کو رحمت اور اسلام کے نور کا ذریعہ اللہ نے آپ کے لئے بنا دیا۔

جواب: میں نے کہا اس کا کہنا مانا؟ ہدایت کا فیصلہ کرنے والے اس سے محبت کرنے والے اللہ نے اس کا کہنا مانا، مجھ جیسا درندہ کب اس کرم کے قابل تھا؟

سوال: بہت بہت شکریہ عبداللہ بھائی!

جواب: احمد بھائی آپ دعا کریں، اللہ تعالیٰ مجھ سے کوئی ایسا کام ضرور کرا دے جس سے میرا دل مطمئن ہو جائے کہ میرے مظالم کی تلافی ہو گئی، واقعی قرآن کے اس فرمان میں مجھ جیسے لاعلاج مریض کے لئے بڑا علاج ہے کہ اچھائیاں برائیوں کو زائل کر دیتی ہیں، اس لئے گجرات فسادات میں کچھ معصوم مسلمانوں کی مدد اور جان بچانے کی کوششوں سے میرے دل کو بڑی تسلی ہوتی ہے (خدا حافظ)

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، فروری ۲۰۰۵ء

۲

پھونک کا اثر دیکھ کر میں ایمان لائی

ڈاکٹر صفیہ (سروج شالنی) سے ایک ملاقات

سائنس اور ٹیکنالوجی کی اس ترقی یافتہ دنیا کو صرف اسلام کی ضرورت ہے اور اسلام کے بغیر یہ دنیا بالکل کنگال ہے۔ اسماء بہن یہ میں کوئی شاعری نہیں کر رہی ہوں، بلکہ اس ترقی یافتہ دنیا کو بہت قریب سے دیکھ کر یہ بات کہتی ہوں، اس کنگال دنیا کو صرف اسلام بنا سکتا ہے ورنہ یہ دنیا دیوالیہ ہوگئی ہے اس کے دیوالیہ پن اور اندھیرے کا علاج صرف اور صرف اسلام ہے اور یہ دولت صرف اور صرف مسلمان کے پاس ہے پھر بھی اس کنگال دنیا سے ہم مرعوب کیوں ہیں؟ مجھے افسوس اور حیرت ہوتی ہے جب میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ اس دیوالیہ اور اندھیری دنیا میں اپنے پاس دیوالیہ پن کا علاج اور سب سے بڑی دولت رکھنے کے باوجود ہم احساس کمتری میں مبتلا کیوں ہیں؟ ہمیں اس پر شکر ہونا چاہئے بلکہ فخر ہونا چاہئے اور اس دیوالیہ دنیا پر ترس کھانا چاہئے۔

اسماء ذات الفوزین

اسماء ذات الفوزین السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ڈاکٹر صفیہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

سوال: ڈاکٹر صاحبہ ابی کا اجمیر سے فون آیا تھا، انھوں نے بتایا کہ آپ کا فون آیا تھا میں آپ کو بلاؤں اور آپ سے کچھ باتیں کروں، آپ کے علم میں ہوگا کہ ہمارے یہاں

جہالت سے اپنے خونی رشتہ کے بھائی بہنوں خصوصاً برادرانِ وطن تک ان کا دعوتی حق پہنچانے اور ان کو دوزخ سے بچانے کی فکر اور ذمہ داری پیدا کرنے اور مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے ایک اردو میگزین نکلتی ہے اس میں اسلام کے دسترخوان پر آنے والے نئے خوش قسمت بھائیوں کی آپ بیتی ہر ماہ شائع کی جاری ہے ابی کی خواہش تھی کہ ۲۰۰۵ء کے شمارے میں آپ کا انٹرویو شائع ہو جائے۔

جواب: اصل میں میں پندرہ روز سے مولانا صاحب کو فون کرنے کی کوشش کر رہی تھی میرے پاس ان کا یوپی اور دہلی کے موبائل تھے مگر مل نہیں رہے تھے، کل اتفاق سے فون مل گیا انہوں نے مجھے دہلی گھر کا نمبر دیا اور بہت تاکید کی کہ آپ فون کر کے ضرور چلی جائیں اس لیے کہ میگزین پریس میں جانا ہے اور بالکل آخری تاریخ ہے مجھے مولانا صاحب نے بتایا کہ یہ انٹرویو دعوت کا ماحول بنانے میں بڑا رول ادا کر رہے ہیں تو مجھے خیال ہوا کہ میرا بھی اس میں کچھ حصہ (شیئر) ہو جائے آپ مجھ سے جو چاہیں معلوم کریں،

سوال: شکریہ آپ پہلے اپنا تعارف (پریچے) کرائیں۔

جواب: میرا پرانا نام سروج شالنی ہے میں ۲۴ر ستمبر ۱۹۷۶ء میں لکھنؤ کے پاس موہن لال گنج میں ایک برہمن خاندان میں پیدا ہوئی میرے والد ڈاکٹر کے اے شرما پروفیسر تھے اور کارڈیالوجی میں ڈی ایم کیا تھا اس کے بعد کافی زمانہ تک وہ پنت ہوسپٹل میں رہے دس سال سے لکھنؤ میں گھر کے قریب کوشش کر کے ٹرانسفر کرالیا، میری (ماتا) والدہ گھریلو خاتون ہیں، میرے والد مزاج کے لحاظ سے بالکل ہندوستانی ہیں وہ صرف مشرقی تہذیب سے اتفاق رکھتے ہیں اس لئے انہوں نے اپنے گھر والوں پر دباؤ دے کر بہت سے ڈاکٹروں کو چھوڑ کر میری والدہ کو پسند کیا اور شادی کی، میرے دو بھائی ہیں، ایک بنارس یونیورسٹی میں ریڈر ہیں اور دوسرے پی ایچ ایل میں انجینئر ہیں دونوں مجھ سے بڑے ہیں، میں نے

انٹر سائنس بایولوجی میں فرسٹ ڈویژن سے پاس کیا اور پھر PMT مقابلہ پاس کیا، لکھنؤ میڈیکل کالج سے ایم، بی، بی ایس کیا اور مولانا آزاد میڈیکل دہلی سے ایم ڈی کیا، اپنے والد کی خواہش پر کارڈیالوجی (امراض قلب) کو منتخب کیا اب AIMS سے D.M. بھی کر رہی ہوں اور آجکل AIMS میں ڈپارٹمنٹ آف کارڈیالوجی میں ملازمت بھی کرتی ہوں، میں نے اب سے ایک سال چھ ماہ چار روز دو گھنٹے پہلے، بیس مئی ۲۰۰۲ء کو برسپتوار (بروز جمعرات) گیارہ بجے، گرین پارک کی مسجد میں جا کر آپ کے والد صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

سوال : اپنے اسلام قبول کرنے کے واقعہ اور اس کے اسباب کو آپ ذرا تفصیل سے بتائیے؟

جواب : جون ۲۰۰۱ء میں I.C.C.U بچوں کے وارڈ میں ڈیوٹی پر تھی میں نے دیکھا کہ ایک مولانا صاحب ہریانہ کے ایک بچہ کو دیکھنے آئے، بچہ کے پاس صرف ایک (Attandent) تیمار دار کیسے اپنے بچے کو پھونکنے کے لئے کہا' بچے کی ماں ہریانہ والے بچے کے پاس کھڑی ہوگئی، مولانا صاحب نے دوسرے بچے پر بھی دم کیا اس کو دیکھ کر برابر والی ماں نے بھی اپنے بچے کو پھونکنے کے لئے کہا، ایک کے بعد ایک چھ بچوں کے پاس مولانا صاحب آ کر کھڑے ہوئے اور پھونکتے رہے، ڈاکٹر تیاگی جو ڈپارٹمنٹ کے ہیڈ تھے، ان کے راؤنڈ کا ٹائم تھا، میں سامنے سے دیکھ کر وارڈ میں آئی اور مولانا صاحب سے پوچھا: آپ کا مریض کون ہے؟ آپ کبھی اس مریض کے پاس، کبھی اس مریض کے پاس آ رہے ہیں اور پھونک رہے ہیں، یہ I.C.C.U ہے یہاں پر انفکشن (Infection) کا خطرہ رہتا ہے، مولانا صاحب نے کہا یہ سارے مریض میرے ہیں اس لئے کہ ہمیں ہمارے بڑوں نے یہ بتایا ہے کہ سارے انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہیں، اس لئے یہاں پر ایڈمٹ ہر مریض سے میرا خونی رشتہ ہے، جس مالک نے آپ کو اور ہمیں پیدا کیا

ہے اس کو یہ تیرا میرا بالکل پسند نہیں اور جو چیز ہم پڑھ کر پھونک رہے ہیں وہ اسی مالک کا کلام ہے جس نے اپنے کلام میں یہ بات کہی ہے، اپنے سچے سندیش واہک حضرت ابراہیم کی زبان سے یہ بات کہلوائی اور حضرت ابراہیم وہ ہیں جن کے نام پر بھارت کے لوگ اپنے کو براہمن (براہمی) کہلاتے ہیں کہ جب میں بیمار ہوتا ہے تو وہ مالک شفا دیتا ہے یعنی ٹھیک کرتا ہے، آپ روز دیکھتی ہوں گی آپ اپنی سوچ سے اچھی اچھی دوا مریض کو دیتی ہیں اور مریض ٹھیک ہونے کے بعد مرجاتا ہے اور بعض مرتبہ علاج میں غلطی ہوتی ہے اور مریض ٹھیک ہوجاتا ہے، ایسی بات میں نے پہلی بار سنی تھی پچھلے ہفتہ ہمارے وارڈ کے چھ بچے ایکسپائر (مرگئے) ہوگئے تھے، ان میں سے چار بچے تو بہت سندر تھے اور دو ہفتہ تک وارڈ میں رہنے کی وجہ سے مجھے بھی ان سے بہت تعلق ہوگیا تھا، ان کی موت سے دل پر بہت صدمہ تھا، مولانا صاحب کی محبت بھری باتیں سن کر مجھے ایسا لگا کہ مجھے ان کی کچھ اور باتیں سننی چاہیے میں نے مولانا صاحب سے اپنے کیبن میں آنے کو کہا، مولانا صاحب نے میری درخواست قبول کی مولانا صاحب نے مجھ سے کہا آپ میری چھوٹی بہن یا میری اولاد کی طرح ہیں اور محبت سے مجھے بلا کر لائی ہیں تو میری آپ سے درخواست ہے کہ اپنے وارڈ میں آنے والے مریض کو اپنا بچہ یا اپنا بھائی سمجھیں اور ان کے درد اور تکلیف کو اس طرح لیں، مالک نے آپ کو کیسا اچھا موقع دیا کہ آپ کو پریشان حال لوگوں کے درد میں شریک کیا، آپ کو خوب اندازہ ہوگا کہ جس ماں کا بچہ ہو اور وہ اتنا بیمار ہو کہ ICCU میں ایڈمٹ ہو اور سرکاری اسپتال میں ایسے مریض آتے ہیں جن کا کوئی سہارا نہیں ہو ان کے ساتھ ذرا سی ہمدردی آپ کریں تو ان کے رونگٹے رونگٹے، بلکہ اندر آتما سے آپ کے لئے دعائیں نکلیں گی، آخر میں مولانا صاحب نے بڑے درد سے میرا نام پوچھا اور بولے، ڈاکٹر شالنی ! آپ میری خونی رشتہ کی بہن ہیں، اس لئے میں آپ کو یہ

نصیحت کرتا ہوں بلکہ وصیت کرتا ہوں اور وصیت اس کو کہتے ہیں جو کوئی مرنے والا اپنے بچے سے مرنے کے وقت اپنی آخری بات کے طور پر کہتا ہے کہ آپ وارڈ میں آنے والے کا علاج سب سے بڑی پوجا سمجھ کر کریں آپ کو سینکڑوں سال کی تپسیا اور کٹھن پوجا (مشکل عبادت) میں مالک کے یہاں وہ جگہ نہیں ملے گی جو کسی پریشان حال مریض اور اس کے مصیبت زدہ ماتا پتا کو تسلی دینے میں ملے گی۔

میں نے مولانا صاحب کا بہت شکریہ ادا کیا اور وعدہ کیا کہ میں کوشش کروں گی،

مولانا صاحب چلے گئے، ڈاکٹر صاحب کے راؤنڈ کے بعد میں نے پانی پت ہریانہ کے اس بچے کے باپ سے معلوم کیا کہ یہ مولانا صاحب کون ہیں، اس نے بتایا کہ یہ ہمارے حضرت جی ہیں، یہ بہت اچھے آدمی ہیں، ان کے ہاتھوں پر ہزاروں ہندو مسلمان ہو گئے، کافی دنوں تک مجھے مولانا صاحب کی باتوں کا دل پر اثر رہا، خاص طور پر یہ بات کہ یہ سارے مریض میرے ہیں، جس مالک نے ہمیں پیدا کیا اس کو یہ تیرا میرا پسند نہیں، میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ مولانا صاحب کے پھونکنے سے مریضوں کی حالت میں عجیب فرق آیا ہے اور سارے مریض ٹھیک ہو کر وارڈ سے گئے، لیکن کچھ دن گذرنے کے بعد ذہن سے بات نکلتی گئی، مولانا آزاد میڈیکل کالج میں میری ایک روم پاٹنر ڈاکٹر ریتا سہگل تھی وہ گائنی میں ایم، ایس کر رہی تھی اور بعد میں وہ صفدر جنگ اسپتال میں گائنی ڈپارٹمنٹ میں ملازم ہو گئی ہم لوگوں میں خاصی دوستی ہے، ایک دن انھوں نے مجھے کھانے پر بلایا کھانے کے بعد باتیں ہو رہی تھیں، ان کے یہاں مسلمان کام کرنے والی آتی تھی، وہی کھانا وغیرہ بناتی تھی میں نے ان سے کہا تم نے مسلمان کھانا بنانے والی کیوں رکھ رکھی ہے؟ تمھیں کوئی ہندو نہیں ملی؟ وہ کہنے لگیں یہ بڑی اچھی لڑکی ہے بہت ایماندار ہے، کئی بار میرا پرس گر گیا جوں کا توں مجھے لا کر دیا، باتوں باتوں میں مسلمانوں کے بارے میں باتیں ہونے لگیں،

ڈاکٹر رینا کہنے لگیں جیسے ہمارے دیش بلکہ پورے سنسار میں مسلمانوں کے خلاف میڈیا میں باتیں آرہی ہیں لوگ مسلمان ہوتے جارہے ہیں، کیسے کیسے بڑے لوگ مسلمان ہورہے ہیں، مائیکل جیکسن کے بارے میں تمہیں معلوم ہوگا وہ بھی مسلمان ہوگیا، ہمارے ہوسپٹل میں کارڈیالوجی میں ایک نوجوان ڈاکٹر بلبیر نام کے ہیں وہ بھی دو ایک سال پہلے مسلمان ہوگئے ہیں اور وہ تو بس یہ چاہتے ہیں کہ پورے اسپتال کے لوگ مسلمان ہوجائیں، ایک مریض کے سلسلہ میں ان کو چیک اپ کے لئے بلایا بس مجھ سے کہنے لگے اگر مرنے کے بعد نرک سے بچنا ہے تو مسلمان ہوجاؤ، مجھے یہ سن کر اپنے وارڈ میں آئے مولانا صاحب یاد آگئے اور ان کی ساری باتیں تازہ ہوگئیں، میں نے ڈاکٹر رینا سے کہا آپ مجھے ڈاکٹر بلبیر سے ضرور ملائیں انھوں نے اگلے روز فون کرنے کو کہا اور بتایا کہ اتوار کو ڈاکٹر بلبیر کو میں نے گھرے پر بلایا ہے، آپ دس بجے میرے گھرے پر آجائیں اتوار کے روز میں ڈاکٹر سہگل کے گھرے میں گئی، ڈاکٹر بلبیر بھی آگئے، سانولے رنگ کے بہت ہی سجن نوجوان، جیسے کسی گہری سوچ میں گم ہوں، میں نے ان سے معلوم آپ نے کتنے دن پہلے اسلام قبول کیا، انھوں نے بتایا آٹھ نو سال پہلے، میں نے وجہ معلوم کی تو انھوں نے کہا صرف اور صرف اسلام ہی سچا اور سب سے پہلا اور سب سے اتم دھرم ہے اور اسلام کے بغیر مرنے کے بعد کی زندگی میں نہ تو موکش ہے نہ مکتی (نجات) اور ہمیشہ کی نرک ہے اور اسلام قبول کرنا آپ کے لئے بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا میرے لئے، میں نے معلوم کیا کہ آپ نے نام بھی بدل لیا ہے، انھوں نے بتایا کہ ہاں میرا اسلامی نام ولی اللہ ہے، جس کا ارتھ (معنی) ہے اللہ کا یعنی ایشور کا دوست، میں نے ان سے کہا کہ ایک ڈیڑھ سال پہلے میرے وارڈ میں ایک مولانا صاحب آئے تھے، انھوں نے مجھ سے کچھ باتیں کی تھیں وہ آج تک میرے دل کو لگی ہوئی ہیں وہ وارڈ کے ہر

مریض کو پھونک رہے تھے، میرے معلوم کرنے پر کہ آپ کا مریض کونسا ہے انھوں نے کہا کہ سارے مریض میرے ہیں، ہم سب ایک ماں باپ کی اولاد، خونی رشتہ کے بھائی ہیں یہ تیرا میرا پیدا کرنے والے مالک کو بالکل پسند نہیں ڈاکٹر بلبیر کہنے لگے، مولانا صاحب نے یہ باتیں بالکل سچی کہی تھیں یہ تو اسلام کے اور ہم سب کے رسول حضرت محمد ﷺ نے اپنے آخری حج کے بھاشن میں کہی تھیں، میں نے کہا وہ بھاشن چھپا ہوا ملتا ہے انھوں نے کہا کہ ہاں ہمارے نبی کا ہر بول پوری طرح سوررکشت (محفوظ) ہے اور چھپا ہوا ملتا ہے میں کسی سے لے کر ڈاکٹر رینا کے ہاتھ آپ کو بھجوادوں گا۔

دو چار روز کے بعد ڈاکٹر رینا سہگل نے مجھے وہ پمفلٹ جس میں انگریزی میں ہمارے نبی ﷺ کے آخری حج کا خطبہ انگلش ٹرانسلیشن کے ساتھ تھا لا کر دیا، اس کو پڑھ کر میں حیران رہ گئی خاص طور پر عورتوں کے بارے میں بار بار ان کی چرچا میرے دل کو اور لگ گئی، مجھے مولانا صاحب کی یاد آئی اور خیال ہوا کیا اچھا ہوتا کہ میں مولانا صاحب کا پتہ لے لیتی، میں نے ہاسپٹل میں پرانے مریضوں کی فائلیں تلاش کیں کہ پانی پت کے مریض کا پتہ مل جائے تو میں خود مریض کے گھر جا کر مولانا صاحب کا پتہ معلوم کروں، مگر مجھے پتہ نہیں مل سکا، مجھے اسلام کو پڑھنے اور اسلام کے بارے میں جاننے کا شوق ہو گیا تھا، میں نے ڈاکٹر بلبیر کا فون لیا اور ان سے ملنے کے لئے وقت طے کیا صفدر جنگ ہوسپٹل جا کر ان کے وارڈ میں ان سے ملی ان سے اسلام کو جاننے کے لئے لٹریچر دینے کو کہا، دوسرے روز وہ میرے ہوسپٹل آئے اور مجھے ایک چھوٹی سی کتاب "آپ کی امانت' آپ کی سیوا میں" ہندی میں دی اور انھوں نے کہا کہ اسلام کی ضرورت اور اس کے بارے میں جاننے کے لئے یہ چھوٹی سی کتاب سو کتابوں کی ایک کتاب ہے، بس یہ کتاب آپ کو یہ سوچ کر پڑھنی ہے کہ ایک سچا ہمدرد صرف مجھ سے یہ بات کہہ رہا ہے اور آپ

کتاب پڑھیں گی تو آپ کو خود ایسا ہی لگے گا، میں نے اس کتاب کے لیکھک کے ہاتھ پر ہی اسلام قبول کیا ہے کتاب کے دو شبد کتاب کی جان ہے ان کو پڑھ کر آپ کتاب اور کتاب لکھنے والے کو جان جائیں گی، ڈاکٹر بلبیر نے مجھے بتایا کہ وہ دہلی کے پاس یوپی کے ایک شہر کے راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، کتاب دے کر اور کچھ دیر چائے وغیرہ پی کر وہ چلے گئے میں نے وارڈ میں بیٹھ کر وہ کتاب بس ایک بار میں پڑھ ڈالی، کتاب پڑھ کر مجھے مولانا صاحب کی بہت یاد آئی، کتاب نے میرے دل میں اپنی جگہ بنالی تھی، میں نے کتاب کو پڑھ کر ڈاکٹر بلبیر کو فون کیا اور ان سے کہا کہ کتاب کے لیکھک کی اور کوئی کتاب مجھے دیجئے اور اگر ان سے مجھے آپ ملا سکیں تو آپ کا مجھ پر بڑا ابھار (احسان) ہوگا۔

چار روز بعد اٹھارہ مئی تھی، ڈاکٹر بلبیر کا میرے پاس فون آیا انھوں نے بتایا کہ اگر آپ چھٹی لے سکتی ہوں تو "آپ کی امانت" کے لیکھک مولانا محمد کلیم صاحب سے گرین پارک کی مسجد میں ملاقات ہو جائے گی میں فوراً تیار ہو گئی، ہم آٹھ بجے گرین پارک کی مسجد پہونچے، مولانا صاحب گیارہ بجے کے بجائے ساڑھے دس بجے وہاں پہنچ گئے تھے، ان کو آگے سفر کرنا تھا مولانا صاحب کو دیکھ کر مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ میں اسے بھول نہیں سکتی جب میں نے دیکھا کہ آپ کی امانت کے لیکھک مولانا کلیم وہی مولانا صاحب ہیں، جو ڈیڑھ سال پہلے میرے وارڈ میں ہریانہ کے بچے کو دیکھنے آئے تھے اور جن کو میں اس قدر تلاش کر رہی تھی، محبت اور عقیدت سے مولانا صاحب کے قدموں میں گری، مولانا صاحب نے بہت سختی سے منع کیا اور مجھ سے کہا اب کیا دیر ہے، آپ کی امانت پڑھنے کے بعد بھی آپ کو کوئی شک رہ گیا ہے؟ میں حالانکہ مولانا صاحب سے ملنے ہی آئی تھی، مگر میں اپنے کو روک نہیں سکی اور میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ میں مسلمان ہونے ہی آئی ہوں، مولانا صاحب بہت خوش ہوئے اور مجھے فوراً کلمہ پڑھایا اور میرا اسلامی نام سروج

شالنی کی جگہ صفیہ شالنی (ایس شالنی) رکھا مولانا صاحب نے مجھے کچھ کتابیں لکھ کر دیں اور نماز یاد کرنے اور پڑھنے کی تاکید کی۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے اس کا اعلان کیا یا نہیں؟

جواب: مولانا صاحب نے مجھے اعلان کرنے کے لئے سختی سے منع کر دیا، مگر پھر بھی میں نے اپنے خاص خاص لوگوں سے ذکر کر دیا، کبھی کبھی مجھے بہت جوش سا بھی آتا ہے کہ اسلام جب حق ہے تو اسے چھپانا اور گھٹ گھٹ کر جینا کیسا؟ مگر مجھے یہ خیال آجاتا ہے کہ جب ایک ایسے آدمی کو جس کی وجہ سے بالکل تصور کے خلاف اسلام کی روشنی ایک گندی کو ملی رہبر مان لیا ہے تو اب اس کا کہا ماننا ہی اچھا ہے۔

سوال: اپنی دوست ڈاکٹر رینا سہگل کو آپ نے بتا دیا؟

جواب: میں نے نہ صرف یہ کہ اس کو بتا دیا بلکہ میں اور ڈاکٹر ولی اللہ دونوں اس پر لگے رہے اور الحمد للہ اس نے بھی کلمہ پڑھ لیا ہے مگر وہ شادی شدہ ہیں ان کے شوہر ڈاکٹر۔ بی۔ کے۔ سہگل اپنی کلینک کرتے ہیں، بڑے سخت مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور ادھر چھ سالوں سے وہ رادھا سوامی ست سنگ سے جڑ گئے ہیں، اس لئے ان کی وجہ سے وہ دبی ہوئی ہیں۔

سوال: ڈاکٹر ولی اللہ سے آپ کا رابطہ ہے؟

جواب: اصل میں ڈاکٹر ولی اللہ خود دل کے بیمار ہو گئے ان کو دل کی ایک ایسی بیماری ہو گئی جس سے رفتہ رفتہ دل کمزور ہو جاتا ہے اور پھر اس میں پیس میکر لگانا پڑتا ہے، وہ اپنے علاج کے سلسلہ میں مجھ سے زیادہ رابطہ میں رہے، میں نے علاج میں بہت دلچسپی لی، ان کی شادی ایک سرکاری ملازمت پر لگی لڑکی سے ہوئی، انھوں نے اس کو شادی سے پہلے بتا دیا تھا اور شرط بھی طے کر لی تھی کہ پہلے مسلمان ہو کر نکاح کرنا ہوگا پھر خاندانی رواج کے

مطابق شادی ہوگئی، انھوں اسے کلمہ پڑھوا کر نکاح بھی کیا مگر بعد میں وہ اسلام کی طرف زیادہ دلچسپی نہ رکھ سکیں، ان کی ملازمت بھی اس میں حائل رہی، اسلام سے ان کی بیوی کی دلچسپی نہ ہونا ان کو گھن کی طرح کھاتی رہی اور وہ دل کے بیمار ہوگئے، ایلوپیتھک علاج کار گر نہ ہوا تو مولانا صاحب نے ان کو یونانی دوا اور کچھ خمیرے وغیرہ بتائے، اللہ کا کرم کہ وہ دو ماہ میں تقریباً بالکل ٹھیک ہوگئے، مولانا صاحب نے ان کو مشورہ دیا کہ وہ عرب ملکوں میں چلے جائیں اور اپنی بیوی کو وہیں بلالیں، ان کو ماحول مل جائے گا اللہ کا شکر ہے ان کو سعودی عرب میں ملازمت مل گئی اور اب گزشتہ ماہ انھوں نے اپنی بیوی کو بلالیا ہے، ان کے جانے سے ان کا مسئلہ تو حل ہوگیا مگر میں اکیلی سی ہوگئی، ڈاکٹر رینا جس کا نام آپ کے ابی کے مشورہ سے فاطمہ رکھا گیا تھا ان کے شوہر ڈاکٹر ولی اللہ کام کررہے تھے اب اس میں کمی آئی ہے، میں ذرا کھل کر ان سے بات نہیں کرسکتی۔

سوال: کیا آپ کے والد اور والدہ کو بھی آپ کے مسلمان ہونے کا علم ہوگیا ہے؟

جواب: ہاں میں نے اپنے والد کو صاف صاف بتادیا ہے انھوں نے خوش دلی سے قبول نہیں کیا مگر اب رفتہ رفتہ ان کی کم از کم ناگواری کم ہوتی جارہی ہے۔

سوال: آپ کی شادی ہوگئی یا نہیں؟

جواب: میرے والد میری شادی کے سلسلہ میں چھ سات سال سے فکر مند ہیں، بہت اچھے اچھے رشتے خود ان کے شاگردوں کے آئے، مگر شاید میرے اللہ کو کچھ اور منظور تھا اس لئے میں اپنے کو تیار نہ کرسکی اور DM کرنے کا بہانہ کرکے منع کردیا، میں نے مولانا سے کئی بار اپنے اسلام کے اعلان کی اجازت مانگی مگر انھوں نے ابھی خاموشی سے گھر والوں پر کام کرنے کو کہا، جب میں نے اپنی نماز، روزہ کی تکلیف کا ذکر کیا تو مولانا صاحب نے ڈاکٹر ولی اللہ کے جانے کے بعد مجھے بھی کسی عرب ملک میں ملازمت کے

نے جانے کو کہا اور ڈاکٹر ولی اللہ صاحب سے بھی انہوں نے فون پر کسی جگہ کے لئے بات کی، الحمدللہ جدہ میں کنگ عبدالعزیز اسپتال میں میرا تقرر ہو گیا ہے اور مجھے دو سال کے لئے چھٹی مل گئی ہے، تین ماہ سے میں تیاری میں چھٹی پر ہوں۔

اسماء بہن! آپ نے شادی کا ایسا سوال کیا ہے کہ یہ سوال خود آپ کے لئے لطیفہ ہے کہ شاید آپ کے علم میں ہو کہ پی جی آئی چندی گڑھ کے ایک سرجن ڈاکٹر اسعد فریدی سے آپ کا رشتہ آیا تھا اور وہ بہت کوشش میں تھے کہ آپ سے ان کا رشتہ ہو جائے وہ اپنے ہسپتال کی تاریخ میں شیروانی اور داڑھی والے اکیلے ڈاکٹر تھے، مگر مقدر سے آپ کا رشتہ علی گڑھ میں ہو گیا تھا مولانا صاحب نے ایک بار مجھ سے معلوم کیا کہ اگر آپ راضی ہوں تو میں کوشش کروں، میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ میرے لئے تو اس سے زیادہ خوشی کی کوئی بات نہیں ہو سکتی، مگر ایک طرف تو آپ کا اسلام کا اعلان کرنے کی اجازت نہیں دیتے دوسری طرف یہ فیصلہ کس طرح ہو سکتا ہے انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ آپ پہلے راضی ہوں تو میں مسئلہ حل کرتا ہوں میں نے منظوری دیدی، انہوں نے ڈاکٹر اسعد اور ان کے والد اور والدہ سے مجھے ملایا، دونوں طرف لوگ بہت مطمئن اور خوش ہوئے، انہوں نے چند لوگوں کو بلا کر میرا نکاح کر دیا، اللہ کا کرنا ڈاکٹر اسعد کی پوسٹنگ بھی جدہ کنگ عبدالعزیز اسپتال میں ہو گئی انہوں نے بھی اپلائی کر رکھا تھا، وہ جلد ارستمبر کو چلے بھی گئے میرا ویزہ وغیرہ آنے والا ہے، خدا کرے جلدی آجائے، میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی سال ہی حج کرا دیں۔

سوال: ایک داڑھی شیروانی والے مسلمان سے شادی آپ کو اپنے ماحول کے لحاظ سے عجیب سی نہیں لگی؟

جواب: الحمدللہ بالکل نہیں، میرے اللہ کا شکر ہے کہ اسلام کی ہر بات مجھے اندر سے پسند

ہے سچی بات یہ ہے کہ اسلام میرے اندر کا فطری مذہب ہے، جب میں نے سنا کہ میرے شوہر ڈاکٹر اسعد پی جی آئی کی تاریخ میں شیروانی داڑھی والے اکیلے ڈاکٹر ہیں، تو میرا دل چاہا کہ میں اسلام کا اعلان کر کے برقعہ اوڑھ لوں اور آل انڈیا میڈیکل انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنس میں اکیلی برقع والی ڈاکٹر بنوں، مگر مولانا صاحب نے میرے اس جذبہ کی بہت حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ابھی دو چار سال سعودی رہ آنے کو کہا، میرا خیال ہے اور مجھے اس خیال سے بھی مزا آتا ہے کہ پورے اسپتال میں اکیلی برقعہ والی نو مسلم ڈاکٹر، پورے اسپتال کے لوگوں کے اسلام کے جاننے کی طرف ایک قدم ضرور ہوگا۔

سوال: آپ نے اپنے والدین کی اجازت کے بغیر شادی کر لی، اس سے آپ کے والدین کو تکلیف نہیں ہوگی؟

جواب: میرا نکاح تو اچانک ہی ہو گیا، مگر مولانا صاحب نے میرے والد، والدہ کو جب لڑکے کو دکھایا اور بتایا کہ ایک پیسہ یا انگوٹھی جہیز کے بغیر یہ شادی ہوگئی اور سماج کے جھگڑے سے بچنے کے لئے یہ کریں گے کہ پہلے ڈاکٹر اسعد صاحب جائیں گے اور بعد میں ڈاکٹر شالنی جائیں گی، کسی کو پتہ بھی نہ لگے گا اور بعد میں یہ خیال رہے گا کہ سعودی عرب جا کر یہ شادی ہوئی ہوگی، تو برادری اور عزیزوں کو زیادہ برا نہیں لگے گا، وہ راضی ہو گئے خصوصاً ڈاکٹر اسعد کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے، بار بار مجھ سے میرے والد کہتے کہ شالنی تیری قسمت ہے! چاند سا دولہا تجھے مل گیا، واقعی وہ مجھ سے بہت خوبصورت ہیں، وہ ڈاکٹر اسعد کو دہلی ایئر پورٹ تک چھوڑنے آئے اور بہت پیار بھی کیا۔

سوال: واقعی آپ بہت خوش قسمت ہیں اللہ نے غیب سے آپ کا ایسا اچھا انتظام کیا؟

جواب: بلاشبہ میرے اللہ کا بہت کرم ہے میں جب بھی خیال کرتی ہوں، اپنے اللہ کے حضور سجدہ میں دیر تک پڑ جاتی ہوں واقعی میں اس لائق کہاں تھی، کفر و شرک کے

اندھیرے میں مجھے اسلام نصیب ہوا، یہ اس گندی پر میرے مالک کا کرم ہے۔

سوال: آپ نے اپنے گھر والوں کو اسلام کی دعوت نہیں دی؟

جواب: اللہ کا شکر ہے میں رفتہ رفتہ کام کر رہی ہوں اور اب اسلام سے ان کا بھی فاصلہ بہت کم ہوتا جارہا ہے۔

سوال: ارمغان کے واسطے سے مسلمانوں کو آپ کوئی پیغام دینا چاہیں گی؟

جواب: میرے دل میں یہ بات آئی ہے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی اس ترقی یافتہ دنیا کو صرف اسلام کی ضرورت ہے اور اسلام کے بغیر یہ دنیا بالکل کنگال ہے، اسماء بہن یہ میں کوئی شاعری نہیں کر رہی ہوں، بلکہ اس ترقی یافتہ دنیا کو بہت قریب سے دیکھ کر یہ بات کہتی ہوں، اس کنگال دنیا کو صرف اسلام بچا سکتا ہے ورنہ یہ دنیا دیوالیہ ہوگئی ہے، اس کے دیوالیہ پن اور اندھیرے کا علاج صرف اور صرف اسلام ہے اور یہ دولت صرف اور صرف مسلمان کے پاس ہے پھر بھی اس کنگال دنیا سے ہم مرعوب کیوں ہیں؟ مجھے افسوس اور حیرت ہوتی ہے جب میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ اس دیوالیہ اور اندھیری دنیا میں اپنے پاس دیوالیہ پن کا علاج اور سب سے بڑی دولت رکھنے کے باوجود ہم احساس کمتری میں مبتلا کیوں ہیں؟ ہمیں اس پر شکر ہونا چاہئے بلکہ فخر ہونا چاہئے اور اس دیوالیہ دنیا پر ترس کھانا چاہئے، ہمیں اس معنی میں اپنے کو غنی اور دنیا کو حقیر سمجھنا چاہئے بس۔

سوال: بہت بہت شکریہ ڈاکٹر صفیہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، فی امان اللہ۔

جواب: آپ کا شکریہ اسماء بہن! وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، دسمبر ۲۰۰۵ء

۳

موت سے پہلے ایمان ملا جنت کا نظارہ دیکھی، خواب میں بہن کو دعوت دی

بہن عائشہ {بلویندر کور} سے ایک ملاقات

ایمان کے ساتھ ایک دن جینے میں جو مزہ ہے سیکڑوں سال بغیر ایمان رہ کر جینے میں وہ مزہ نہیں، یقین نہ آئے تو کچھ وقت کے لئے مسلمان بن کر دیکھ لیں میری آنکھ کھل گئی اور میرے دل میں یہ شوق پیدا ہوا کے کچھ روز کے لئے مجھے بھی مسلمان ہو کر دیکھنا چاہئے۔

اسماء ذات الفوزین

اسماء : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عائشہ : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

سوال : عائشہ دیدی، اب کی مرتبہ تو آپ بہت زمانے کے بعد آئیں، کیا بات ہے؟

جواب : اسماء بہن میں تو تڑپ رہی تھی، مگر حضرت صاحب سے فون ہی نہیں مل پاتا، نہ جانے کس طرح اس مرتبہ فون پر بات ہوئی، تو میں نے وقت لیا اور آگئی،

سوال : اصل میں ہمارے یہاں پھلت سے ایک اردو میگزین ارمغان نکلتا ہے، ابی نے مجھے حکم دیا تھا کہ آپ آنے والی ہیں، میں آپ سے اس کے لئے ایک انٹرویو لوں،

جواب : ارمغان، ہاں میں ارمغان کو خوب جانتی ہوں، میں تو کچھ کچھ اردو پڑھنے لگی

ہوں اور رمضان بھی اٹک اٹک کر پڑھ لیتی ہوں۔

سوال: آپ پہلے اپنا خاندانی پریچے کرائیے؟

جواب: میں ضلع فیروز پور پنجاب کے ایک قصبہ کے سکھ گھرانے میں ۱۲؍جون ۱۹۶۵ء میں پیدا ہوئی، میرے پتا جی شری فتح سنگھ تھے، وہ علاقے کے پڑھے لکھے اور زمین دار لوگوں میں تھے، میرا پرانا نام بلوندر کور تھا میں نے اپنے شہر کے گرو گوبند سنگھ کالج سے گریجویشن کیا میری شادی جالندھر کے ایک پڑھے لکھے خاندان میں ہوگئی، میرے شوہر اس وقت پولیس میں ایس او (S.O) تھے، ان کی بہادری اور اچھی کارکردگی کی وجہ سے ان کے پروموشن ہوتے رہے اور وہ ڈی ایس پی بن گئے، میرے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے اور تینوں پڑھ رہے ہیں۔

سوال: آپ اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیے؟

جواب: میری ایک چھوٹی بہن آشا کور تھی اس کی شادی بھی میرے پتا نے ایک پولیس تھانہ انچارج سے کردی تھی وہ بہت خوبصورت تھی اس کا شوہر اس کو بہت چاہتا تھا، شادی کے بعد وہ اکثر بیمار رہنے لگی، روز روز اس کو کچھ نہ کچھ ہوتا رہتا تھا، علاج کراتے تو کچھ ٹھیک ہوجاتی پھر بیمار ہوجاتی، اس کے شوہر نے اس کا دہلی تک علاج کرایا اور لاکھوں روپے خرچ کیے، مگر کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا، مجبوراً سیانوں اور جھاڑ پھونک والوں کو دکھایا، کسی نے بتایا کہ اس پر تو اوپری اثر ہے مگر علاج کوئی نہیں کرپاتا، کسی نے بتایا کہ مالیر کوٹلہ میں ایک صاحب ہیں وہ علاج کرتی ہیں، ان کو وہاں بھیجا گیا انھوں نے جھاڑ پھونکا، اس سے اس کو بڑی راحت ہوئی لیکن انھوں نے آشا سے کہا جب تم کو دو چار روز کی تکلیف برداشت نہیں ہوتی تو تم دوزخ کی ہمیشہ کی تکلیف کو کیسے برداشت کرسکتی ہو؟ اس لئے اس تکلیف کی فکر کرو اور اس کا علاج یہ ہے کہ تم مسلمان ہوجاؤ اور اگر تم مسلمان

ہو جاؤ گی تو مجھے امید ہے کہ تم یہاں بھی ٹھیک ہو جاؤ گی، پھر میں تمھیں اپنے حضرت صاحب کے پاس بھیجوں گی وہ دعا کریں گے، مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھیں ضرور ٹھیک کردے گا، آشا نے ان سے کہا کہ میں اپنے شوہر سے مشورہ کروں گی، انھوں نے آشا سے کہا کہ ایمان لانا اتنا ضروری ہے کہ اس میں شوہر سے اجازت کی بھی ضرورت نہیں، بلکہ اگر شوہر مخالفت کرے، بلکہ وہ اگر اس بات پر مارے یا چھوڑ دے تو بھی انسان کی بھلائی اسی میں ہے کہ ایمان قبول کرلے تاکہ اپنے پیدا کرنے والے مالک کو راضی کرکے ہمیشہ کی جنت حاصل کرلے، آشا نے کہا کہ پھر بھی گھر والوں سے مشورہ کرنا اور سوچنا سمجھنا تو ضروری ہے، انھوں نے کہا تم جلدی مشورہ کرکے آجاؤ تو میں تمھیں کلمہ پڑھا کر اپنے حضرت کے پاس بھیج دوں گی، وہ وہاں سے بھلنڈہ آئی اپنے شوہر سے کہا، مجھے بہت آرام ملا ہے مگر باجی کہتی ہیں کہ اگر تو مسلمان ہو جائے تو بالکل ٹھیک ہو جائے گی اس کے شوہر اس سے بہت محبت کرتے تھے بولے تو کچھ بھی کرلے اور کچھ بھی بن جا، مگر ٹھیک ہو جائے، مجھے خوشی ہی خوشی ہے، اس نے فون پر باجی سے بات کی کہ مجھے حضرت صاحب کے یہاں جانے کا پتہ بتا دیں میں ان کے پاس جا کر ہی مسلمان ہونا چاہتی ہوں، انھوں نے حضرت کا فون نمبر دیا،۲۵ رمئی ۲۰۰۲ء کو صبح آشا نے حضرت صاحب (مولانا محمد کلیم صاحب) کو فون کیا آشا نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت صاحب سے کہا کہ میں اسلام لینے کے لئے آنا چاہتی ہوں، میرے شوہر میرے بچے اور گھر کا بندہ مسلمان نہیں ہوگا، بس اکیلے میں مسلمان ہوں گی مولانا صاحب کے معلوم کرنے پر آشا نے اس کو مالیر کوٹلہ کی باجی سے جو باتیں ہوئی تھیں بتائیں، حضرت صاحب نے آشا سے کہا تم نے ان سے ہی کلمہ کیوں نہ پڑھ لیا؟ آشا نے اصرار کیا کہ مجھے کلمہ آپ ہی کے پاس پڑھنا ہے، مولانا صاحب نے کہا مجھ سے پڑھنا ہے تو ابھی فون پر پڑھ لو، آشا نے کہا

نہیں، آپ کے پاس آ کر ہی کلمہ پڑھوں گی، مولانا صاحب نے کہا بہن موت زندگی کا کوئی اطمینان نہیں، تم تو بیمار بھی ہو تندرست آدمی کے بھی ایک سانس کا اطمینان نہیں کہ اگلا سانس آنے کا بھی کہ نہیں، اس لئے کلمہ فون پر پڑھ لو، جب یہاں آؤ گی تو دوبارہ نیا کر لینا، مولانا صاحب کے کہنے پر آشا نے کہا کہ پڑھوا دیجئے مگر اصل تو میں آ کر ہی پڑھوں گی، مولانا صاحب نے کہا اصل تو اسی وقت پڑھ لو نقل یہاں آ کر کر لینا، وہ تیار ہو گئی مولانا صاحب نے اس کو کلمہ پڑھوایا، اس کی موٹی موٹی باتیں سمجھائیں اور کہا کہ اب تمہیں نماز یاد کرنی ہے اور کسی بھی غیر اسلامی تہوار، پوجا یا رسم سے بچنا ہے، نام معلوم کر کے مولانا صاحب نے اس سے کہا تمہارا اسلامی نام آشا سے بدل کر عائشہ ہو گیا ہے، یہ ہمارے رسول ﷺ کی بیوی صاحبہ کا نام بھی ہے، فون پر بات کر کے اس نے خوشی خوشی سارے گھر کو بتایا، اپنے شوہر کو بھی بتایا، میں بھی جالندھر سے اس سے ملنے آئی ہوئی تھی، مجھے بھی بتایا مجھے ذرا برا بھی لگا کہ دھرم بدل کر یہ کیسے خوش ہو رہی ہے، مولانا صاحب سے فون پر بات کر کے اور کلمہ پڑھ کر نہ جانے اس کو کیا مل گیا تھا، میں بار بار اس کے منہ کو دیکھتی تھی، جیسے پھول کھل رہا ہو، عجیب سی چمک اس کے چہرے سے پھوٹ رہی تھی میں نے اس سے کہا بھی کہ آشا آج تیرا چہرہ کیسا دمک رہا ہے، بولی میرے چہرے پر ایمان کا نور چمک رہا ہے، سارے دن اس قدر خوش تھی کہ شاید دس سال میں پہلی بار گھر والوں نے اسے ایسا خوش اور تندرست دیکھا، کئی سال کے بعد اس نے اپنے ہاتھوں سے کھانا بنایا، خوب خدمت کر کے سب کو کھلایا، سونے سے پہلے وہ تنہائی اور کلمہ پڑھنا شروع کیا، ایک کاغذ پر اس نے وہ لکھ رکھا تھا، پہلے اس نے اسے خوب یاد کیا اور پھر زور زور سے پڑھتی رہی، اچانک وہ بہکی بہکی باتیں کرنے لگی، کہنے لگی یہ محل سونے کا کتنا اچھا ہے؟ یہ کس کا ہے؟ جیسے کسی سے بات کر رہی تھی، بہت خوش ہو کر بولی کہ یہ میرا ہے، یہ میرا ہے، یہ جنت کا محل ہے، بہت

خوش ہوئی، اچھا ہم جنت میں جا رہے ہیں، تھوڑی دیر میں کہنے لگی پھولوں کے اتنے حسین گلدستے کس کے لئے لائے ہو؟ کتنے پیارے پھول ہیں یہ!! اچھا تم لوگ ہمیں لینے آئے ہو، تھوڑی دیر میں ہنس کر بولی، اچھا ہم تو اپنی جنت میں چلے تمھاری جیل سے چھوٹ کر اور زور زور سے پھر تین بار کلمہ پڑھا اور بیٹھی بیٹھی پیڑ پر ایک طرف کو لڑھک گئی، ہم سبھی لوگ گھبرا گئے، اس کو لٹایا، بھائی صاحب ڈاکٹر کو بلانے چلے گئے، ڈاکٹر صاحب آئے تو انھوں نے کہا کہ یہ تو مرچکی ہے، مگر وہ جیسے ہنستے ہوئے سوگئی ہو، گھر میں کہرام مچ گیا، گھر میں مشورہ ہوا کہ یہ مسلمان ہو کر مری ہے، اگر ہم لوگوں نے اس کو اپنے مذہب کے مطابق جلایا تو کبھی ہم پر کوئی بلا آجائے، صبح کو چچا نے مالیر کوٹلہ باجی کو فون کیا کہ آشا کا رات انتقال ہو گیا ہے، ہمارے یہاں تو مسلمان نہیں ہیں ان کے کریا کرم کے لئے مالیر کوٹلہ سے کچھ لوگ آجائیں، دس بجے تک ایک گاڑی بھر کے مالیر کوٹلہ سے مرد عورتیں آگئیں اور ان کو دفن کیا، یہ ۱۹۴۷ء کے بعد پہلی مرتبہ اس شہر میں کوئی آدمی دفن ہوا تھا قبرستان ابھی تک موجود تھا۔

سوال: یہ تو آپ نے اپنی بہن کے مسلمان ہونے کی بات بتائی بات تو واقعی حیرت ناک ہے، موت بھی کس قدر قابل رشک، زندگی میں نہ کوئی نماز پڑھی نہ کوئی روزہ رکھا، نہ کوئی اسلامی عمل کیا اور کیسی پاک صاف، گناہوں سے پاک، دنیا سے گئی، کیسا قابل رشک انتقال ہوا، مگر آپ سے میں نے اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ ذکر کرنے کی درخواست کی تھی، وہ سنائیے؟

جواب: اصل میں میرا اسلام عائشہ کے اسلام سے جڑا ہوا ہے، آشا اور مجھ میں حد درجہ محبت تھی، اس کی اچانک موت نے مجھے توڑ کر رکھ دیا تھا مگر اس کی موت اور اسلام قبول کرنے کے بعد ایک دن کی زندگی مجھے بار بار سوچنے پر مجبور کرتی تھی کہ اس دنیا کی جیل

سے وہ جنت کے محل کی طرف صرف ایک کلمہ کی برکت سے پہنچ گئی وہ کس طرح ہنستے ہوئے دنیا سے گئی، میں نے اپنے میکے اور سسرال میں کئی لوگوں کو مرتے دیکھا، کس طرح تڑپ تڑپ کر کتنی مشکل سے جان نکلی، میں سوچتی کہ آشا کو کیا مل گیا جس کی وجہ سے اتنا مشکل مرحلہ آسان ہو گیا، ایک رات میں نے خواب دیکھا آشا بہت خوبصورت ہیرے اور موتی ٹکے کپڑے پہنے تخت پر خوبصورت تکیہ لگائے بیٹھی ہے، تاج سر پر لگا ہے، جیسے کوئی رانی یا شہزادی ہو، میں نے اس سے سوال کیا کہ آشا تجھے اتنی آسان موت کیوں کر مل گئی؟ بولی ایمان کی وجہ سے، اور دیدی میں تجھے سچ بتاتی ہوں کہ مجھے ایمان کے ساتھ صرف ایک دن ہی تو ملا ہے، ایمان کے ساتھ ایک دن جینے میں جو مزہ ہے سیکڑوں سال بغیر ایمان رہ کر جینے میں وہ مزہ نہیں، یقین نہ آئے تو کچھ وقت کے لئے مسلمان بن کر دیکھ لے، میری آنکھ کھل گئی اور میرے دل میں یہ شوق پیدا ہوا کہ کچھ روز کے لئے مجھے بھی مسلمان ہو کر دیکھنا چاہئے، میں نے اپنے شوہر سے اپنی خواہش کا ذکر کیا میں ہفتہ دو ہفتہ کے لئے مسلمان ہونا چاہتی ہوں اور دیکھنا چاہتی ہوں کہ ایمان کیا چیز ہے، آشا کی موت کے بعد میں چوں کہ ہر وقت غمگین رہتی اور چپکے چپکے کمرہ بند کر کے روتی رہتی، تو میرے شوہر نے مجھے اجازت دیدی کہ تجھے تسلی ہو جائے گی، تو کر کے دیکھ لے مگر یہ سوچ لے کہ کبھی تو بھی آشا کی طرح ایک دن بعد مر جائے، میں نے کہا، اگر میں مر گئی تو شاید میں بھی جنت میں چلی جاؤں اور آپ کوئی اچھی دوسری بیوی کر لیجئے مگر دیکھئے میرے بچوں کو وہ ستائے۔

دو روز بعد میں نے اپنے بہنوئی سے مالیر کوٹلہ والی باجی کا فون نمبر لیا اور ان سے حضرت صاحب (مولانا محمد کلیم صاحب) کا فون نمبر لیا اور میں نے ان سے فون پر کہا کہ میں حضرت صاحب کے پاس جانا چاہتی ہوں اور مقصد یہ ہے کہ میں ایک ہفتہ کے لئے مسلمان ہونا چاہتی ہوں، وہ بہت ہنسی کہ مسلمان ہونا کوئی ناٹک یا ڈرامہ تو نہیں

کہ تھوڑی دیر کے لئے اپنا روپ بدل لیں، پھر بھی انھوں نے خوشی کا اظہار کیا آپ ہمارے حضرت صاحب کے پاس جائیں گی تو وہ آپ کو بہت اچھی طرح سمجھا دیں گے، میں نے فون حضرت صاحب کو ملایا، کئی روز کی کوشش کے بعد ان سے بات ہو پائی، میں نے ان سے ملنے آنے کی خواہش کا ذکر کیا، وہ مجھ سے ملنے آنے کی وجہ معلوم کرتے رہے اور بولے آپ مجھے خدمت بتائیے، کیا معلوم فون پر ہی وہ مسئلہ حل ہو جائے مجھے خیال آیا کہ کہیں مجھے بھی فون پر ہی کلمہ پڑھوا دیں اور مسلمان ہونے کو کہیں، اس لئے میں نے بتانا نہیں چاہا، مولانا صاحب نے مجھ سے کہا، بہن میں بالکل بیکار آدمی ہوں اگر آپ ہاتھ دکھانا چاہتی ہیں یا جادو وغیرہ کا علاج کرانا چاہتی ہیں یا کوئی تعویذ گنڈہ وغیرہ بنوانا چاہتی ہیں تو ہمارے باپ داداؤں کو بھی یہ کام نہیں آتا، آپ مجھے ملنے کا مقصد بتائیں اگر وہ مقصد یہاں آکر حل ہو سکتا ہے تو سفر کرنا مناسب ہے، ورنہ اتنا لمبا سفر کر کے پریشان ہونے سے کیا فائدہ ہوگا، مولانا صاحب نے جب بہت زور دیا تو مجھے بتانا پڑا کہ میں ایک ہفتہ کے لئے مسلمان ہونا چاہتی ہوں اور میں اس آشا کی بڑی بہن ہوں جس کو آپ نے فون پر کلمہ پڑھوایا تھا اور اس کا اسی رات میں انتقال ہو گیا تھا، آشا کا نام سن کر مولانا صاحب نے بڑی محبت سے کہا، اچھا اچھا آپ ضرور آئیے اور جب آپ کو سہولت ہو آپ آجائیے، مجھے آج بتا دیجئے، میں آپ کے لئے اپنا سفر ملتوی کر دوں گا مولانا صاحب نے مجھے جالندھر سے آنے کا راستہ بتایا کہ شالیمار ایکسپریس سے سیدھے کھتولی اتریں اور اسٹیشن سے آپ کو کوئی لینے آجائے گا، سفر کی تاریخ طے ہو گئی کوئی مناسب آدمی میرے ساتھ جانے والا نہیں تھا، میں نے اپنی نن نسس (شوہر کے رشتے کی نانی) کو تیار کیا گھر میں کام کرنے والی بھی اور نانی بھی تینوں ہم لوگ ۱۴ر نومبر کی صبح کو نو بجے کھتولی پہنچے کھتولی حضرت صاحب کی گاڑی لینے کے لئے آگئی تھی، بسہولت آرام سے پہنچ گئے مولانا صاحب

پھلت میں موجود نہیں تھے، مگر آپ کی امی نے مجھے بتایا کہ حضرت صاحب ابھی دوپہر تک پھلت پہنچ جائیں گے انشاء اللہ، ہم لوگوں نے نہا کر ناشتہ کیا اور تھوڑی دیر آرام کیا اور اس کے بعد گھر کی عورتوں سے ملاقات ہوگئی اور میں اپنے آنے کی غرض بتائی، منیرہ دیدی اور امی جان نے مجھے سمجھایا کہ ایک ہفتہ کے لئے کوئی مسلمان نہیں ہوسکتا یہ تو موت تک کے لئے فیصلہ کرنا ہوتا ہے میں پریشان ہوگئی کہ مجھے اپنا مذہب اور سب کچھ بالکل چھوڑنا ہوگا یہ کس طرح ہوسکتا ہے، دوپہر دو بجے مولانا صاحب آگئے، باہر بہت سے مہمان آئے ہوئے تھے، مولانا صاحب دومنٹ کے لئے ہمارے پاس آئے، ہمیں تسلی دی، بہت خوشی ہوئی، آپ آئیں عائشہ مرحومہ کی وجہ سے آپ کے پورے خاندان سے مجھے بہت تعلق ہوگیا ہے، میرا واپسی کا انتظام معلوم کیا جب میں نے بتایا کہ میں تین روز کے لئے آئی ہوں تو کہا اصل میں باہر بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں جن میں کئی ایسے ہیں جو دو تین روز سے پڑے ہوئے ہیں، رات کو انشاء اللہ اطمینان سے آپ سے ملیں گے، اسماء بہن آپ کو یاد ہوگا آپ نے مجھے حضرت صاحب کی کتاب ''آپ کی امانت' آپ کی سیوا میں'' لا کر دی، میں نے شام تک اس کو تین دفعہ پڑھا میرا دل ایمان کو ہمیشہ کے لئے قبول کرنے کے سلسلہ میں صاف ہوگیا، مغرب کی نماز پڑھ کر مولانا صاحب ہمارے پاس آئے، مجھے ایمان کی ضرورت کے بارے میں بتایا مرنے کی بعد کی زندگی میں جنت دوزخ اور اپنے پیدا کرنے والے کو راضی کرنے کے بارے میں بتایا آپ کی امانت پڑھ کر میرے ذہن سے ایک ہفتہ کے لئے اسلام قبول کرنے کا خیال ختم ہوگیا تھا، میں نے اپنے اسلام قبول کرنے کے سلسلہ میں آمادگی کا اظہار کیا تو مجھے اسلام کا کلمہ پڑھوایا، گھر کی سب عورتیں جمع تھیں، میں نے کہا آپ میرا نام، جو آشا کا نام رکھا تھا رکھ سکتے ہیں؟ انھوں نے کہا کیوں نہیں، آپ کا نام بھی عائشہ ہی رکھتے ہیں اور عائشہ ہمارے نبی ﷺ

بہت ہی لاڈلی اہلیہ محترمہ ہیں۔

اسماء تمہیں یاد ہوگا کہ میں نے مولانا صاحب سے دو سوال کیے تھے، میں نے دیکھا مولانا صاحب بات تو ہم سے کر رہے تھے مگر رخ ان کا آپ کے گھر والوں کی طرف تھا، میں نے سوال کیا کہ آپ ہم سے منہ پھیر کر کیوں بات کر رہے ہیں، تو مولانا صاحب نے کہا، اسلام عورتوں اور مردوں کے درمیان پردہ کا حکم دیتا ہے، وہ سب عورتیں جن سے اسلام کے قاعدہ کے مطابق مسلمان کی شادی ہو سکتی ہو، سب عورتیں ایک مرد کے لئے نامحرم ہیں ان سے پردہ کرنے کا اسلام حکم دیتا ہے، سچی بات یہ ہے کہ مجھے پردہ کے پیچھے سے آپ سے بات کرنی چاہئے تھی مگر مجھے خیال ہوا کہ آپ کو بڑی اجنبیت سی لگے گی اس لئے میں نے سامنے آ کر اپنے رخ کو دوسری طرف کر کے نامحرم پر نگاہ نہ ڈالنے کے اسلام کے حکم پر عمل کیا، ایمان کی دعوت جیسی سب سے محبوب عبادت میں، کسی نامحرم پر نگاہ پڑنے کے گناہ کے ساتھ اثر نہیں رہتا، میں نے کہا: میری بہن آشا نے جب آپ سے ایمان لے آنے کی بات کہی تو اشنا ان کار کرنے پر بھی آپ نے ان کو فون پر کلمہ پڑھوایا، میں اس لئے آپ سے آنے کی غرض نہیں بتا رہی تھی کہ کہیں آپ مجھے بھی فون پر کلمہ پڑھوا کر ٹال دیں، مگر آپ نے مجھے فون پر کلمہ پڑھنے کے لئے نہیں کہا اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت صاحب نے جواب دیا، فون پر کلمہ پڑھوانا ٹالنا نہیں ہے، بلکہ ناپائیدار، پانی کے بلبلے کی طرح کی فانی زندگی کا خیال اور سچی ہمدردی ہے، واقعی نہ جانے مجھے کیوں خیال نہیں آیا، میں نے غلطی کی، خدا نہ کریں آپ کا راستہ میں یا اس دوران انتقال ہو جاتا تو کیا ہوتا یا میرا انتقال ہو جاتا تو خود میرے لئے بڑی محرومی تھی، نہ جانے کس خیال میں مجھ سے بھول ہوئی اور پھر آپ چار پانچ روز اسلام سے محروم رہ گئیں اور اتنی بڑی ضرورت اور خیر میں تاخیر ہو گئی، اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے، واقعی میں نے بڑی غلطی کی، اصل میں اللہ تعالیٰ کام کرنے والوں کے

دلوں میں خود ہی تقاضے ڈالتے ہیں، آپ ایک بننے کے لئے اسلام قبول کرنا چاہتی تھیں،
ظاہر ہے یہ کوئی کھیل تھوڑی ہے، اقبال ایک شاعر ہیں انہوں نے کہا ہے ؂

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

اسلام قبول کرنا تو اپنی چاہت کو، اپنی انا کو قربان کردینا ہے، اس کے لئے آپ کے ساتھ فون پر بات کرنا کافی نہیں تھا، اس لئے اللہ نے دل میں فون پر کلمہ پڑھوانے کی بات نہیں ڈالی، آشا سے بات کرکے تو مجھے خود اندر سے لگ رہا تھا کہ اگر اس نے اسی وقت کلمہ نہ پڑھا تو شاید اس کی موت ایک دو روز میں ہو جائے، حضرت صاحب نے سمجھایا کہ اب ہر قربانی دے کر اس ایمان کو قبر تک ساتھ لے جانا ہے، اس کے لئے آپ پر مشکلیں بھی پڑ سکتی ہیں، قربانیاں دینی پڑ سکتی ہیں، ایک مٹی کا برتن بھی کمہار سے کوئی خریدتا ہے تو ٹھونک کر دیکھتا ہے، اتنا قیمتی ایمان لانے والے کو آزمایا بھی جاتا ہے، اگر آپ ایمان پر جمی رہیں تو موت کے بعد کی زندگی میں یہ محسوس ہوگا کہ کتنے سستے داموں میں یہ نعمت ملی ہے، حضرت صاحب نے گھر کے لوگوں کو مجھے نماز اور کھانے وغیرہ کے طریقے سکھانے کو کہا، میری نانی اور کام کرنے والی کے بارے میں معلوم کیا، امی جان اور منیرہ دیدی ان لوگوں کو سمجھاتی رہیں، اگلے روز حضرت صاحب سفر پر چلے گئے، ہماری واپسی سے دو گھنٹہ پہلے لوٹے، ہماری بوا اور نانی کو سمجھایا، آپ اس دولت سے محروم کیوں جارہی ہیں، کافی حد تک تو وہ پہلے سے ہی تیار ہوگئی تھیں، حضرت صاحب کے سمجھانے سے وہ کلمہ پڑھنے پر تیار ہوگئیں، ان کو کلمہ پڑھوایا اور بوا کا نام حضرت نے ماریہ اور نانی کا نام حضرت نے آمنہ رکھا، خوشی خوشی ہم بامراد ہوکر رخصت ہوئے، گھر کے سبھی لوگوں نے ہمیں ایسی محبت سے رخصت کیا جیسے میں اسی گھر میں پیدا ہوئی ہوں، اسی گھر کی

ایک فرد ہوں، نہ جانے کیوں آج تک میں جب پھلت یا دہلی آتی ہوں تو مجھے ایسا لگتا ہے، جیسے میں اپنے میکے آئی ہوں۔

سوال: گھر جانے کے بعد آپ کے شوہر کا انتقال ہو گیا تھا اس وقت آپ کو کیسا لگا؟ انتقال کس طرح ہوا؟ ذرا بتائیں؟

جواب: حضرت صاحب نے مجھے بتایا تھا کہ اب اپنے رشتہ داروں سے محبت کا حق یہ ہے کہ آپ سب کو دوزخ کی آگ سے بچانے کی فکر کریں اور اپنے شوہر کو بھی اسلام کی طرف لائیں، بچوں کو بھی مسلمان کریں، مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ اسلام کے لئے تمھیں آزمائشیں بھی پڑیں گی، مجھے ایسا لگا جیسے حضرت صاحب دیکھ کر کہہ رہے تھے، مجھے سخت امتحان سے گذرنا پڑا، میں نے جا کر اپنے شوہر سے اپنا پورا حال بتایا کہ اب میں ہمیشہ کے لئے مسلمان ہو گئی ہوں اور ان پر زور دیا آپ بھی مسلمان بن جائیں، وہ مجھ سے بہت والہانہ محبت کرتے تھے، پہلے تو سرسری طور پر لیتے رہے، جب میں نے زور دینا شروع کیا تو انھوں نے مخالفت کرنا شروع کی اور مجھے اسلام پر رہنے سے روکا، میں اپنے اللہ سے دعا کرتی، میں نے حضرت صاحب سے فون پر بات کی ایک مسلمان اور ایک سکھ میاں بیوی کس طرح رہ سکتے ہیں؟ تو حضرت نے بتایا کہ سچی بات یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد آپ سے ان کا شوہر بیوی کا رشتہ نہیں رہا اور شادی (نکاح) ٹوٹ گیا مگر اس امید پر آپ احتیاط کے ساتھ ان کے ساتھ رہئے کہ ان کو ایمان نصیب ہو جائے اور بچوں کی زندگی اور ایمان اور مستقبل کا مسئلہ بھی حل ہو جائے، یہ معلوم کر کے مجھے ان کے ساتھ رہنے میں بڑی گھٹن محسوس ہونے لگی، روز رات کو ہم میں لڑائی ہوتی، آدھی آدھی رات گزر جاتی مجھے حضرت صاحب نے اللہ سے دعا کے لئے کہا اور بتایا کہ تہجد کی نماز میں دعا کروں، ایک رات ساری رات ہی نماز پڑھتی رہی اور روتی رہی، میرے اللہ آپ کے

خزانے میں کس چیز کی کمی ہے آپ میرے شوہر کو ہدایت کیوں نہیں دے سکتے، میرے اللہ نے میری دعا سن لی، اگلی رات جب میں نے ان سے مسلمان ہونے کو زور ڈالا تو انھوں نے مخالفت نہیں کی اور بولے روز روز کے جھگڑوں سے میں بھی عاجز آ گیا اگر تو اس میں خوش ہے تو چل میں بھی مسلمان ہو جاتا ہوں، کر لے مجھے مسلمان، میں نے کہا میری خوشی کے لئے مسلمان ہونا کوئی مسلمان ہونا نہیں، بلکہ پیدا کرنے والے، دلوں کا بھید جاننے والے مالک کو راضی کرنے کے لئے مسلمان ہونا ہے، میں نے ان کو حضرت صاحب کی کتاب ”آپ کی امانت آپ کی سیوا میں“ دی، پہلے بھی میں نے ان کو یہ کتاب پڑھوانا چاہی تو وہ پھینک دیتے مگر اس روز انھوں نے وہ کتاب لے لی اور پڑھنا شروع کی، پوری کتاب بڑے غور سے پڑھی جیسے جیسے وہ کتاب پڑھتے رہے میں نے محسوس کیا ان کا چہرہ بدل رہا ہے اور پھر اس کتاب میں سے زور زور سے تین بار کلمہ شہادت پڑھ کر بولے یہ کلمہ اب میں تیری خوشی کے لئے نہیں بلکہ اپنی خوشی اور اپنے رب کی خوشی کے لئے پڑھ رہا ہوں، میں بے اختیار ان سے چمٹ گئی، میں بیان نہیں کر سکتی دو مہینے کے مسلسل کہرام کے بعد میرے گھر میں خوشی آئی تھی، اگلے روز معلوم ہوا کہ ان کا روپڑ ٹرانسفر ہو گیا ہے وہاں گئے ایک ہفتہ گزرا تھا کہ وہاں چیف منسٹر کا دورہ ہوا، ان کے پروگرام میں وہ مصروف تھے ایک جگہ سیکورٹی کا معائنہ کرنے لئے وہ گئے اور کالج کی باؤنڈری کے پیچھے کھڑے تھے تیز ہوا چلی اور ہوا کا ایک بگولہ ایسا آیا کہ باؤنڈری کا وہ حصہ جس کے نیچے وہ کھڑے تھے ان کے اوپر گر گیا اور اس دیوار کے نیچے دب کر اسی وقت ان کا انتقال ہو گیا۔

اسماء بہن میں بیان نہیں کر سکتی کہ یہ حادثہ میرے لئے کتنا سخت تھا مگر میرے اللہ کا کرم ہے اس نے مجھے ہمت دی ایمان پر اس کا الٹا اثر نہیں ہوا، مجھے اندر سے اس

بات کا احساس دل کو تھامے رہا کہ انھوں نے اسلام قبول کر لیا تھا اور وہ جنت میں چلے گئے، جہاں چند دن کے بعد مجھے بھی انشاء اللہ جانا ہے، ان کے گھر ان کے کریا کرم (تجہیز و تدفین) پر بڑا ہنگامہ ہوا میں نے کہا میں ہرگز ان کو جلنے نہیں دوں گی میں اس لاش کی وارث ہوں، مجھے اس کا قانونی حق ہے مگر گھر کے سب لوگ ضد کر رہے تھے کہ یہ ہمارے خاندان کا فرد ہے، ڈی جی پی، اے ڈی جی پی، آئی جی، ڈی آئی جی، سب موجود تھے بہت محنت کے بعد یہ طے ہوا کہ ان کی سمادھی بنا دی جائے، ان کی سمادھی بنادی گئی اور میں نے ایک مولانا صاحب کو بلا کر ان کی جنازہ کی نماز سمادھی بنانے کے بعد پڑھوائی۔

سوال: اس کے بعد آپ پھر جالندھر آ گئیں؟

جواب: روپڑ چھوڑ کر میں جالندھر آ گئی حضرت صاحب کے بتانے کے بعد میں نے اپنی عدت پوری کی میرے بھائی لندن میں رہتے ہیں انھوں نے مجھ سے کہا آپ انگلینڈ آ جائیں، میں نے پاسپورٹ بنوایا، ایک روز میں نے کعبہ کو خواب میں دیکھا، الحمد کر میں نے فون پر حضرت صاحب کو بتایا حضرت نے بتایا کہ آپ پر حج فرض ہوگا، مگر کوئی محرم ہونا ضروری ہے اور آپ کا کوئی محرم نہیں ہے، اس کے لئے آپ کسی سے شادی کریں میں اپنے بچوں کے مستقبل کے وجہ سے لاکھ کوشش کے باوجود اپنے کو راضی نہیں کر پائی، مگر نہ جانے کیوں مجھے حج کو جانے کی، جنون کی حد تک دھن لگ گئی، اس کے لئے بار بار پھلت اور دہلی کا سفر کیا، مگر ایجنٹوں کے پاس بار بار کوشش کے باوجود کوئی صورت نہ بن سکی، آپ اور گھر کے سب لوگ حج کو چلے گئے اور میں تڑپتی رہ گئی، یہ حج سے محرومی خود میرے لئے بڑا امتحان تھا، میں بہت رویا کرتی تھی، اپنے اللہ سے فریاد کیا کرتی تھی، مجھے ایسا لگتا تھا کہ شاید اب بھی میں حج کو چلی جاؤں بقر عید سے تین دن پہلے جب مجھے خیال آیا کہ اب حج کے تین دن باقی ہیں، اس لئے کہ مجھے یہ معلوم تھا کہ حج بقر عید کے دنوں میں ہوتا ہے، میں

صبح تہجد میں روتے روتے بے ہوش ہو گئی، میں نے نیم بیداری میں دیکھا میرے سر پر احرام کا اسکاف بندھا ہے اور میں ہوں اور پھر منیٰ کے لئے چلے، غرض مکمل حج کیا، میری آنکھ کھلی اور ہوش آیا تو میں بیان نہیں کر سکتی کہ مجھے کتنی خوشی تھی، میں نے کسی طرح حضرت صاحب کا مکہ مکرمہ کا فون لیا اور خوشی خوشی تقریباً پچیس منٹ تک پورے حج کی یہ تفصیل بتائی، حضرت صاحب خود حیرت میں رہ گئے۔

سوال : ابی بتا رہے تھے کہ پچھلے سال آپ حج کو گئی تھیں، امسال تو ہم حج میں بار بار آپ کا ذکر کرا ور افسوس کرتے رہے۔

جواب : میں اپنے اللہ کے قربان جاؤں کہ اس نے میری حج کی دعا سن لی، پہلے سال تو مجھے بغیر جائے حج کرا دیا، اگلے سال میں نے اپنے ایک بھائی پر کوشش کی اور اس کو باہر کا سفر کرانے یعنی حج کا لالچ دے کر مسلمان ہونے پر زور دیا اور بتایا کہ گروتانک جی بھی حج کو گئے تھے، کوشش کے بعد وہ مسلمان ہو گئے اور ہم دونوں کو پچھلے سال حج کی سعادت نصیب ہو گئی۔

سوال : ارمغان کے حوالے سے آپ مسلمانوں کو کوئی پیغام دینا چاہیں گی؟

جواب : بس میں اپنی بہن عائشہ کی بات دہراتی ہوں کہ ایمان کی نعمت کی قدر کریں اور ایمان کے ساتھ ایک دن سینکڑوں سال کے بغیر ایمان کی زندگی سے افضل ہے اور پھر سارے جہانوں کے لئے رحمت والا نبی ﷺ کے امتی ہونے کی حیثیت سے سارے انسانوں کو اس دنیا کی قید سے جنت میں لے جانے کی فکر کریں، میرے اور میرے گھر والوں کے لئے دعا کریں کہ سب کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

آمین بہت بہت شکریہ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، ستمبر ۲۰۰۶ء

۴
اسلام کی ستر پوشی پسند آئی اور میں ایمان لائی

جمیلہ بہن {پشپا} سے ایک ملاقات

میرا پیغام ہے کہ ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں ہندؤں سے میل جول رکھیں یہ سرحدیں دور ہاں کرائیں، ہندو قوم، مسلم دھرم کے بارے میں جاننے کو بے کلن متجسس رہتی ہے قریب آئیں لوگ جوق در جوق اسلام میں کھنچے چلے آئیں گے۔

صفورا یاسمین

میں نے شہناز بہن کی دلی تمنا اور کوشش سے نومسلم جمیلہ صاحبہ کو غریب خانہ پر آنے کی دعوت دی، اہلیہ مولانا ذوالفقار کی بہن افسانہ صاحبہ کے ہمراہ جمیلہ صاحبہ تشریف لائیں، سلام ودعاء کے بعد چائے پانی کے دوران ہی شہناز بہن کاپی پین لے کر بیٹھ گئیں، تب میں نے کہا کہ ارمغان اور اللہ کی پکار جیسے شمارہ میں جو بھائی بہن اپنی اصل کی طرف یعنی ایمان کے اندر آتے ہیں تو لوگوں کی ترغیب کے لئے ان کے انٹرویو چھاپے جاتے ہیں اور اس کے بے حد اچھے نتائج سامنے آرہے ہیں اور یہ بے حد مقبول ہیں، شہناز بہن بولیں کہ ہندوستان میں ہی نہیں، سعودی عرب، برطانیہ، افریقہ میں بھی یہ انٹرویو بے حد مقبول ہیں اور نفع دے رہے ہیں اور لوگ اپنے خرچ سے ان کی کاپیاں کرا کر تقسیم کراتے ہیں، تب جمیلہ بہن تیار ہو گئیں ورنہ یہ نظریہ رکھتی تھیں کہ میں جو کچھ ہوں خدا کے لئے ہوں اور خدا سے اجر کی طالب ہوں، دنیا کی شہرت بھی عزیز نہیں

حسب معمول ہمارا پہلا سوال تھا:

سوال: آپ کا پہلا نام کیا تھا؟

جواب: جمیلہ بہن! میرا پہلا نام پشپا تھا،

سوال: آپ کے والد کا نام؟

جواب: میرے والد کا نام شیو رام بھگت تھا والدہ کا نام سوی بائی تھا،

سوال: آپ کا تعلق کس خاندان سے اور کس جگہ سے تھا؟

جواب: میرا تعلق پنجاب سانچورہ ضلع پٹیالہ کے بھگت خاندان سے تھا، ہم لوگ تین بہنیں تھیں

سوال: آپ نے اسلام کیوں قبول کیا اور اپنے پرانے مذہب کو کیسے چھوڑا؟

جواب: سیدھا سچا جواب تو یہ کہ میرے اللہ کو مجھ سے پیار تھا اور میرے رب نے پھر کرم کیا کہ ایمان کی دولت سے نوازا اور کفر کو مجھ سے دور کیا اور بظاہر "مسلم عورت کی ستر پوشی میرے اسلام لانے کا سبب بنی (آگے بولیں) میری بہن! میری ایک لمبی داستان ہے شہناز بہن افسانہ بہن اور میں تینوں برجستہ بولے۔

سوال: ہاں ہاں، وہی تو آپ سب بتائیے اور بلا جھجک بتائیے؟

جواب: (تب انہوں نے اپنی حیات کو پرت در پرت کھولنا شروع کیا) ہمارا گھرانہ غریب تھا، میری والدہ کی بہن کی شادی ایک بڑے گھرانے میں ہوئی، جب میری شادی ہوئی اس وقت میری عمر ۲۰ سال تھی میری خالہ نے سوچا کہ میری بھانجی بھی بڑے گھرانے میں آجائے، اس لئے انہوں نے اپنے دیور کے بیٹے سے جو کہ سی آئی ڈی آفیسر تھے میری شادی کرا دی، میری والدہ امیر غریب کے خوف کی وجہ سے شادی پر آمادہ نہ تھیں، ایک طرح سے زبردستی یہ شادی کرائی گئی شادی کے بعد معلوم ہوا کہ جن سے میرا بندھن بندھا ہے وہ بے حد لاپرواہ اور شرابی ہیں، سسرال میں میرا حال تو نوکر سے بھی بدتر

تھا اور میں کٹھ پتلی کی طرح سسرال مائکہ میں گھمائی جاتی رہی ۱۹۸۱ء میں میری شادی ہوئی اور ۱۹۸۳ء میں میرا بیٹا پیدا ہوا اس وقت میں بے حد ستم رسیدہ حالت میں اسپتال میں تھی، میری ماں نے بھی میری پرواہ چھوڑ دی بیچاری کیا کرتی حالات ہی ایسے تھے میں نے لوگوں کے جھاڑو برتن تک کئے اور ایسے حالات میں دو بیٹے اور ایک بیٹی کی خدا نے مجھے ماں بنا دیا، اللہ نے مجھے دماغ بہت تیز دیا، میں نے ۱۹۸۹ء میں سلائی کڑھائی کے کارخانہ میں ۲۵۰ روپے ماہانہ تنخواہ پر کام شروع کیا، وہیں سے میرا اسلام سے تعلق جڑا، وہ کارخانہ کسی ہندو کا تھا لیکن اس میں نوکر مسلمان تھے اور مسلمان بریلوی تھے میں ساڑی پہن کر کارخانہ جاتی اور میرا بلاؤز بغیر آستین کا ہوتا تھا، مسلم نوکر لڑکے بولے بہن جی آپ ہمارا ایمان خراب کرتی ہیں، میں بولی ایمان کیا؟ وہ بولے ہم لوگ مسلمان ہیں اور ہمارے یہاں مسلم عورت ستر پوش یعنی ڈھکی چھپی رہتی ہے اور اس لئے مردوں کا ایمان بھی سلامت رہتا ہے اور عورتوں کا بھی۔

میں نے کہا کہ ایمان کیا ہے؟ بولے کہ ایک کلمہ ہے جو پڑھا لیا جاتا ہے، میں بولی کہ وہ تو مسلمان عورتیں ہیں اپنے دھرم کی وجہ سے کرتی ہیں، مسلم ورکر بہت دردمندی سے بولے کہ بہن جی آپ چاہے جو بھی ہوں ہمارا دل چاہتا ہے کہ آپ بھی ہماری ماں بہنوں کی طرح کپڑے پہنو میرے دل میں ان کے ایمان کی اور ستر پوشی کی بات گھر کر گئی اور میں سوچنے لگی کہ کیسا اچھا ایمان ہے ان کا اور ان کے یہاں کس قدر عورت کی عزت کی جاتی ہے میرا دل بیقرار ہوا اٹھا ان ورکر کے ایمان کے اندر آنے کے لئے، اگلے دن میں نے کہا کہ بھائی میں تمہارے ایمان میں آنا چاہتی ہوں مجھے کیا کرنا ہوگا؟ ایک کلمہ ہے پڑھنا ہوگا، میں نے کہا جلدی مجھے پڑھاؤ بولے کہ ہم تمہیں پڑھا سکتے ہمارے بابا پڑھا ئیں گے اور وہ فلاں دن آتے ہیں اب مجھے اس فلاں دن کا بے قراری سے انتظار رہنے

لگا، خدا خدا کر کے وہ دن آ گیا، ایک لمبا سا چوغا اور طرح طرح کی گلے میں مالائیں پہنے اور ہری ٹوپی پہنے بابا کارخانہ میں تشریف لائے اور انہوں نے رومال پکڑوا کر کہلوایا "صلی علی کا یا محمد، یا اللہ یا محمد یا علی المدد کر مدد (جیسا بہن نے جب یہ کلمہ سنایا ہمیں ہنسی بھی آئی اور تعجب بھی ہوا) ہم لوگ بیچ میں بولے یہ کلمہ نہیں ہے وہ بولیں کہ ہاں ہاں یہ اس زمانہ کا میرا ایمان تھا بھی جیسے کہا، جو بتایا میں نے کہا اور پڑھا اور بہت زمانہ تک ہر وقت یہ ورد زبان رکھتی تھی اور پھر بتایا گیا کہ قبروں پر جانا ہے میں ان بابا کی مرید بن گئی اور میں نے ہندوستان کے بڑے بڑے مزاروں پر حاضری دی اور جیسا وہاں ہوتے دیکھتی، کرتی۔

ادھر میں ساڑی کی جگہ سوٹ پہننا شروع کیا اور خود کپڑے ڈیزائن کرنا شروع کیا اور میری ڈیزائن ڈریس کی بہت قیمت لگی، میں نے الگ سے مشین خریدی اور خود ڈیزائن کر کے ڈریس تیار کی اور بازار میں فروخت کی میرا کاروبار چل نکلا، ۱۹۸۲ء میں اوکھلا فیس 2 میں میں نے اپنے کارخانہ کی بنیاد ڈالی اور الگ سے مسلم ورکر رکھے، مجھے کمانے کی دھن لگ گئی اور اللہ نے مجھے اس قابل بنا دیا کہ میں نے نہرو نگر میں ۳ منزلہ ایک پورا کمپس خریدا، ہاں ایک بات اور یاد آئی جب میں کارخانہ میں کام کرتی تھی، بابا کو خانقاہ کی ضرورت تھی مری ماں نے میرے نام ایک دوکان کر دی تھی وہی ان کی کل جائیداد تھی، بابا کو خانقاہ کے لئے زمین کی ضرورت تھی سلطان پور غوث آباد میں میں نے اپنی ماں سے کہا وہ دوکان کے کاغذات دے دو اور مجھے ایک مکان خریدنا ہے، میں نے ماں سے جھوٹ بولا ورنہ ماں کبھی کاغذات نہ دیتی، میں نے کاغذات لے کر وہ دوکان اس زمانہ میں ۱۲ ہزار کی فروخت کر دی ۱۱ ہزار ان بابا کو خانقاہ کے لئے دے دیے ایک ہزار خود رکھی اس وقت سروس کرتی تھی ۲۵۰ روپیہ تنخواہ ۳۰ روپے اور خود اور مکان کرائے کا، ایک ہزار کرایہ جمع کیا اور دلی کورٹ پٹیالہ ہاؤس میں جا کر باقی پیسے سے اسلام قبول کرنے کی

کاروائی پوری کی بس پھر خدا کے نام پر دینے کی دھن سوار تھی میں چاہتی تھی کہ کماؤں اور خدا کے لئے لٹاؤں مجھے کمانے کی دھن لگ گئی، فہر و نگر میں خدا نے جائیداد دلوادی، وہاں جو ورکر کام کرتے تھے وہ ورکر نماز پڑھتے تھے وہ نماز پڑھنے جاتے اور باہر جا کر نماز کے بہانے پکچر دیکھنے چلے جاتے اور میں نمازیوں کو ہی کام دیتی تھی مگر ورکر چالاکی کرتے، میں نے سوچا مجھے ایسی جگہ کارخانہ کی تلاش کرنی چاہئے، جہاں مسجد کارخانہ سے ملی ہوئی ہو تب میں نے حاجی کالونی، غفور نگر میں زمین خریدی اور کارخانہ ادھر شفٹ کیا لیکن ادھر چونکہ میں اکیلی کام کرتی تھی اور مسلم ایریا میں مسجد کی وجہ سے میں شفٹ ہوئی تھی تاکہ ورکر نماز ضرور پڑھیں اور دیر تک غائب بھی نہ ہوں کہ کارخانہ میں کام کا نقصان نہ ہو لیکن ادھر کے مسلمانوں نے مجھے بہت تنگ کیا کہ یہ کیسی مسلمان بنی ہے لڑکوں سے کام کراتی ہے طرح طرح کی باتیں........ میرا ذہن پریشان ہو گیا تھی کہ میرا کارخانہ ٹھپ ہونے لگا اور میں بچوں کے پاس فہر و نگر چلی گئی کام بالکل بند کر دیا کہ اسلام میں ورکر سے کام کروانا جائز نہیں اور میں غریبی میں چلی گئی، فاقے ہونے لگے میں نے کترن بیچنا شروع کی اور پھر کچھ سہارا شروع ہوا ادھر کچھ اور اچھی مسلمان بہنیں ملیں، انہوں نے کہا آپ کو غلط بتایا گیا ہے آپ اپنا کاروبار شروع کیجئے اور یہ افسانہ ہے اس کے شوہر مولوی ذوالفقار نے میری بڑی رہنمائی کی اس نے مجھے اپنی ماں بنالیا اور حقیقی ماں کی طرح میرا خیال رکھنے لگا میں نے حاجی کالونی میں کارخانہ شروع کیا اور نائٹی، ٹاپ اور پٹیالہ شلوار کی ڈیزائننگ کر کے مارکیٹ میں فروخت شروع کر دی اور یہاں بھی میں نے عمارت بنالی اور خود بھی ادھر ہی شفٹ ہو گئی اور تب میں نے جانا کہ جس اسلام پر میں چلتی ہوں قبر پرستی، وہ صحیح نہیں، کلمہ صحیح طرح پر یہیں پڑھا، نماز یہاں آکر سیکھی، قرآن کریم پڑھا، تبلیغی جماعت کی بہنوں سے میل جول پیدا ہوا میں نے جب نماز سیکھی اور اس کو ادا کیا تو سمجھ میں آیا کہ حدیث نبوی

ﷺ نماز مومن کی معراج ہے" واقعی معراج ہے۔ (یہ سب کہتے ہوئے وہ آبدیدہ ہو گئیں ہمیں ان کی کیفیت دیکھ کر ان پر بڑا رشک آیا ہم نے کہا کہ آپ تو بڑی ولی صفت اور اونچی ہستی ہیں) جمیلہ بہن بولیں کہ میں کچھ بھی نہیں اور پھر بڑی تڑپ سے بولیں کہ کسی طرح کاش میری وہ نماز کی کیفیت لوٹ آئے اور مجھ سے کہنے لگیں کہ کوئی عمل بتاؤ کہ مجھے نماز میں پہلے کی طرح معاملہ ہو، ہم نے کہا کہ اللہ بے حد رحیم و کریم ہے اس سے گڑگڑا کر جو مانگو ملتا ہے جمیلہ بہن برجستہ بولیں کہ میرے ساتھ تو ہمیشہ ہی جب جب مانگا سب کچھ ملا بندہ بڑا ناشکرا ہے، بے وفا ہے اسے مانگنا ہی نہیں آتا، مانگنا ہی نہیں ہم نے کہا۔

سوال: اپنے کوئی خاص لمحات بتائیے؟

جواب: رمضان المبارک کا مہینہ تھا میں روزے برابر رکھتی رہی، نمازیں بھی ادا کرتی لیکن نماز کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکتی، مجھے شوگر ہو گئی اور گھٹنوں نے کام کرنا بند کر دیا، جہاں میں رہتی ہوں وہاں میرے ایسے پورشن ہیں کہ باآسانی کرایہ دار بھی رکھتی ہوں لیلۃ القدر آ گئی سب لوگ کھڑے ہو کر نوافل میں مصروف تھے میں بھی اسی رات جاگ رہی تھی، پیروں کے درد کی وجہ سے اٹھ نہ سکتی تھی کسی مسلم بہن نے بھی مجھے اس رات کے بارے میں کچھ خاص نہ بتایا اور میرا دل پھٹا جا رہا تھا کہ کوئی آئے مجھے تسلی دے اس رات کی عظمت کے بارے میں بتائے میں ایسے میں کیسے عبادت کروں، میری مدد کرے، پھر بے بسی کی کیفیت طاری ہوئی میں بیٹھے بیٹھے سجدہ میں جا گری اور اسی طرح مالک کے سامنے آہ و فغاں کی تڑپ تڑپ کر روئی، روتے روتے زور زور سے میری چیخیں نکل گئی مجھے کچھ ہوش نہ رہا بس خدا اور میں فریادی اور بے بسی ایسی کہ عبادت اور نماز بھی کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکوں اس کا احساس ہوا کہ یکا یک مجھے لگا میں کھڑی ہو سکتی ہوں اور میں سیدھی کھڑی ہو گئی اور اس رات میں نے کھڑے ہو کر خوب نماز ادا کی اور میں چلنے پھرنے

سے معذور چلنے پھرنے لگی اور کئی سال تک میں ایسی رہی کہ مجھے کوئی بیماری نہیں تھی شوگر بھی ختم ہوگئی آگے بولیں کہ بس بہن ہم بہت تھکے ہیں، پھر دنیا داری میں پھنس گئی اور پھر وہی بیماری۔

میں نے فضائل اعمال پڑھنا شروع کی، جب میں نے یہ پڑھا کہ جس کا بیٹا حافظ قرآن ہوگا اس کو آخرت میں اس بیٹے کی ماں کو جنت میں تاج پہنایا جائے گا میں تڑپ گئی کہ اللہ اب میں کیا کروں میرے دو بیٹے ہیں ان کی شادی ہوچکی، بچے بھی ہو گئے اور کیونکہ میں بس صلی علی کا یا محمد، المدد کرمدد اور قبروں پر جانے کو مسلمان سمجھتی تھی بس خود ہی مسلمان بنی رہی مجھے خاندانی حالت پر رہے ان کی شادی میں نے ہندو لڑکی سے کی اور بچے پھر اس نعمت سے محرومی نے دکھی کر دیا، میں زار وقطار روئی کہ سب حافظوں کی ماؤں کو تاج پہنایا جائے گا، میرے لیے کوئی تاج نہ ہوگا میرا کوئی بیٹا حافظ نہیں ایک پڑوسن دیندار تھی میرے ہر وقت کے رونے کو دیکھ کر کہنے لگیں کہ تم میرے بیٹے کو پڑھا لو حافظ بنا لو، دوسروں نے کہا کہ کوئی غریب بچہ پڑھا لو، میں نے غریب بچہ کی تلاش شروع کر دی، ایک بچہ جس کا نام احتشام تھا اس کو پڑھانے کے لئے سہارنپور مدرسہ سو کر ی میں چھوڑا اور وہ الحمدللہ حفظ کر رہا ہے، پھر مجھے لوگوں نے کہا، ایسے تاج نہیں پہنایا جائے گا آپ بن ماں باپ کا بچہ تلاش کرو اس کو حفظ کراؤ، اب میں اور رونے لگی اور لگتا تھا کہ روتے روتے جان چلی جائے گی کہ ہائے محرومی مجھے تاج نہ پہنایا جائے گا، اب میں نے کسی ہندو غریب کی جھگی جھونپڑی میں تلاش شروع کر دی ایک بچہ خدا نے مجھے ملوایا، جو بن ماں باپ کا ہے عبداللہ اس کا نام رکھا اسے رائے پور سہارن پور کی طرف لے کر گئی اور اسے پڑھا رہی ہوں، ماشاء اللہ اس کا ۱۲ واں پارہ ہے رائے پور میں پڑھ رہا ہے دونوں بچوں کے لئے کپڑا خرچ وغیرہ لے جاتی ہوں میرا پوتا میرے پاس رہتا ہے، ۱۳ سال کا ہے،

اسے حوض والی مسجد میں بھیجا ہوا ہے اس نام ہے دعا کرو وہ بھی حافظ ہو جائے، آمین، یہ سب سنتے ہوئے ہم سناٹے میں گنگ بیٹھے ہوئے تھے کہ یا اللہ فضائل اعمال کی حدیث پڑھی اور کس طرح عمل پیرا ہوئی ؟ اور ہمارا کیا حال ہے کہ ہم پیدائشی مسلمان حفظ تو حفظ ناظرہ پڑھنا بھی یکسر شان اور سب سے پہلے انگلش میڈیم اس کول کی دوڑ رواں رواں خوف خدا سے کھڑا ہو گیا کہ ہمارے اس سلوک کی وجہ سے خدا ہمارے ساتھ کیسا معاملہ فرما ئے گا میں نے کہا جمیلہ بہن آپ قابل مبارک باد ہیں دعاء کریں اللہ ہمیں بھی آپ کی طرح بنادے، آمین ثم آمین

ہم حالانکہ کافی وقت لے چکے تھے مگر دل چاہتا تھا کہ اپنی روداد سنائی جائیں اور ہم سنتے جائیں ہم نے کہا اور کچھ خاص بتایئے بولیں فضائل اعمال میں پڑھا کہ سود خور کے ساتھ یہ معاملہ ہوگا کہ اس کے پیٹ میں سانپ بچھو ہوں گے۔

ہمارے یہاں ہفتہ میں اجتماع ہوتا ہے اور میں پنجاب وغیرہ بھی جاتی ہوں وہاں ہندو بہنیں میرا وعظ سنتی ہیں جالندھر میں میں نے جب یہ سود والی حدیث سنائی تو سب نے یقین کر کے وہاں سود لینا دینا چھوڑ دیا ہندو ہو کر اور وہ بے چین رہتی ہیں کہ اپنے دھرم کی اور بات بتاؤ تب میں نے کہا آپ پروگرام بنائیں انشاء اللہ ہم لوگ بھی چلیں گے، دعوت کے اوپر بات کریں گے بولیں کہ جی لوگ پیاسے ہیں مجھے تو کچھ زیادہ معلومات نہیں بس فضائل اعمال اور قرآن ہندی ترجمے سے پڑھا ہے آپ لوگ اگر آ کے آئیں تو لوگ پیاسے کھڑے ہیں ذرا سے اشارے کی دیر ہے دامن اسلام میں آجائیں گے، (تب اور اپنے اوپر شرمندگی ہوئی اور اپنے ساتھ تمام مسلم لوگوں سے شکوہ ہوا کہ واقعی ہم اپنے ہی دائرہ میں رہتے ہیں کھانا پینا اور اپنے کو بچوں کو کھلانا پلانا اور انجینئر، ڈاکٹر وغیرہ وغیرہ کی آرزو رکھنا یہی مقصد حیات سمجھے ہوئے ہیں اللہ سے ہم نے توبہ کی اور کچھ کرنے کا

عرض کیا) آگے سلسلہ کلام کو جاری رکھنے کے لئے ہم نے پوچھا کہ:

سوال: شہناز بہن بتا رہی تھیں کہ آپ شوہر سے ۲۵ سال بعد ملی ہیں اور آپ کے شوہر بھی مسلمان ہو گئے ہیں اور آپ کا دوبارہ نکاح ہوا ہے یہ سب کیا قصہ ہے؟

جواب: جمیلہ بہن بولیں کہ میرے شوہر نے ۲۵ سال سے میرا اور میرے بچوں کا کوئی خرچ نہیں اٹھایا اب وہ پچھلے دنوں ریٹائر ہوئے اور انھوں نے فنڈ کے پیسے سے ایک فلیٹ خریدا اور حالات کچھ ایسے بنے کہ وہ فلیٹ انھیں گروی رکھنا پڑا، ناچار میرے شہر دیگر والے فلیٹ میں جہاں میرے دونوں لڑکے اپنی فیملی کے ساتھ رہتے ہیں ان کو وہاں آنا پڑا میں برابر سب رشتہ داروں سے ملتی ہوں، جب کچھ دن باپ کو بیٹے اور بہو کے پاس رہتے ہو گئے تو بڑی بہو نے انھیں باہر کر دیا اب یہ دوسرے بیٹے کے گھر میں گئے، دیکھتی کیا ہوں ایک دن میری بڑی بہو ان کو کھانا دیتی ہے ایسے جیسے کسی کتے کو ڈالتے ہیں میں نے کہا تم اس طرح کرتی ہو، اس طرح تو کسی کتے کو بھی نہ دیتے ہوں، خیر میں حسب معمول خرچ دینے کے لئے رائے پور حافظ بچے کے پاس گئی وہاں ایک دہلی جامعہ ملیہ کا بچہ سروس چھوڑ کر گیا ہے اب حفظ کرتا ہے رائے پور میں رہتا ہے خدا نے اسے دین پر دیا ہے وہ بولا اماں جی! مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے، اس نے میری سب کہانی حال اس نو مسلم بچے نے بتا دیا ہوگا، بولا آپ کے شوہر ہندو ہیں، آپ پر فرض ہے کہ آپ اپنے شوہر کو دین کی دعوت دیں مجھے ان کے سلوک کی وجہ سے ان کے ساتھ کوئی تعلق محسوس نہ ہوتا تھا، میں نے کہا کہ بیٹے وہ تو بہت بڑے شرابی ہیں شراب کے بغیر رہ نہیں سکتے، وہ بچہ بولا کہ اماں! اگر آپ کو شراب کا گلاس بھر کر بھی دین کی دعوت دینی پڑے، آپ دین کی دعوت دیں یہ دعوت دینا اتنا ضروری ہے مجھے امید ہے انشاء اللہ وہ ضرور ایمان لے آئیں گے، آپ ایسے جذبہ والی ہیں، آپ یہ کام ہر حال میں کریں، اب

میں گھبرا گئی میں نے فون اٹھایا ادھر سے فون انھوں نے اٹھایا مگر میں کچھ ہمت نہ کر سکی عجیب شرم محسوس ہوئی مگر دل میں اللہ سے گڑگڑاوئی، اے اللہ ایمان کی دعوت دے دوں ایسی ہمت عطا کر، میری بہن ہندو ہے مگر سب کلمہ ورود جانتی وہ بھی بہنوئی کی ایسی درگت سے دکھی تھی، وہ روز کہتی کہ تو مسلمان بن جا تیری زندگی بن جائے گی دیکھ میری بہن کی مسلمان بننے سے کیسی زندگی بنی ہوئی ہے روز روز کہتی رہی ایک دن دیکھتی کیا ہوں کہ زبردستی میرے شوہر کو میرے گھر لے آئی ہے، میں ناراض ہوئی کہ تو اس ہندو شرابی کو کیوں لے کر آئی ہے؟ وہ بولی یہ مسلمان بننے کو تیار ہے غفار منزل کی مسجد میں صبح ۱۰ بجے کسی مولانا کا بیان ہوا، ان کو وہاں لے کر گئے اور وہاں پر مولانا نے ان کا نکاح پڑھایا کلمہ پڑھایا، انھیں کا بیان تھا، وہ کلمہ پڑھا کر جانے لگے میں روٹھی رو رہی تھی، میرے بیٹے ذوالفقار نے ان سے کہا میری جمیلہ ماں کو سمجھایئے پردہ کئے بیٹھی ہیں، پردہ چھوڑیں اور ناراضگی بھی ختم کریں، مولانا نے مجھے سمجھایا میری سمجھ میں بات آگئی، مگر ۲۵ سال سے الگ رہتی ہوں عجیب سا حجاب آتا ہے، ویسے جتنا کچھ ہو رہا ہے خدمت کر رہی ہوں، آج ۲۲ / دن ہو گئے شراب کو ہاتھ تک نہیں لگایا ہے۔

سوال: آپ ان کی نماز وغیرہ کے بارے میں اور تمام ارکان اسلام کے بارے میں کیا فکر کرتی ہیں؟

جواب: ماشاء اللہ پانچوں وقت مسجد جا رہے ہیں کسی نے کہا کہ پھلت میں ایک بہت بڑے حضرت جی ہیں ان سے ضرور ملوایئے، وہ ۳ دن کے لئے پھلت گئے مگر حضرت جی نہیں مل سکے، ہم نے کہا کہ آپ ان کو دلی بٹلہ ہاؤس دار ارقم میں بھیجئے وہاں ان کو قائم ہوگا اور حضرت جی سے ملاقات بھی ہو جائے گی جمیلہ بہن کہنے لگی، آپ کی بڑی مہربانی ہو گی، اگر آپ ان کی تربیت کا انتظام فرما دیں میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ کاش جگہ

جگہ پر تربیتی سینٹر قائم ہو جائیں اور خدا سے دل ہی دل میں دعاء کی رب العالمین مجھے اس قابل بنا دے کہ نو مسلم بھائی بہنوں کو آشیانہ فراہم کرسکوں اور تربیت کے لئے دردمند، پر خلوص اسکالر جمع کردوں کہاں لوگوں کو لگے "ہم اسلام میں آکر امن میں آگئے جنت میں آگئے محبت کی چھاؤں میں آگئے، حالانکہ کافی دیر ہو چکی تھی مگر سب سے اہم سوال ان کی اولاد کے بارے میں پوچھنا باقی تھا میں نے کہا کہ:

سوال: جمیلہ بہن جب آپ شروع سے علیحدہ اور اپنے بل بوتے پر اپنے بچوں کے ساتھ ہیں تو پھر آپ نے اپنے بچوں کو ہندو کیسے رہنے دیا؟

جواب: وہ بولیں کہ کسی مسلمان نے مجھے کچھ بتایا نہیں سچ پوچھئے تو ادھر حاجی کالونی میں صحیح مسلمان میں خود ہی ہوں ویسے میرے دونوں لڑکے بسم اللہ، الحمد للہ سب پڑھتے ہیں بڑی بہو تو کٹر ہے لیکن چھوٹی بہو نرم دل ہے چھوٹا بیٹا میرے ساتھ کام کرتا ہے بلکہ اب فیکٹری دوکان سب کچھ وہی سنبھالتا ہے بس بہو سے ڈرتا ہے۔

ہم نے کہا، ایسا کرتے ہیں کہ آپ کے بیٹے کی بیوی کو دعوت کھانے پر بلاتے ہیں اور ہم کچھ کوشش کر کے دیکھتے ہیں وہ بہت خوش ہو گئیں بولیں نہیں پہلے میں آپ کی دعوت کروں گی اور اپنی بہو کو بلالوں گی، سویرے شام سے بلالوں گی آپ اس سے مل لیجئے اور پھر اپنے گھر آنے کی دعوت بھی دے دیجئے ہم نے کہا کہ ٹھیک ہے مگر نیک کام میں دیر نہیں ہونی چاہئے کچھ دیر خاموشی طاری رہی اور سب سر جھکائے بیٹھے تھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ ہم کسی اور دیس کی باتیں سن رہے ہیں میں نے کہا افسانہ آپ بھی بہت خوش قسمت ہیں اور قابل مبارک باد بھی کہ حج میں ہی جمیلہ بہن بولیں: میرا منہ بولا بیٹا ذوالفقار اور بہو افسانہ مثالی بہو بیٹے ہیں، میں ان کے ساتھ حج بھی کر چکی ہوں اور ان دونوں کے لئے بے حد تعریفی کلمات بولتی گئیں اور دعاؤں کا دریا بہاتی رہیں اور میں سوچ

بنی رہی تھی کہ شہناز بہن کی وجہ سے جاوید اشرف صاحب کی وجہ سے اللہ کتنے اچھے مثالی لوگوں سے ہمارا تعلق جوڑ رہا ہے، جمیلہ بہن نے جس طرح سے ان بیٹے بہو کی قربانی ایثار، خلوص ومحبت کا تذکرہ کیا، اگر لکھنا شروع کروں تو اخبار اور لمبا ہو جائے گا اور ڈر ہے پیچھے سے رہ جائے میں تو شہناز، افسانہ جمیلہ صاحبہ کی گرویدہ ہو گئی اور اپنے حال پہ ندامت اور شرمندگی کہ اللہ دنیا میں اب بھی دور نبی ﷺ نقل کرنے والے لوگ موجود ہیں اور ہمارا کیا ہوگا اپنے میں مست رہتے ہیں سچ لکھ رہی ہوں میرا رونگٹا رونگٹا خوف خدا سے کانپ رہا تھا اور کانپتا ہے آپ سب لوگوں سے دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ ہمیں دین کی خدمت کے لئے چن لے۔ آمین ثم آمین

اب ایک اور سوال میرے دل میں مچل رہا تھا کہ میں ایسی عبادت گزار اور خوش اخلاق ملنسار اور صدقہ خیرات کرنے والی اور تبلیغ کے لئے ہر وقت چلت پھرت کرنے والی کے اللہ سے معاملات سرگوشیاں بھی عجیب طرح کی ہوئی ہیں حالانکہ یہ ضروری نہیں، نیکی کی شرط ہے مگر گمان ایسا قدرتی ہوتا ہے، میں نے کہا:

سوال: کچھ خاص اللہ کے کرم فرمائیاں سنائیے؟

جواب: بولیں کہ میں نے ایک خواب دیکھا کہ میرا ایک کمرہ ہے جو بے حد حسین ہرے طوطیا رنگ کا ہے کہ رنگ کا حسن بیان سے باہر ہے وہاں میں اور ایک آدمی مسجد میں پڑے ہوئے ہیں بے حد حسین ناقابل بیان عورتیں، ہیرے جواہرات، زمرد موتیوں کے تھال لیے بیٹھی ہوئی ہیں، دوسرا خواب کہ میں لاانتہا اونچائی پہ کھڑی ہوں بے حد سفید لباس میں اور میرے چاروں طرف بے حد شفاف پانی، میری آنکھ کھل گئی تعبیر تو اللہ جانتا ہے کیا ہے مگر بے حد سکون محسوس ہوتا ہے، ایک بار دیکھا کہ چٹیل میدان ہے میں اور میرا پوتا ایمن میرے ساتھ ہے کہ زبردست زلزلہ آتا ہے بڑا خوفناک، میں الحمد شریف پڑھنے لگتی ہوں

کہ ایک دم زلزلہ الحمد پڑھنے سے رک جاتا ہے، اب کافی دیر ہو چکی تھی اور ان کو گھر جانے کی جلدی بھی تھی کیونکہ ان کے شوہر جو کہ پہلے کیلاش اور اب جمیل احمد ہیں اکیلے تھے ہم نے ان کا شکریہ ادا کیا اور آخری سوال کیا۔

سوال: ارمغان پڑھنے والوں کے لئے کوئی پیغام؟

جواب: بولیں میرا پیغام ہے کہ ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں ہندوؤں سے میل جول رکھیں یہ سرحدیں دوریاں گرائیں، ہندو قوم، مسلم دھرم کے بارے میں جاننے کو بے چین، متجسس رہتی ہے قریب آئیں لوگ جوق در جوق اسلام میں کھنچے چلے آئیں گے، سلام دعاء اور آئندہ مستقل ملاقات کے وعدوں کے ساتھ وہ ہمارے گھر سے رخصت ہوئیں، اور اب میں سوچ رہی ہوں کہ جب صرف ایک جاہل ان پڑھ دور کرکے ستر پوشی کے خیال سے ایک بہن ایمان میں آگئی اور ان کے ذریعہ حفاظ اور خاندان کا اسلام میں آنا اور تبلیغ غیر مسلموں میں اور مسلمانوں میں کرنا خانقاہیں بنوانا، مسجدوں اور مدارس میں دینا دلانا اور جانے کتنے خیر خواہی کے کارنامے ہیں اور اگر جو عالم لوگ ہیں ہمارے ہندوستان کے اور بیرونی ہندوستان کے اٹھ کھڑے ہوں اور ایک جملہ ہی خیر خواہی کا کسی ہندو بھائی بہن سے بول دیں تو تیس کروڑ تو مسلمان ہندوستان میں ہیں اور باقی دنیا میں کتنے ہوں گے، دنیا امن کا گہوارہ بن جائے گی کاش مسلمان اپنا منصب پہچانیں اور اگر کچھ بھی نہ کر سکیں تو اتنی تو میری التجاء ہے ضرور کریں کہ اپنے ان خونی رشتوں کے بھائی بہن کے لئے رات کو تنہائی میں آنکھوں سے دو آنسو گرا لیا کریں کہ اللہ ان کے لئے ایمان کی ہدایت مقدر فرمادے۔ آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، جولائی ۲۰۰۸ء

۵

لو! بابری مسجد گرانے والے مسجد بنانے والے بنے

ماسٹر محمد عامر (بلبیر سنگھ) سے ایک چشم کشا ملاقات

میری ہر مسلمان سے درخواست ہے کہ اپنے مقصدِ زندگی کو پہچانیں اور اسلام کو انسانیت کی امانت سمجھ کر اس کو پہنچانے کی فکر کریں، محض اسلام دشمنی کی وجہ سے ان سے بدلہ کا جذبہ نہ رکھیں احمد بھائی میں یہ بات بالکل اپنے ذاتی تجربے سے کہہ رہا ہوں کہ بابری مسجد کی شہادت میں شریک ہر ایک شیو سینک بجرنگ دلی اور ہر ہندو کو اگر یہ معلوم ہوتا کہ اسلام کیا ہے؟ مسلمان کسے کہتے ہیں؟ قرآن کیا ہے اور مسجد کیا چیز ہے تو ان میں سے ہر ایک مسجد بنانے کی تو سوچ سکتا ہے مسجد گرانے کا تو سوال ہی نہیں ہو سکتا، میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ بال ٹھاکرے جی، ونے کٹیار، اوما بھارتی اور اشوک سنگھل جیسے سرکردہ لوگوں کو بھی اگر اسلام کی حقیقت معلوم ہو جائے اور یہ معلوم ہو جائے کہ اسلام ہمارا بھی مذہب ہے، ہمارے لئے بھی ضروری ہے، تو ان میں سے ہر ایک اپنے خرچ سے بابری مسجد دوبارہ تعمیر کرنے کو سعادت سمجھے گا۔

مولانا احمد اواہ ندوی

ماسٹر محمد عامر: السلام علیکم ورحمۃ اللہ

احمد اواہ: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: ماسٹر صاحب ایک عرصے سے ابی کا حکم تھا کہ میں ارمغان کے لئے آپ سے انٹرویو لوں اچھا ہوا آپ خود ہی تشریف لے آئے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔

جواب: احمد بھائی آپ نے میرے دل کی بات کہی، جب سے ارمغان میں نومسلموں کے انٹرویو کا یہ سلسلہ چل رہا ہے، میری خواہش تھی کہ میرے قبول اسلام کا حال اس میں چھپے، اس لئے نہیں کہ میرا نام ارمغان میں آئے، بلکہ اس لئے کہ دعوت کا کام کرنے والوں کا حوصلہ بڑھے اور دنیا کے سامنے کریم وہادی رب کی کرم فرمائی کی ایک مثال سامنے آئے اور دعوت کا کام کرنے والوں کو یہ معلوم ہو کہ جب ایسے کمینے انسان اور اپنے مبارک گھر کو ڈھانے والے کو اللہ تعالیٰ ہدایت سے نواز سکتے ہیں تو عام شریف اور بھولے بھالے لوگوں کے لئے ہدایت کے کیسے مواقع ہیں۔

سوال: آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیں؟

جواب: میرا تعلق صوبہ ہریانہ کے پانی پت ضلع کے ایک گاؤں سے ہے میری پیدائش دسمبر ۱۹۷۰ء کو ایک راجپوت گھرانے میں ہوئی، میرے والد صاحب ایک اچھے کسان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک پرائمری اسکول میں ہیڈ ماسٹر تھے، وہ بہت اچھے انسان تھے اور انسانیت دوستی ان کا مذہب تھا، کسی پر بھی کسی طرح کے ظلم سے انہیں سخت چڑ تھی ۱۹۴۷ء کے فسادات انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے وہ بہت کرب کے ساتھ ان کا ذکر کرتے اور مسلمانوں کے قتل عام کو ملک پر بڑا داغ سمجھتے تھے بچے کچھے مسلمانوں کو بسانے میں وہ بہت مدد کرتے تھے، اپنے اسکول میں مسلمان بچوں کی تعلیم کا وہ خاص خیال رکھتے تھے، میرا پیدائشی نام بلبیر سنگھ تھا اپنے گاؤں کے اس اسکول سے میں نے ہائی اسکول کر کے انٹرمیڈیٹ میں پانی پت میں داخلہ لیا، پانی پت شاید ممبئی کے بعد شیوسینا کا سب سے مضبوط گڑھ ہے، خاص طور پر جوان طبقہ اور اس اسکول کے لوگ شیوسینا میں بہت لگے ہوئے ہیں، وہاں میری دوستی کچھ شیو سینکوں سے ہوگئی اور میں نے بھی پانی پت شاکھا میں نام لکھا لیا، پانی پت کے اتہاس (تاریخ) کے حوالے سے وہاں نوجوانوں میں

مسلمانوں خاص طور پر بابر اور دوسرے مسلمان بادشاہوں کے خلاف بڑی نفرت گھولی جاتی تھی، میرے والد صاحب کو جب میرے بارے میں معلوم ہوا کہ میں شیوسینا میں شامل ہو گیا ہوں تو انہوں نے مجھے بہت سمجھایا، انہوں نے مجھے اتہاس کے حوالے سے سمجھانے کی کوشش کی، انہوں نے بابر خاص طور پر اورنگ زیب کی حکومت کے انصاف اور غیر مسلموں کے ساتھ ان کے عمدہ سلوک کے قصے سنائے اور مجھے بتانے کی کوشش کی کہ انگریزوں نے غلط تاریخ ہمیں لڑانے کے لئے اور دیش کو کمزور کرنے کے لئے گھڑ کر تیار کی ہے، انہوں نے ۱۹۴۷ء کے ظلم اور قتل غارت گری کے قصوں کے حوالے سے مجھے شیوسینا سے باز رکھنے کی کوشش کی، مگر میری سمجھ میں کچھ نہ آیا۔

سوال: آپ نے پھلت کے قیام کے دوران بابری مسجد کی شہادت میں اپنی شرکت کا قصہ سنایا تھا، ذرا اب دوبارہ تفصیل سے سنائیے؟

جواب: وہ قصہ اس طرح ہے کہ ۱۹۹۰ء میں ایڈوانی جی کی رتھ یاترا میں مجھے پانی پت کے پروگرام کی خاصی بڑی ذمہ داری سونپی گئی رتھ یاترا میں ان ذمہ داروں نے ہمارے رونگٹوں میں مسلم نفرت کی آگ بھر دی میں نے شیواجی کی سوگندھ کھائی کہ کوئی مجھ بھی کرے میں خود اکیلے جا کر رام مندر پر سے اس ظالمانہ ڈھانچہ کو مسمار کروں گا، اس یاترا میں میری کارکردگی کی وجہ سے مجھے شیوسینا کے یوتھ ونگ کا صدر بنا دیا گیا، میں اپنی نوجوان ٹیم کو لے کر ۳۰ اکتوبر کو ایودھیا گیا، راستہ میں ہمیں پولس نے فیض آباد میں روک دیا، میں اور کچھ ساتھی کسی طرح بچ بچا کر پھر بھی ایودھیا پہنچے، مگر پہنچنے میں دیر ہو گئی اور اس سے پہلے گولی چل چکی تھی اور بہت کوشش کے باوجود میں بابری مسجد کے پاس نہ پہنچ سکا، میری نفرت کی آگ اس سے اور بھڑکی میں اپنے ساتھیوں سے بار بار کہتا تھا اس جیون سے مرجانا بہتر ہے رام کے دیش میں عرب لٹیروں کی وجہ سے رام کے بھگتوں پر رام جنم

بھوی پر گولی چلادی جائے، یہ کیسا انیائے اور ظلم ہے، مجھے بہت غصہ تھا، کبھی خیال ہوتا تھا کہ خودکشی کرلوں کبھی دل میں آتا تھا کہ لکھنؤ جاکر ملائم سنگھ کے اپنے ہاتھ سے گولی ماردوں، ملک میں فسادات چلتے رہے اور میں اس دن کی وجہ سے بے چین تھا کہ مجھے موقع ملے اور میں بابری مسجد کو اپنے ہاتھوں مسمار کروں۔

ایک ایک دن کر کے وہ منحوس دن قریب آیا جسے میں اس وقت کا خوشی کا دن سمجھتا تھا میں اپنے کچھ جذباتی ساتھیوں کے ساتھ ایک دسمبر ۱۹۹۲ء کو پہلے ایودھیا پہنچا میرے ساتھ سونی پت کے پاس ایک جاٹوں کے گاؤں کا ایک نوجوان یوگیندر پال بھی تھا جو میرا سب سے قریبی دوست تھا، اسکے والد ایک بڑے زمیندار تھے اور وہ بھی بڑے انسان دوست آدمی تھے، انہوں نے اپنے اکلوتے بیٹے کو ایودھیا جانے سے بہت روکا اس کے تاؤ بھی بہت بگڑے مگر وہ نہیں رکا۔

ہم لوگ چھ دسمبر سے پہلے کی رات میں بابری مسجد کے بالکل قریب پہنچ گئے اور ہم نے بابری مسجد کے سامنے کچھ مسلمانوں کے گھروں کی چھتوں پر رات گزاری، مجھے بار بار خیال ہوتا تھا کہ کہیں ۳۰ را کتوبر کی طرح آج بھی ہم اس شبھ کام سے محروم رہ جائیں، کئی بار خیال آیا کہ لیڈر نہ جانے کیا کریں، ہمیں خود جاکر کارسیوا شروع کرنی چاہئے، مگر ہمارے سنچالک نے ہمیں روکا اور ڈسپلن بنائے رکھنے کو کہا، اوما بھارتی نے بھاشن دیا اور کارسیوکوں میں آگ بھردی میں بھاشن سنتے سنتے مکان کی چھت سے اتر کر کدال لے کر بابری مسجد کی چھت پر چڑھ گیا، یوگیندر بھی میرے ساتھ تھا، جیسے ہی اوما بھارتی نے نعرہ لگایا، ایک دھکا اور دو، بابری مسجد توڑ دو، بس میری مرادوں کے پورا ہونے کا وقت آ گیا اور میں نے بیچ والے گنبد پر کدال چلائی اور بھگوان رام کی جے کے زور زور سے نعرے لگائے، دیکھتے دیکھتے مسجد مسمار ہو گئی، مسجد کے گرنے سے پہلے ہم لوگ نیچے اتر آئے، ہم

لوگ بڑے خوش تھے رام للا کے لگائے جانے کے بعد اس کے سامنے ماتھا ٹیک کر ہم لوگ خوشی سے گھر آئے اور بابری مسجد کی دو دو اینٹیں اپنے ساتھ لائے، جو میں نے خوشی خوشی پانی پت کے ساتھیوں کو دکھائیں، وہ لوگ میری پیٹھ ٹھونکتے تھے، شیوسینا کے دفتر میں وہ اینٹیں رکھ دی گئیں اور ایک جلسہ کیا گیا اور سب لوگوں نے بھاشن میں فخر سے میرا ذکر کیا کہ ہمیں گرو (فخر) ہے کہ پانی پت کے نوجوان شیو سینک نے سب سے پہلے رام بھگتی میں کدال چلائی، میں نے گھر بھی خوشی سے جا کر بتایا میرے پتا جی بہت ناراض ہوئے اور انھوں نے گہرے دکھ کا اظہار کیا اور مجھ سے صاف کہہ دیا کہ ”اب اس گھر میں تو اور میں دونوں نہیں رہ سکتے، اگر تو رہے گا تو میں گھر چھوڑ کر چلا جاؤں گا نہیں تو تو ہمارے گھر سے چلا جا، مالک کے گھر کے ڈھانے والے کی میں صورت دیکھنا نہیں چاہتا، میری موت تک تو مجھے کبھی صورت نہ دکھانا“ مجھے اس کا اندازہ نہیں تھا، میں نے ان کو سمجھانے کی کوشش کی اور پانی پت میں جو سمان (عزت) مجھے اس کارنامہ پر ملا وہ بتانے کی کوشش کی انھوں نے کہا کہ یہ دیش ایسے ظالموں کی وجہ سے برباد ہو جائے گا اور غصہ میں گھر سے جانے لگے، میں نے موقع کو بھانپا اور کہا آپ گھر سے نہ جایئے میں خود اس گھر میں رہنا نہیں چاہتا جہاں رام مندر بھگت کو ظالم سمجھا جاتا ہو اور میں گھر چھوڑ کر آ گیا اور پانی پت میں رہنے لگا۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیں؟

جواب: پیارے بھائی احمد! میرے اللہ کیسے کریم ہیں کہ ظلم اور شرک کے اندھیرے سے مجھے، نہ چاہتے ہوئے، اسلام کے نور اور ہدایت سے مالا مال کیا، مجھ جیسے ظالم کو جس نے اس کا مقدس گھر شہید کیا ہدایت سے نوازا، ہوا یہ کہ میرے دوست یوگیندر نے بابری مسجد کی اینٹیں لا کر رکھیں اور مائک سے اعلان کیا کہ رام مندر پر بنے ظالمانہ ڈھانچے کی اینٹیں

سوبھاگیہ (خوش قسمتی) سے ہماری تقدیر میں آ گئی ہیں سب ہندو بھائی آ کر ان پر (موت دان) پیشاب کریں، پھر کیا تھا، بھیڑ لگ گئی، ہر کوئی آتا تھا اور ان اینٹوں پر حقارت سے پیشاب کرتا تھا مسجد کے مالک کو اپنی شان بھی دکھانی تھی چار پانچ روز کے بعد یوگیندر کا دماغ خراب ہو گیا، پاگل ہو کر وہ ننگا رہنے لگا، سارے کپڑے اتارا تھا، وہ عزت والے زمیندار چودھری کا اکلوتا بیٹا تھا، اس پاگل پن میں وہ بار بار اپنی ماں کے کپڑے اتار کر اس سے منہ کالا کرنے کو کہتا، بار بار اس گندے جذبہ سے اس کو لپٹ جاتا اس کے والد بہت پریشان ہوئے بہت سے سیانے اور مولانا لوگوں کو دکھایا، بار بار مالک سے معافی مانگتے دان کرتے، مگر اس کی حالت اور بگڑتی گئی، ایک روز وہ باہر گئے تو اس نے اپنی ماں کے ساتھ گندی حرکت کرنی چاہی، اس نے شور مچا دیا، محلہ والے آئے، تو جان بچی، اس کو زنجیر میں باندھ دیا گیا، یوگیندر کے والد عزت والے آدمی تھے، انھوں نے اس کو گولی مارنے کا ارادہ کر لیا کسی نے بتایا کہ یہاں سونی پت میں عیدگاہ میں ایک مدرسہ ہے وہاں بڑے مولانا صاحب آتے ہیں، آپ ایک دفعہ ان سے اور مل لیں، اگر وہاں کوئی حل نہ ہو تو پھر جو چاہے کرنا، وہ سونی پت گئے تو معلوم ہوا کہ مولانا صاحب تو یہاں پہلی تاریخ کو آتے ہیں اور پرسوں پہلی جنوری کو آ کر ۲ تاریخ کی صبح میں جا چکے ہیں، چودھری صاحب بہت مایوس ہوئے اور کسی جھاڑ پھونک کرنے والے کو معلوم کیا، معلوم ہوا کہ مدرسہ کے ذمہ دار قاری صاحب یہ کام کر دیتے ہیں، مگر وہ بھی مولانا صاحب کے ساتھ سفر پر نکل گئے ہیں، عیدگاہ میں ایک دوکاندار نے انھیں مولانا کا دہلی کا پتہ بتایا کہ پرسوں بدھ میں حضرت مولانا نے (بوانے، دہلی) میں ان کے یہاں آنے کا وعدہ کیا ہے، وہ لڑکے کو زنجیر میں باندھ کر بوانہ کے امام صاحب کے پاس لے گئے، وہ آپ کے والد صاحب کے مرید تھے اور بہت زمانے سے ان سے بوانہ کے لئے تاریخ لینا چاہتے تھے مولانا صاحب ہر

باران سے معذرت کر رہے تھے، اس بار انھوں نے ادھر کے سفر میں دو روز کے بعد ظہر کی نماز پڑھنے کا وعدہ کر لیا تھا، بوانہ کے امام صاحب نے بتایا کہ حالات کے خراب ہونے کی وجہ سے ۶ر دسمبر ۱۹۹۲ء سے پہلے ہریانہ کے بہت سے امام اور مدرسین یہاں سے یوپی اپنے گھروں کو چلے گئے تھے اور ان میں سے بعض ایک مہینہ تک نہیں آئے اس لئے مولانا صاحب نے پہلی تاریخ کو اس موضوع پر تقریر کی اور بڑا زور دے کر یہ بات کہی کہ مسلمان نے ان غیر مسلم بھائیوں کو اگر دعوت دی ہوتی اور اسلام، اللہ اور مساجد کا تعارف کرایا ہوتا تو ایسے واقعات پیش نہ آتے، انھوں نے کہا کہ بابری مسجد کی شہادت کے بیک واسطہ ہم مسلمان ذمہ دار ہیں اور اگر اب بھی ہمیں ہوش آجائے اور ہم دعوت کا حق ادا کرنے لگیں تو یہ مسجد گرانے والے، مسجدیں بنانے اور کرنے والے بن سکتے ہیں، ایسے موقع پر ہمارے آقا اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون (اے اللہ، میری قوم کو ہدایت دے، اس لئے کہ یہ لوگ جانتے نہیں) فرمایا کرتے تھے۔

یوگیندر کے والد چودھری رگھوبیر سنگھ جب بوانہ کے امام (جن کا نام شاید مولانا بشیر احمد تھا) کے پاس پہنچے، تو ان پر اس وقت اپنے شیخ کی تقریر کا بڑا اثر تھا، انھوں نے چودھری صاحب سے کہا کہ میں جھاڑ پھونک کا کام کرتا تھا مگر اب ہمارے حضرت نے ہمیں اس کام سے روک دیا، کیوں کہ اس پیشہ میں جھوٹ اور عورتوں سے اختلاط (میل ملاپ) بہت ہوتا ہے اور اس لڑکے پر کوئی اثر یا جادو وغیرہ نہیں بلکہ مالک کا عذاب ہے، آپ کے لئے ایک موقع ہے، ہمارے بڑے حضرت صاحب پرسوں بدھ کے روز دوپہر کو یہاں آرہے ہیں، آپ ان کے سامنے بات رکھیں، آپ کا بیٹا ہمیں امید ہے کہ ٹھیک ہو جائے گا، مگر آپ کو ایک کام کرنا پڑے گا، وہ یہ کہ اگر آپ کا بیٹا ٹھیک ہو جائے تو مسلمان ہونا پڑے گا، چودھری صاحب نے کہا کہ میرا بیٹا ٹھیک ہو جائے تو میں سب کام کرنے

تیار ہوں۔

تیسرے روز بدھ تھا چودھری رگھوبیر صاحب یوگیندر کو لے کر صبح ۸ بجے پھلت پہنچ گئے، دوپہر کو ظہر سے پہلے مولانا صاحب آئے، یوگیندر زنجیر میں بندھا تنگ دھڑنگ کھڑا تھا، چودھری صاحب روتے ہوئے مولانا کے قدموں میں گر گئے اور بولے کہ مولانا صاحب میں نے اس کمینہ کو بہت روکا، مگر یہ پانی پت کے ایک اوت کے چکر میں آگیا مولانا صاحب مجھے شما کرا دیجئے میرے گھر کو بچا لیجئے مولانا صاحب نے سختی سے انہیں سر اٹھانے کے لئے کہا اور پورا واقعہ سنا۔

انہوں نے چودھری صاحب سے کہا کہ سارے سنسار کو چلانے والے سروشکتی مان (قادر مطلق) خدا کا گھر ڈھا کر انہوں نے ایسا بڑا پاپ (ظلم) کیا ہے کہ اگر وہ مالک سارے سنسار کو ختم کر دے تو ٹھیک ہے، یہ تو بہت کم ہے کہ اس اکیلے پر پڑی ہے، ہم بھی اس مالک کے بندے ہیں اور ایک طرح سے اس بڑے گھنگھور پاپ (بڑے گناہ) میں ہم بھی قصوروار ہیں کہ ہم نے مسجد کو شہید کرنے والوں کو سمجھانے کا حق ادا نہیں کیا، اب ہمارے بس میں کچھ بھی نہیں ہے بس یہ ہے کہ آپ بھی اس مالک کے سامنے گڑگڑائیں اور شما مانگیں اور ہم بھی معافی مانگیں، مولانا صاحب نے کہا، جب تک ہم مسجد میں پروگرام سے فارغ ہوں آپ اپنے دھیان کو مالک کی طرف لگا کر سچے دل سے معافی مانگیں اور پرارتھنا (دعا) کریں کہ مالک میری مشکل کو آپ کے علاوہ کوئی نہیں ہٹا سکتا، چودھری صاحب پھر مولانا صاحب کے قدموں میں گر گئے اور بولے جی میں اس لائق ہوتا یہ دن کیوں دیکھتا، آپ مالک کے قریب ہیں، آپ ہی کچھ کریں مولانا صاحب نے ان سے کہا کہ آپ میرے پاس علاج کے لئے آئے ہیں، اب جو علاج میں بتا رہا ہوں وہ آپ کو کرنا چاہئے، وہ راضی ہو گئے مولانا صاحب مسجد میں گئے، نماز پڑھی تھوڑی دیر تقریر کی اور

دعا کی، مولانا صاحب نے سبھی لوگوں سے چودھری صاحب کے لئے دعا کو کہا، پروگرام کے بعد مسجد میں ناشتہ ہوا، ناشتہ سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر نکلے تو مالک کا کرم کہ یوگیندر نے اپنے باپ کی پگڑی اتار کر اپنے ننگے جسم پر لپیٹ لی تھی اور ٹھیک ٹھاک اپنے والد صاحب سے بات کر رہا تھا، سب لوگ بہت خوش ہوئے، بڑوت کے امام صاحب تو بہت خوش ہوئے، انھوں نے چودھری صاحب کو وعدہ یاد دلایا اور اس کو ڈرایا بھی کہ جس مالک نے اس کو اچھا کیا ہے اگر تم وعدہ کے مطابق مسلمان نہیں ہوتے ہو تو پھر یہ دوبارہ اس سے زیادہ پاگل ہو سکتا ہے، وہ تیار ہو گئے اور امام صاحب سے بولے، مولانا صاحب میری سات پشتیں آپ کے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتیں، آپ کا غلام ہوں، جہاں چاہیں آپ مجھے بیچ سکتے ہیں، حضرت مولانا کو جب یہ معلوم ہوا کہ امام صاحب نے اس سے ٹھیک ہونے کا ایسا وعدہ کر لیا تھا، تو انھوں نے امام صاحب کو سمجھایا کہ اس طرح کرنا احتیاط کے خلاف ہے۔

چودھری صاحب کو مسجد میں لے جانے لگے، تو یوگیندر نے پوچھا پتاجی کہاں جا رہے ہو انھوں نے کہا مسلمان بننے، تو یوگیندر نے کہا، مجھے آپ سے پہلے مسلمان بننا ہے اور مجھے تو بابری مسجد دوبارہ ضرور بنوانی ہے، خوشی خوشی ان دونوں کو وضو کرایا اور کلمہ پڑھوایا گیا، والد صاحب کا محمد عثمان اور بیٹے کا محمد عمر نام رکھا گیا، خوشی خوشی وہ دونوں اپنے گاؤں پہنچے وہاں پر ایک چھوٹی سی مسجد ہے، اس کے امام صاحب سے جا کر ملے، امام صاحب نے مسلمانوں کو بتا دیا، بات پورے علاقہ میں پھیل گئی، ہندوؤں تک بات پہنچی تو قوت وار لوگوں کی میٹنگ ہوئی اور طے کیا کہ ان دونوں کو رات میں قتل کروایا جائے ورنہ جانے کتنے لوگوں کا دھرم خراب کریں گے، اس میٹنگ میں ایک مرتد بھی شریک تھا اس نے امام صاحب کو بتا دیا، اللہ نے خیر کی ان دونوں کو راتوں رات گاؤں سے نکالا گیا

سنبھلت گئے اور بعد میں جماعت میں ۴۰ دن کے لئے چلے گئے، یوگیندر نے پھر امیر صاحب کے مشورہ سے تین چلے لگائے، بعد میں ان کی والدہ بھی مسلمان ہو گئیں، محمد عمر کی شادی دہلی میں ایک اچھے مسلمان گھرانے میں ہو گئی اور وہ سب لوگ خوشی دہلی میں رہ رہے ہیں گاؤں کا مکان اور زمین وغیرہ بیچ کر دہلی میں ایک کارخانہ لگالیا ہے۔

سوال : ماسٹر صاحب آپ سے میں نے، آپ کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں سوال کیا تھا آپ نے یوگیندر اور ان کے خاندان کی داستان سنائی، واقعی یہ خود عجیب و غریب کہانی ہے، مگر مجھے تو آپ کے قبول اسلام کے بارے میں معلوم کرنا ہے؟

جواب : پیارے بھائی اصل میں میرے قبول اسلام کو اس کہانی سے الگ کرنا ممکن نہیں اس لئے میں نے اس کا پہلا حصہ سنایا، اب آگے دوسرا حصہ سن لیجیے ۹ مارچ ۱۹۹۳ء کو اچانک میرے والد کا ہارٹ فیل ہو کر انتقال ہو گیا، ان پر بابری مسجد کی شہادت اور اس میں میری شرکت کا بڑا غم تھا، وہ میری ممی سے کہتے تھے کہ مالک نے ہمیں مسلمانوں میں پیدا کیوں نہیں کیا، اگر مسلمان گھرانے میں پیدا ہوتے، کم از کم ظلم سہنے والوں میں ہمارا نام آتا، ظلم کرنے والی قوم میں ہمیں کیوں پیدا کر دیا، انھوں نے گھر والوں کو وصیت کی تھی کہ میری ارتھی پر بلبیر نہ آنے پائے، میری ارتھی کو یا تو مٹی میں دبانا، یا پانی میں بہا دینا، ظالم قوم کے رواج کے مطابق آگ مت لگانا بلکہ ہندوؤں کے شمشان میں بھی نہ لے جانا، گھر والوں نے ان کی اچھا (خواہش) کے مطابق عمل کیا اور آٹھ دن بعد مجھے ان کے انتقال کی خبر ہوئی، میرا دل بہت ٹوٹا، ان کے انتقال کے بعد بابری مسجد کا گرانا مجھے ظلم لگنے لگا اور مجھے اس پر فخر کے بجائے افسوس ہونے لگا اور میرا دل بجھ سا گیا، میں گھر کو جاتا تو میری ممی میرے والد کے غم کو یاد کر کے رونے لگتیں اور کہتیں کہ ایسے دیوتا باپ کو تو نے ستا کر مار دیا تو کیسا نیچ انسان ہے میں نے گھر جانا بند کر دیا، جون میں محمد عمر جماعت سے

واپس آیا تو پانی پت میرے پاس آیا اور اپنی پوری کہانی بتائی دو مہینہ سے میرا دل ہر وقت خوف زدہ سا رہتا تھا کہ کوئی آسمانی آفت مجھ پر نہ آجائے، والد کا دکھ اور بابری مسجد کی شہادت دونوں کی وجہ سے ہر وقت دل سہا سہا سا رہتا تھا، محمد عمر کی کہانی سن کر میں اور بھی پریشان سا ہوا، عمر بھائی نے مجھ پر زور دیا کہ ۲۳ رجون کو سونی پت میں مولانا صاحب آنے والے ہیں، آپ ان سے ضرور ملیں اور اچھا ہے کچھ دن ان کے ساتھ رہیں، میں نے پروگرام بنایا، مجھے پہنچنے میں دیر ہوگئی، عمر بھائی پہلے پہنچ گئے تھے اور مولانا صاحب سے میرے بارے میں پورا حال بتادیا تھا، میں گیا تو مولانا صاحب بڑی محبت سے ملے، اور مجھ سے کہا کہ آپ کی تحریک پر اس گناہ کو کرنے والے یوگیندر کے ساتھ مالک یہ معاملہ کر سکتے ہیں تو آپ کے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آسکتا ہے اور اگر اس دنیا میں وہ مالک سزا نہ بھی دے تو مرنے کے بعد ہمیشہ کے جیون میں جو سزا ملے گی آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

ایک گھنٹہ ساتھ رہنے کے بعد میں نے فیصلہ کر لیا کہ اگر مجھے آسمانی آفت سے بچنا ہے تو مسلمان ہو جانا چاہئے، مولانا صاحب دو روز کے سفر پر جا رہے تھے، میں نے دو روز ساتھ رہنے کی خواہش کا اظہار کیا، تو انھوں نے خوشی سے قبول کیا، ایک روز ہریانہ پھر دہلی اور خورجہ کا سفر تھا، دو روز کے بعد پھلت پہنچے دو روز کے بعد میں دل سے اسلام کے لئے آمادہ ہو چکا تھا، میں نے عمر بھائی سے اپنا خیال ظاہر کیا تو انھوں نے خوشی خوشی مولانا صاحب سے بتایا اور الحمد للہ میں نے ۲۵ رجون ۱۹۹۳ء ظہر کے بعد اسلام قبول کیا مولانا صاحب نے میرا نام محمد عامر رکھا اسلام کے مطالعہ اور نماز وغیرہ یاد کرنے کے لئے مجھے پھلت رہنے کا مشورہ دیا، میں نے اپنی بیوی اور چھوٹے بچوں کی مجبوری کا ذکر کیا تو میرے لئے مکان کا نظم کر دیا گیا، میں چند ماہ پھلت آکر رہا اور اپنی بیوی پر کام کرتا رہا،

تین مہینے کے بعد وہ بھی مسلمان ہوگئی۔ الحمد للہ

سوال: آپ کی والدہ کا کیا ہوا؟

جواب: میں نے اپنی ماں سے اپنے مسلمان ہونے کے بارے میں بتایا، وہ بہت خوش ہوئیں اور بولیں کہ تیرے پتا کو اس سے شانتی ملے گی، وہ بھی اسی سال مسلمان ہوگئیں۔

سوال: آج کل آپ کیا کر رہے ہیں؟

جواب: آج کل میں ایک جونیئر ہائی اسکول چلا رہا ہوں، جس میں اسلامی تعلیم کے ساتھ انگریزی میڈیم میں تعلیم کا نظم ہے۔

سوال: ابی بتا رہے تھے کہ ہریانہ پنجاب وغیرہ کی غیر آباد مسجدوں کو آباد کرنے کی بڑی کوششیں آپ کر رہے ہیں؟

جواب: میں نے عمر بھائی سے مل کر یہ پروگرام بنایا کہ اللہ کے گھر کو شہید کرنے کے بعد اس بڑے گناہ کی تلافی کے لئے ہم ان ویران مسجدوں کو آباد کرنے اور کچھ نئی مسجدیں بنانے کا بیڑا اٹھائیں، ہم دونوں نے طے کیا کہ کام تقسیم کرلیں، میں تو ویران مسجدوں کو آباد کراؤں اور عمر بھائی نئی مسجدیں بنانے کی کوشش کریں اور ایک دوسرے کا تعاون کریں، ہم دونوں نے زندگی میں سو سو مسجدیں بنانے اور واگزار کرانے کا پروگرام بنایا ہے، الحمد للہ ۶ دسمبر ۲۰۰۴ء تک ۱۳ ویران اور مقبوضہ مسجدیں ہریانہ، پنجاب اور دہلی اور میرٹھ کینٹ میں واگزار کرا کے یہ پاپی آباد کرا چکا ہے (جولائی ۲۰۰۹ء تک ۶۷ مسجدیں واگزار اور ۷ نئی مسجدیں بنا چکے ہیں) عمر بھائی مجھ سے آگے نکل گئے وہ اب تک ۱۸ مسجدیں نئی بنوا چکے ہیں اور اکیسویں کی بنیاد رکھی ہے ہم لوگوں نے یہ بھی طے کیا ہے کہ بابری مسجد کی شہادت کی ہر برسی ۶ دسمبر کو ایک ویران مسجد میں نماز شروع کرائی ہے اور عمر بھائی کوئی نئی مسجد کی بنیاد ضرور رکھی ہے، الحمد للہ کوئی سال ناغہ نہیں ہوا، البتہ

سو کا نشانہ ابھی بہت دور ہے، اس سال امید ہے تعداد بہت بڑھ جائے گی، آٹھ مسجدوں کی بات چل رہی ہے، امید ہے وہ آئندہ چند ماہ میں ضرور آباد ہو جائیں گی، عمر بھائی تو مجھ سے بہت آگے پہلے ہی ہیں اور اصل میں ہمارا کام بھی ان ہی کے حصہ میں ہے، مجھے اندھیرے سے نکالنے کا ذریعہ وہی بنے۔

سوال: آپ کے خاندان والوں کا کیا خیال ہے؟

جواب: میری والدہ کے علاوہ صرف ایک بڑے بھائی ہیں ہماری بھابھی کا چار سال پہلے انتقال ہو گیا ان کی شادی مجھ سے بعد میں ہوئی تھی، ان کے چار چھوٹے بچے ہیں، ایک بچہ معذور سا ہے ہماری بھابھی بڑی بھلی عورت تھیں، بھائی صاحب کے ساتھ مثالی بیوی بن کر رہیں ان کے انتقال کے بعد بھائی بالکل ٹوٹ سے گئے تھے، میری بیوی نے بھابھی کے مرنے کے بعد ان بچوں کی بڑی خدمت کی، میرے بڑے بھائی خود بہت شریف آدمی ہیں، وہ میری بیوی کی اس خدمت سے بہت متاثر ہوئے، میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی مگر میری وجہ سے میرے والد کے صدمہ کی وجہ سے وہ مجھے کوئی اچھا آدمی نہیں سمجھتے تھے، میں نے اپنی بیوی سے مشورہ کیا میرے بچے بڑے ہیں اور بھائی مشکل سے جی رہے ہیں، اگر میں تمہیں طلاق دیدوں اور عدت کے بعد بھائی تیار ہو جائیں کہ وہ مسلمان ہو کر تم سے شادی کرلیں تو دونوں کے لئے نجات کا ذریعہ بن سکتا ہے، وہ پہلے تو بہت برا مانی مگر جب میں نے اس کو دل سے سمجھانے کی کوشش کی تو وہ راضی ہو گئی، میں نے بھائی کو سمجھایا ان بچوں کی زندگی کے لئے اگر آپ مسلمان ہو جائیں اور میری بیوی سے شادی کرلیں تو اس میں کیا حرج ہے اور کوئی عورت ایسی ملنا مشکل ہے ماں کی طرح ان بچوں کی پرورش کر سکے، وہ بھی شروع میں تو بہت برا مانے کہ لوگ کیا کہیں گے میں نے کہا عقل سے جو بات صحیح ہے اس کے ماننے میں کیا حرج ہے، باہم مشو

ہو گیا، میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور عدت گزار کر بھائی کو کلمہ پڑھوایا اور ان سے اس کا نکاح کرایا، الحمدللہ وہ بہت خوشی خوشی زندگی گزار رہے ہیں، میرے اور ان کے بچے ان کے ساتھ رہتے ہیں۔

سوال: آپ اکیلے رہتے ہیں؟

جواب: حضرت مولانا کے مشورے سے میں نے ایک نومسلم عورت جو کافی معمر ہیں شادی کر لی ہے الحمدللہ خوشی خوشی ہم دونوں بھی رہ رہے ہیں۔

سوال: قارئین ارمغان کے لئے کچھ پیغام آپ دینا چاہیں گے؟

جواب: میری ہر مسلمان سے درخواست ہے کہ اپنے مقصد زندگی کو پہچانیں اور اسلام کو انسانیت کی امانت سمجھ کر اس کو پہنچانے کی فکر کریں، محض اسلام دشمنی کی وجہ سے ان سے بدلہ کا جذبہ نہ رکھیں احمد بھائی میں یہ بات بالکل اپنے ذاتی تجربہ سے کہہ رہا ہوں کہ بابری مسجد کی شہادت میں شریک ہر ایک شیوسینک بجرنگ دلی اور ہر ہندو کو اگر یہ معلوم ہوتا کہ اسلام کیا ہے؟ مسلمان کسے کہتے ہیں؟ قرآن کیا ہے اور مسجد کیا چیز ہے تو ان میں سے ہر ایک مسجد بنانے کی تو سوچ سکتا ہے، مسجد گرانے کا تو سوال ہی نہیں ہو سکتا، میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ بال ٹھاکرے جی، ونئے کٹیار، اوما بھارتی اور اشوک سنگھل جیسے سرکردہ لوگوں کو بھی اگر اسلام کی حقیقت معلوم ہو جائے اور یہ معلوم ہو جائے کہ اسلام ہمارا بھی مذہب ہے، ہمارے لئے بھی ضروری ہے، تو ان میں سے ہر ایک اپنے خرچ سے بابری مسجد دوبارہ تعمیر کرنے کو سعادت سمجھے گا، احمد بھائی چلئے کچھ لوگ تو ایسے ہیں جو مسلمان کی دشمنی کے لئے مشہور ہیں مگر ایک ارب ہندوؤں میں ایسے لوگ ایک لاکھ بھی نہیں ہوں گے ایک لاکھ بھی کیا بات یہ ہے کہ میں شاید زیادہ بتا رہا ہوں، ننانوے کروڑ ۹۹ لاکھ تو میرے والد کی طرح ہیں، جو انسانیت دوست بلکہ اسلامی اصولوں کو دل سے پسند کرتے ہیں، احمد

بھائی میرے والد (روتے ہوئے) کیا فطرتاً مسلمان نہیں تھے مگر مسلمانوں کے دعوت نہ دینے کی وجہ سے وہ کفر پر مر گئے میرے ساتھ اور میرے والد کے ساتھ مسلمانوں کا کتنا بڑا ظلم ہے، یہ بات بھی ہے کہ بابری مسجد کو شہید کرنے والے مجھ سے زیادہ ظالم کون ہوسکتا ہے؟ مگر مجھ سے بہت زیادہ ظالم تو وہ مسلمان ہیں، جن کی دعوت سے غفلت کی وجہ سے میرے ایسے پیارے باپ دوزخ میں چلے گئے، مولانا صاحب سچ کہتے ہیں، ہم شہید کرنے والے بھی، نہ جاننے اور مسلمانوں کے نہ پہنچانے کی وجہ سے ہوئے، ہم نے انجانے میں ایسا ظلم کیا اور مسلمان جان بوجھ کر ان کو دوزخ میں جانے کا ذریعہ بن رہے ہیں، مجھے جب اپنے والد کے کفر پر مرنے کا رات میں بھی خیال آتا ہے تو میری نیند اڑ جاتی ہے، ہفتوں ہفتوں نیند نہیں آتی نیند کی گولیاں کھانی پڑتی ہیں، کاش مسلمانوں کو اس درد کا احساس ہو۔

سوال: بہت بہت شکریہ، ماشاء اللہ آپ کی زندگی اللہ کی صفت ہادی اور اسلام کی حقانیت کی کھلی نشانی ہے۔

جواب: بلاشبہ احمد بھائی، اس لئے میری خواہش تھی کہ ارمغان میں یہ چھپے، اللہ تعالیٰ اس کی اشاعت کو مسلمانوں کے لئے ان کی آنکھیں کھولنے کا ذریعہ بنائے۔ آمین

اچھا اللہ حافظ

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، جون ۲۰۰۵ء

۶ ایمان آتے ہی نشہ کی عادت چھوٹ گئی

طیب بھائی {رام ویر} سے ایک ملاقات

میری درخواست ہے کہ ہر ایمان والے کو اپنا مقام سمجھنا چاہئے کہ وہ ایمان والا اور مسلمان ہے، اس لئے وہ جہاں رہے اس کو یہ خیال رہنا چاہئے کہ وہ رحمۃ للعالمین نبی کا امتی ہے، اس کو اپنے آپ کو امن و سلامتی کا پیامبر سمجھنا چاہئے، کم از کم وہ جہاں رہے لوگوں کو اپنے شر سے بچائے، دوسروں کے لئے امن و سلامتی کی کوشش کرے جب وہ دوسروں کی فکر کرے گا، تو وہ خود ہر وقت ہر ایک کی ایمان پر موت کی فکر کرے گا۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اوّاہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

طیب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: ماہنامہ ارمغاں میں نومسلموں کے انٹرویوز کا سلسلہ کئی سال سے چل رہا ہے جس کیلئے میں نے آپ کو یہ زحمت دی ہے آپ سے انٹرویو لینے کے بارے میں ابی سے کافی روز سے بات چیت چل رہی تھی اور آپ کو ابی سے کوئی کام بھی تھا، اس لئے میں نے آپ کو سوئی پت سے بلایا ہے کہ آپ کا کام بھی ہو جائے گا اور میں انٹرویو بھی لے لوں گا؟

جواب: ہاں حضرت نے مجھ سے تین چار مہینے پہلے انٹرویو کے بارے میں کہا تھا۔

سوال: آپ خیریت سے ہیں؟

جواب: الحمد للہ میں بخیر ہوں،

سوال: آپ اپنا تعارف کرائیں؟

جواب: میرا پورا نام رام ویر بن جب سنگھ تھا ہم سات بھائی بہن تھے دو کا انتقال ہوگیا، اب تین بھائی اور دو بہنیں بچی ہیں، میں کاکڑا ضلع مظفر نگر کا رہنے والا ہوں اور اشرزیہ انٹر کالج شاہ پور سے میں نے ہائی اسکول کیا ہے، میرے والد ایک شریف اور بھلے کسان ہیں مگر ہمارا خاندان بہت دھارمک ہندو خاندان ہے، ہندو جاٹ برادری سے میرا تعلق ہے۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیں؟

جواب: میرے اسلام قبول کرنے کا بھی عجیب اتفاق ہے میرے ذہن میں تو اسلام قبول کرنے کی کوئی بات نہیں تھی اور پڑھائی چھوڑنے اور بیوی کو طلاق دینے کے بعد زندگی بالکل خراب ہوگئی تھی، ہر وقت جنگل میں رہنے اور لوگوں کو پریشان کرنے اور نشہ کرنے کا میں عادی ہوچکا تھا میرا تعلق علاقے کے بدمعاشوں سے ہوگیا تھا اور میں جانور سپلائی کرنے والوں کو راستے میں روک کر پیسے چھین کر زندگی بسر کرتا تھا، گھر اور محلہ والے مجھ سے بہت پریشان تھے گھر والوں نے عاجز آکر مجھے گھر سے نکل جانے کو کہا، مگر میں نے گھر سے نکلنے سے منع کردیا اور ٹیوب ویل لگاکر کھیتی کرنے کا فیصلہ کیا، ہمارے کھیت کے برابر میں ایک انصاری ہیں ان کی پرانی ٹیوب ویل بند پڑی تھی، میں نے اس کو ٹھیک کرنے میں رات دن محنت کی، بالآخر وہ ٹھیک ہوگئی، میں نے موٹر اور پنکھا ادھار لیے اور چوری سے لائٹ کے کنکشن کر لیے لیکن ٹیوب ویل نے پانی نہیں اٹھایا میں نے اسے چلانے کی بہت کوشش کی، ٹریکٹر سے بھی پمپ چلوایا لیکن میں کامیاب نہ ہوسکا، بالآخر میں پنڈت کے پاس پہونچا، اس نے ٹیوب ویل پر چڑھاوا چڑھانے کو کہا، میرے پاس کچھ نہیں تھا آخر میرے دل میں یہ آیا کہ دیوتا بھنگ سے خوش ہوتے ہیں، میں نے بھنگ مسل کر اس پر چڑھادی، پھر بھی پانی نہیں آیا، ایک مرتبہ رات میں برابر کے کھیت والے انصاری

(یٰسین) بھی میرے پاس ہی تھے ہم دونوں ٹیوب ویل کے پاس مٹی پر ہی لیٹے ہوئے تھے تو یٰسین کہنے لگے کہ اگر آج اس نے پانی اٹھایا تو میں دو رکعت نماز پڑھوں گا، میں نے کہا تم دو کی بات کرتے ہو میں چار پڑھوں گا، اکثر رات کو ساڑھے دس بجے بجلی آجاتی تھی لیکن اس رات کو بارہ بجکر پینتالیس منٹ پر لائٹ آئی میں نے یٰسین سے کنکشن کرنے کو کہا، وہ کہنے لگے کہ تم ہی کرلو مجھے تو بجلی سے ڈر لگتا ہے، میرے کنکشن کرتے ہی ٹیوب ویل نے تقریباً ڈھائی میٹر دور پانی پھینکنا شروع کر دیا اور ٹیوب ویل کے سامنے والی سڑک پر پانی گرنے لگا، احمد بھائی (تعجب سے کہتے ہوئے) سوکھی مٹی ہونے کے باوجود پانی کی دھار کی رفتار سے سڑک میں تقریباً ڈیڑھ میٹر گڑھا ہو گیا۔

صبح جب محلے والوں نے دیکھا کہ یہ کامیاب ہو گیا ہے تو وہ سب جمع ہو کر آئے اور ٹیوب ویل بند کرادی کہنے لگے کہ اس لائٹ سے ہم تمہاری ٹیوب ویل نہیں چلنے دیں گے، اپنی لائٹ منظور کراؤ ٹیوب ویل بند ہونے کے بعد یٰسین نماز کے لئے کہنے لگے انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم نے چار رکعت پڑھنے کا نیم (نذر) کیا تھا اب تمہیں پڑھنی چاہیے کبھی ٹیوب ویل پھر خراب ہو جائے، میں نے کہا چلو پڑھتے ہیں، ہم کیرپور کھیت کے قریب ایک گاؤں کی مسجد میں نماز پڑھنے جا رہے تھے کہ یاسین نے کہا کہ اپنی ٹیوب ویل میں وضو کریں گے، ہم وہاں آئے یاسین نے وضو کیا اور مجھے اچھی طرح غسل کرایا اس کے بعد ہم نے نماز ادا کی نماز کے بعد یاسین کہنے لگے کہ تم مسلمان ہو جاؤ، ہم تمہاری بجلی بھی منظور کرا دیں گے، میں نے کہا مجھ سے مسلمان بھی پریشان ہیں وہ مجھے کہاں رکھ لیں گے یاسین نے کہا کہ جب تم مسلمان ہو جاؤ گے تو تم ٹھیک ہو جاؤ گے اور اگر تم ٹھیک بھی نہ ہو گے تب بھی مسلمان تمہیں رکھ لیں گے اور مسلمان نہ بھی رکھیں تو مرنے کے بعد خدا تمہیں جنت میں رکھے گا، میں نے یاسین سے کہا کہ تم مجھے ہرسولی مدرسہ میں لے

چلو میں وہاں یہ معلوم کروں گا کہ مسلمان ہو جاؤں یا نہیں؟ ہم دونوں وہاں پہنچے مولانا انیس صاحب سے ملاقات ہوئی ان سے میں نے مسلمان ہونے کے بارے میں معلوم کیا انھوں نے کہا کہ مسلمان ایسے نہیں بنتے بلکہ جماعت میں جا کر نماز وغیرہ سیکھنی ہوگی تم چلہ لگاؤ اور دلی مرکز چلے جاؤ میں نے ان سے کہا کہ مجھے تو کچھ معلوم نہیں تم ہی بھیج دو، انہوں نے مظفر نگر مرکز میں فون پر بات کی اور مظفر نگر جانے کو کہا، اس وقت میں تیار نہیں تھا اس لئے میں نے اگلے دن جانے کا وعدہ کرلیا، جانے سے پہلے میں نے اپنی اماں کو بتایا کہ گھر والے مجھ سے بہت پریشان ہیں اس لئے میں تو جارہا ہوں اور مسلمان ہو جاؤں گا، اس نے کہا اچھا چلے جانا لیکن کھانا تو کھالے میں کھانا کھا کر اور دو گلاس دودھ پی کر رات میں ایک شخص سے سات سو روپے لے کر مظفر نگر پہنچا جہاں مرکز میں مولانا موسیٰ صاحب سے ملاقات ہوئی، انھوں نے مجھے بتایا کہ یہاں تو کوئی جماعت نہیں جا رہی ہے، تم پھلت چلے جاؤ، پھلت سے بھی جماعت جاتی ہے، میں پھلت چلا گیا وہاں ابا الیاس سے ملاقات ہوئی، انھوں نے شام کو حضرت سے ملوایا، حضرت نے کلمہ پڑھوایا، پھر میری زندگی کے حالات معلوم کئے، جب انھوں نے میرے حالات سنے تو انھوں نے مجھے بتایا کہ ایمان و اسلام اصل میں ایمان و سلامتی میں خود رہنے اور اپنے سے دوسروں کو امن و سلامتی میں رکھنے کا نام ہے، اس لئے اب تم مسلمان ہو گئے ہو، تم اگر یہ چاہتے ہو کہ خود بھی امن و سلامتی میں رہو اور اس دنیا کے بعد ہمیشہ کی زندگی میں بھی سکون و چین اور امن و سلامتی میں رہو تو ضروری ہے کہ تم اس طرح زندگی گذارو کہ تم سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے اور ہر آدمی کے لئے امن اور سلامتی کا ذریعہ بنو اس کے لئے سب سے پہلے تمھیں نشہ سے پکی توبہ کرنی ہوگی اس لئے کہ سب سے زیادہ آدمی نشہ کی حالت میں لوگوں کو ستاتا ہے، ہے، حضرت نے مجھ سے کہا کہ تم چودھری آدمی ہو، چودھری لوگ بڑے بہادر ہوتے ہیں، ایک جوا

اگر کسی بات کا پکا ارادہ کرلے تو پہاڑ سے دودھ کی نہر کھود کر نکال سکتا ہے، ایک جوان مرد اگر پکا ارادہ کرے تو نشہ چھوڑنا کوئی مشکل کام نہیں، مولانا صاحب نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا پکا ارادہ کرو، مجھ سے وعدہ کرو کہ اب کسی طرح کا نشہ نہ کروں گا، اب تم ایمان والے ہو اور مسلمان ہو گئے ہو، اب تو نشہ بہت بڑا جرم ہے، میں نے مولانا صاحب سے وعدہ کیا، احمد بھائی! نشہ کی مجھے اتنی عادت ہوگئی تھی کہ میں سوچتا تھا، یہ عادت میرے جیون کے ساتھ ہی جائیگی، میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مجھ میں نشہ چھوڑنے کے ارادہ کی بھی ہمت ہو جائے گی مگر حضرت کے سامنے جب میں نے وعدہ کیا تو مجھے یہ نشہ چھوڑنا بالکل آسان کام لگا، شاید یہ میرے ایمان کی برکت تھی میرے اللہ نے مجھے ہمت دی اور اس تجربے نے صرف مجھے بہت سی برائیوں سے بچایا بلکہ میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بڑی ہمت دی ہے، پکا ارادہ کرکے انسان ہر بڑے سے بڑا کام کرسکتا ہے! یقین کے ساتھ میں نے نہ جانے کتنے لوگوں سے نشہ اور بیڑی، سگریٹ اور گٹکا چھڑا دیا، پانچ چھ لوگوں سے جوا اور سٹہ چھڑوایا، دو لوگوں سے عورتوں کے ناجائز تعلقات چھڑوائے، بس میرے اللہ کا کرم ہے، مولانا صاحب نے میرٹھ بھیج کر میرا سرٹیفکٹ بنوایا، اتفاق سے اگلے دن پھلت سے جماعت جانی تھی میں ان کے ساتھ چلا گیا، وہاں نماز وغیرہ سیکھی پھر چلہ پورا کرنے کے بعد پھلت واپس آگیا، حضرت سے ملاقات ہوئی حضرت نے پوچھا یہ زندگی اچھی ہے یا اسلام سے پہلے کی زندگی؟ میں نے بتایا کہ حضرت مجھے تو بہت سکون ملا ہے، ان چالیس دنوں میں نشہ تو دور کی بات، کوئی نشہ کرنے والا بھی قریب سے نہیں گزرا اور میری صحت بھی اچھی ہوگئی ہے، مجھے تو یہ زندگی بہت اچھی لگی، حضرت نے پوچھا اب کہاں رہنا چاہو گے؟ میں نے کہا آپ جہاں کہیں گے، انھوں نے میری تعلیم کے بارے میں معلوم کیا میں نے بتادیا، حضرت نے پوچھا: پڑھنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا

چھوٹے بچوں کو پڑھا سکتا ہوں، حضرت نے مجھے سونی پت بھیج دیا۔

ایک سال بعد سکوتی میں میری شادی ہوگئی، میری شادی الحمد للہ بہت دین دار اور پڑھی لکھی نیک لڑکی سے ہوئی وہ لوگ سکوتی ٹانڈہ کے رہنے والے ہیں، سکوتی ٹانڈہ میں ہمارے ہندو رشتہ دار بہت سے رہتے ہیں، اس خیال سے کہ کہیں وہ کوئی فتنہ فساد نہ کریں حضرت میری شادی کا پروگرام کھتولی میں میرے سالڑو کے گھر سے بنایا وہ لوگ لڑکی کو لے کر کھتولی آگئے، حضرت دو تین لوگوں کے ساتھ مجھے لیکر کھتولی گئے اور الحمد للہ سادگی سے سنت کے مطابق نکاح اور رخصتی ہوئی میرے والد بھی میرے ساتھ میرے نکاح میں شریک تھے وہ بہت خوش تھے حضرت مولانا (کلیم صاحب) کا بار بار شکریہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ نے میرے لڑکے کو سدھار دیا اس سے پورا علاقہ پریشان تھا اور ہم سب لوگ عاجز تھے، پھلت رخصتی ہوئی تو میری والدہ بھی آگئیں میری اہلیہ سے مل مل کر خوشی سے روئیں اور بار بار ما تھا چومتی تھیں کہ کیسی سوہنی بہو میرے مالک نے مجھے دی ہے میری اہلیہ نے بھی دور وز کی شادی کے باوجود میری والدہ کی خوب خدمت کی، ابتداء اچھے گھرانہ میں شادی کی وجہ سے مجھے مضبوطی ملی اور مجھے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو اسلام کی دعوت دینے میں بڑی قوت ملی، میرے والد صاحب کو جب معلوم ہوا کہ مولانا صاحب نے سکوتی میں ہمارے رشتہ داروں کے فتنہ کرنے کے ڈر سے کھتولی لڑکی بلا کر شادی کی ہے، تو انھوں نے مولانا صاحب سے کہا: مولانا صاحب آپ مجھے پہلے خبر کرتے ہم کسی کے کھیر میں نہیں رہتے ان بیچاروں کو بے گھر کیا، خود بارات لے کر سکوتی جاتے میرے بیٹے نے کوئی جرم تو کیا نہیں مسلمان ہوگیا تو اچھا ہی کیا ہے، کیا تھا کیا ہوگیا؟ میں سات جنم تک آپ کا احسان نہیں اتار سکتا میرے گاؤں والوں نے اس کے مسلمان ہونے کے بعد پنچایت کی کہ تیرا بیٹا ادھرم ہوگیا ہے اس پر سختی کرو تو میں نے صاف کہہ

وہ دھرم نہیں بلکہ دھارمک (مذہبی) ہوگیا ہے، دھرم اپنا اپنا معاملہ ہے، میں آپ میں سے کسی کا دیا نہیں کھاتا، اگر زیادہ کروگے تو کھیت اور گھر بیچ کر میں بھی پرسوں ہی جا رہا ہوں اور بیٹے کے ساتھ میں بھی مسلمان ہو جاؤں گا جب ایسے اوت اور بگڑے ہوئے کو مسلمان نے ایسا سدھار دیا تو مجھ میں بھی سدھار آئے گا، کچھ لوگ ذرا غصہ میں گالیاں دینے لگے تو میں پنچایت سے چلا آیا اور میں نے کہا ابھی ایس پی کے یہاں جا کر رپٹ لکھواؤں گا، کچھ لوگوں نے مجھے روکا اور پھر میٹھی باتیں کرنے لگے، ہم تیری بھلائی میں پنچایت کر رہے تھے، آدمی میں ہمت ہونا چاہیے، میں جب اپنے گاؤں والوں سے نہیں ڈرا تو پھر سکوتی والوں کا کیا ڈر تھا؟ حضرت نے فرمایا ڈرتے تو ہم بھی نہیں، مگر شادی میں کوئی بات ہوتی بد مزگی آجاتی، اور اب میں اپنی بیوی کے ساتھ سونی پت میں رہ رہا ہوں، میرے پڑوسی بہت اچھے ہیں، سب لوگ پانچوں وقت کے نمازی ہیں اور میری عزت کرتے ہیں، مجھے ان سے بہت پیار ملا وہ سب میرا بہت خیال رکھتے ہیں، اصل میں جب میں سونی پت آیا تو مدرسہ والوں نے میرے لئے ایک کرایہ کے مکان کا عید گاہ کالونی میں انتظام کر دیا سب کو معلوم تھا کہ میں نے دو مہینے پہلے اسلام قبول کیا ہے، مجھے نماز کی پابندی اور تسبیح وغیرہ پڑھتے دیکھ کر لوگوں کو شرم آئی میں نے اپنی اہلیہ سے عورتوں میں تعلیم شروع کرائی، میں گشت وغیرہ بھی پابندی سے کراتا تھا رفتہ رفتہ پڑوسی نماز پڑھنے لگے بہت سے بچے میں نے مدرسے میں داخل کرائے الحمد للہ کافی لوگ نماز کی پابندی کرنے لگے، وہ لوگ میرا بہت احترام کرتے ہیں، میرے محلہ اور مدرسہ والے جس طرح مجھے پیار کرتے ہیں میں نے اپنے گھر والوں سے بھی ایسا پیار نہیں پایا، یہ محض میرے اللہ کا کرم اور میرے ایمان کا صدقہ ہے۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کو کسی قسم کی پریشانی سے دو چار ہونا پڑا؟

جواب: احمد بھائی، میرے حضرت نے مجھے کلمہ پڑھوایا تھا تو اس وقت مجھے سمجھایا تھا کہ اصل میں ایمان واسلام خود امن وسلامتی سے رہنے اور دوسروں کو اپنے شر سے بچا کر امن وسلامتی سے رکھنے کا نام ہے، اسلام امن وسلامتی ہے، بلکہ احمد بھائی میں یہ بتانا بھول گیا کہ حضرت نے یہ فرمایا کہ امن وسلامتی، ایمان واسلام سے نکلی ہے، ایمان واسلام کے بغیر نہ دنیا کے کسی آدمی کو خود امن وچین نصیب ہوسکتا ہے نہ دنیا کو بغیر اسلام وایمان کے کسی سے امن وسلامتی نصیب ہوسکتی ہے، اس پر میں نے حضرت سے کہا بھی تھا کہ ساری دنیا کے اخباروں اور ٹی وی پر جو خبریں آتی ہیں ان سے یہ لگتا ہے کہ مسلمانوں نے ساری دنیا کے چین کو برباد کر رکھا ہے اور وہ اسلام وجہاد سے پوری دنیا کو آتنک واد (دہشت گردی) کی آگ میں جھونک رہے ہیں، مولانا صاحب نے مجھے بتایا کہ یہ غلط پروپیگنڈہ ہے، کچھ جذباتی مسلمانوں کی ناسمجھی کے بعض فیصلوں سے فائدہ اٹھا کر اسلام مخالف لوگ اسلام اور مسلمانوں کی غلط تصویر پیش کر رہے ہیں، اس کے باوجود اسلام دنیا میں پھیل رہا ہے۔ مولانا صاحب نے چاروں طرف بیٹھے دسیوں لوگوں کا مجھ سے تعارف کرایا کہ یہ سب ان ہی دنوں میں اندھیروں سے نکل کر اسلام کے سایہ رحمت میں آئے ہیں، انھوں نے قرآن پاک کی آیت پڑھ کر بتایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کسی ایک آدمی کی ناحق جان لینے کو پوری دنیا کا قتل بتایا ہے اور قرآن نے صاف اعلان کیا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ "ترجمہ: بے شک اللہ بگاڑ کو پسند نہیں کرتا"

قرآن کو ماننے والے آتنک وادی نہیں ہوسکتے، اسلام رحمت اور امن کا مذہب ہے، مولانا صاحب نے کہا کہ ہم لوگ تو پشتوں سے مسلمان ہیں اس لئے پرانے مسلمان صرف نام کے اور رسمی مسلمان ہیں، جب کسی جسم میں خون خراب ہوجائے تو زندگی کو معمول پر لانے اور صحت کو ٹھیک کرنے کے لئے نئے خون کی ضرورت ہے، اس دنیا کو

امن وسلامتی کے لئے نئے خون کی یعنی سوچ سمجھ کر قرآن مجید کے اسلام قبول کرنے والے نومسلموں کی ضرورت ہے، اس لئے آپ لوگوں پر زیادہ ذمہ داری ہے اور اللہ کا شکر ہے نئے لوگ یہ کام کر رہے ہیں، انھوں نے بتایا کہ عراق اور سعودی عرب میں مسلمانوں کو قتل کرنے اور ان سے لڑنے والے امریکی فوجی مسلمان ہو رہے ہیں اور ان فوجیوں کا اسلام کیسا ہوتا ہے اس کے کچھ قصے سنائے۔

میں یہ بتا رہا تھا کہ اللہ کا شکر ہے کہ میں نے اسلام میں امن وسلامتی پائی میں اسلام سے پہلے گھر کے سایہ سے محروم تھا لوگوں کو ستاتا، جنگلوں میں رہنا، لڑنا، مارنا دھاڑنا میرا کام تھا اور مسلمان ہونے کے بعد دنیا کے جس گھر میں جاتا ہوں، مجھے پیار ملتا ہے لوگ میرا اکرام کرتے ہیں، شاید میں ایسا مسلمان ہوں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے کوئی پریشانی نہیں جھیلی میرے ہندو خاندان کی طرف سے میری مخالفت کی بجائے میری عزت ہوئی اب وہ میری بات کو عزت سے سنتے ہیں مجھ سے مشکل معاملات میں مشورہ لیتے ہیں، میرے اللہ نے مجھ بگڑے کو کیسے سنوار دیا میں جان بھی دیدوں تو اس کا شکر ادا نہیں کر سکتا اللہ کا شکر ہے مجھے کسی قسم کی پریشانی سے دوچار ہونا نہیں پڑا، کیونکہ میری تربیت اچھے عالموں کے سپرد رہی ہے، اسلام لانے کے بعد میں نے جو اطمینان سکون حاصل کیا ہے اس کے بارے میں تو میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا، اللہ تعالی نے میرے لئے نعمتوں کے دروازے کھول رکھے ہیں، میں نے تو کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ میری اتنی اچھی زندگی ہو جائے گی، میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ ہر مسلمان کو میری جیسی زندگی عطا فرمائے۔

سوال: آپ کی اپنے والدین سے ملاقات ہے؟ آپ نے کبھی ان کو دعوت نہیں دی؟

جواب: الحمد للہ میں اور میری اہلیہ دونوں گھر جاتے ہیں، میری والدہ پر ان کے گھر

والوں کا دباؤ ہے، ورنہ وہ اندر سے مسلمان ہو گئی ہیں، میں نے ایک بار ان کو کلمہ بھی پڑھوا دیا ہے میرے ایک بھائی حضرت کے پاس آتے ہیں، وہ حضرت سے بہت محبت کرتے ہیں، مجھے ایسا لگتا ہے کہ شاید حضرت نے ان کو کلمہ پڑھوا دیا ہے، اب وہ مندر بالکل نہیں جاتے ان سے چھوٹا بھائی الحمدللہ سونی پت آیا اور ایک بھتیجہ دونوں نے اسلام قبول کر لیا، ایک چلہ میں گیا ہوا ہے، دوسرا کچھ روز کے بعد انشاء اللہ جماعت میں جائے گا، مجھے امید ہے کہ میرے بہت سے دوست بھی مسلمان ہو جائیں گے وہ خود میرا حال دیکھ کر حضرت سے ملنے کے بڑے (اتھک) مشتاق ہیں، آپ بھی دعا کریں مجھے جب بھی اپنے اسلام کا خیال آتا ہے، مجھے اپنے سارے رشتہ دار اور دوست یاد آتے ہیں، میں بہت دل سے ان کی ہدایت کے لئے دعا کرتا ہوں۔

سوال: آپ ارمغان کے ذریعہ مسلمانوں کو کچھ پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: ہاں میں یہ پیغام دینا چاہوں گا کہ اسلام کے اندر بہت سکون ہے اور بہت بڑی نعمت ہے اور جو نماز کی پابندی کرے گا اس کو یہ سکون حاصل اور جو نماز نہیں پوری کرے گا اس کے لئے کچھ نہیں ہے، میں بھی پیغام دینا چاہوں گا کہ ہم سب مسلمان نماز کی پابندی اور قدر کریں اور اسلام کی طرف لوگوں کو بلائیں معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کس کو ذریعہ بنا کامیابی وکامرانی کا راستہ کھول دیں، سب سے ضروری بات یہ ہے کہ دنیا میں امن چین اور سلامتی کے لئے، دنیا کے لوگوں کو اسلام کے سایہ میں آنا ضروری ہے، یہ کیسا اندھیر ہے کہ لوگ امن شانتی اور چین سلامتی کے مذہب کو دہشت گردی سمجھنے لگے ہیں، اس میں جہاں شیطان اور شیطانی چیلوں کا لوگوں کو اسلام اور جنت سے دور رکھنے کی سازش کا دخل ہے، وہیں مسلمانوں کے حالات بھی ان کی مدد کرتے ہیں، آپ علاقے کی جیلوں کو جا کر دیکھیں تو زیادہ تر قیدی مسلمان ہیں، حالانکہ جن سکھیا ہندؤوں کی زیادہ ہے، جب میں

ایک دوبار مظفر نگر جیل میں گیا تو وہاں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ قیدیوں میں ۷۰ فیصد مسلمان تھے جب کہ ہمارے ضلع میں مسلمان شاید ۳۰ یا ۳۵ فیصد ہوں گے، مسلمانوں کے اس اندھیرے کردار کا پردہ بس سازشی لوگ لوگوں کے سامنے اسلام سے دور رکھنے کے لئے لگا دیتے ہیں، اس سے دنیا امن سے محروم ہوتی جارہی ہے، میری درخواست ہے کہ ہر ایمان والے کو اپنا مقام سمجھنا چاہئے کہ وہ ایمان والا اور مسلمان ہے، اس لئے وہ جہاں رہے اس کو یہ خیال رہنا چاہئے کہ وہ رحمۃ للعالمین نبی کا امتی ہے، اس کو اپنے آپ کو امن وسلامتی کا پیامبر سمجھنا چاہئے، کم از کم وہ جہاں رہے لوگوں کو اپنے شر سے بچائے، دوسروں کے لئے امن وسلامتی کی کوشش کرے جب وہ دوسروں کی فکر کرے گا، تو وہ خود ہر وقت ہر ایک کی ایمان پر موت کی فکر کرے گا، ہم اگر اپنے اسلام کا مطلب سمجھ لیں اور لوگوں کو السلام علیکم کا مطلب سمجھادیں کہ اسلام نے سلام کو پھیلانے کا حکم دیا ہے، تو بس اسلام اور مسلمانوں کی حقیقی تصویر لوگوں کے سامنے آجائے، اس طرف بہت سوچنے کی ضرورت ہے، اسلام کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ تم پر سلامتی ہو چاروں طرف تم پر سلامتی ہو اس کو پھیلانے کا ہمارے نبی نے حکم دیا ہے، پھر اس دین کو ماننے والا کیسے ظالم ہوسکتا ؟ کیسے آتنک وادی ہوسکتا ہے؟

سوال: شکریہ جزاک اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، مارچ ۲۰۰۶ء

۷

احمد آباد کے قتل کی نماز سے متاثر ہو کر میں نے ایمان قبول کیا

سعید احمد {ڈاکٹر شیلندر کمار ملہوترا} دہلی سے ایک چشم کشا ملاقات

> غیر مسلموں کو جن مسلمانوں سے واسطہ پڑتا ہے ان میں اکثر وہ ہیں جو قرآنی اسلام کے لئے حجاب ہیں میری یہ بات یقیناً بڑی کڑوی سچائی ہوگی کہ اگر مسلمان سچائی اور حق سے دیوالیہ انسانیت کو حق کی دعوت کا حق ادا نہیں کر سکتے تو کم از کم قرآنی اسلام اور دنیا کے درمیان رکاوٹ اور حجاب نہ بنیں۔

مولانا احمد اواہ ندوی

ڈاکٹر سعید احمد: السلام علیکم ورحمۃ اللہ

احمد اواہ: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: ڈاکٹر صاحب آپ مسقط سے کب تشریف لائے؟

جواب: میں ۳ر نومبر کو مسقط سے آگیا تھا، اصل میں میرا پہلا Agreement (معاہدہ) ختم ہو گیا تھا، وہ لوگ دوبارہ مجھے وہاں پر رہنے کے لئے اصرار کر رہے تھے مگر میں نے درمیان ہی میں چھٹی میں ایک معاملہ طے کر لیا تھا اس لئے مجھے آنا پڑا۔

سوال: چھ مہینے قبل ابی نے آپ کے قبول اسلام کا واقعہ سنایا تھا اسی وقت سے آپ سے ملاقات کا اشتیاق تھا، الحمد للہ آج ملاقات ہوگئی، اصل میں، میں آج آپ کی خدمت میں ابی کے حکم سے انٹرویو کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔

جواب: ضرور ضرور! مجھے حکم کریں، میرے لئے مولانا صاحب کا کیا حکم ہے؟

سوال: ہمارے یہاں پھلت سے ایک دینی دعوتی ماہنامہ ارمغان نکلتا ہے۔

جواب: ہاں ہاں آمیں الحمد للہ اس سے واقف ہوں،

سوال: اس کے لئے آپ سے ایک انٹرویو لینا ہے، تا کہ دعوت کا کام کرنے والوں کے لئے بھی مفید ہو اور مسلمانوں کے لئے بھی اسلام کی قدر ومنزلت کا ذریعہ بنے،

جواب: ضرور! میرے لئے خوشی کی بات ہوگی،

سوال: برائے کرم آپ اپنا تعارف کرائیں؟

جواب: میری پیدائش ۷ رنومبر ۱۹۵۲ء کو ایک مشہور ملہوترا خاندان میں ہوئی، ہمارا خاندان اصل میں ۱۹۴۷ء میں پاکستان سے ہندوستان آیا تھا، سرگودھا ہمارا آبائی وطن تھا، تبادلۂ آبادی میں سخت مراحل سے گذرنے کی وجہ سے ہمارے خاندان میں بڑا تعصب پایا جاتا ہے، ہمارے خاندان کے اکثر لوگ (مجھے چھوڑ کر) آر ایس ایس اور بی جے پی سے جڑے ہوئے ہیں، ایک بڑے لیڈر بی جے پی کے میرے چچازاد بھائی ہیں، دہلی میں قرول باغ میں ہمارا گھر ہے، ابتدائی تعلیم مقامی اسکول میں حاصل کرنے کے بعد میرا داخلہ سینٹ اسٹیفن کالج میں ہو گیا، وہیں سے میں نے بی ایس سی کیا اور پھر کیمسٹری میں ایم ایس سی کیا، مجھے ہمیشہ تعلیمی لائن پسند تھی، میرے والد تو زندگی بھر ٹیچنگ لائن سے وابستہ رہے، اس کے بعد میرا سلیکشن آکسفورڈ یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کے لئے ہو گیا وہاں پر مجھے ملازمت بھی مل گئی، ۶ رسال دوران ملازمت میں نے ایجوکیشن میں ڈاکٹریٹ (ڈی ایڈ) بھی مکمل کرلیا، والدین کی بیماری اور ان کے اصرار پر مجھے ہندوستان آنا پڑا مجھے انگلینڈ میں دنیوی زندگی کے لئے بڑے اچھے مواقع تھے، مگر شاید اللہ کو مجھے ہدایت سے نوازنا تھا، اس لئے میں نہ چاہتے ہوئے بھی ہندوستان آ گیا، تقریباً دو سال، میں والدین کی بیماری کی وجہ سے تقریباً اسپتالوں ہی میں رہا، آخری درجہ کی علاج کی کوشش

کے باوجود موت نے اپنی سچائی منوائی اور ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۹ء میں میرے والد کا انتقال ہو گیا اور ان کے ۹ روز بعد میری ماں بھی مجھے چھوڑ کر ان کے پاس چلی گئیں، آج کل نئے معاشرہ میں بوڑھے والدین کو بوجھ سمجھنے کا عام رواج ہے اور ہمارے یہاں تو شاید یورپ سے بھی برا حال ہے، بوڑھے والدین کے لئے بس دنیا ہی میں دوزخ ہے۔ میرے اللہ کا شکر ہے کہ مجھے اپنے والدین سے حد درجہ محبت تھی اور مجھے ان کی خدمت کا موقع ملا، آخری بیماری میں تو میرا حال دیکھ کر لوگ حیرت کرتے تھے اس تعلق کی وجہ سے مجھے ان کے انتقال کا بہت صدمہ ہوا اور میں نے سنیاس لینے کی سوچی، میں دو سال اسی خیال سے ہری دوار اور رشی کیش کے آشرموں میں رہا، ایک کے بعد ایک آشرم بدلتا رہا اور شانتی اور سکون کی تلاش کرتا رہا، مگر مجھے یہ محسوس ہوا کہ یہاں پر بس دھرم کے نام پر دھندہ کا ایک بازار ہے، ان لوگوں کو چھوڑ کر جو دنیا کی بے چینی سے تنگ آ کر اور سب کچھ چھوڑ کر شانتی اور سکون کی تلاش میں یہاں بھٹک رہے ہیں، ہر آدمی اور ہر گرو کا کچھ نشانہ ہے اور صرف لوگوں کو اپنا معتقد بنانا اور ان سے اپنا الو سیدھا کرنا ہے، مجھے خیال ہوا کہ یہاں سے اچھا یہ ہے کہ میں سماجی دنیا میں جا کر اپنی صلاحیت سے لوگوں کو فائدہ پہنچاؤں، دو سال کی اس مدت میں مجھے مذہب سے بڑی مایوسی ہوئی، میں دلی آ گیا، میں ایک روز سیمینار میں شریک ہوا جو "ہندوستانی سماج کی تعلیمی پسماندگی اور اس کا حل" کے عنوان سے (وزارت فلاح وبہبود انسانی) کے تحت کیا جا رہا تھا جہاں پر جناب سوامی کلیان دیو جی مہمان خصوصی کے طور پر مدعو تھے، میرے ایک دوست نے ان سے میرا تعارف کرایا اور میری تعلیم کے میدان میں کچھ خدمت کرنے کا اظہار کیا، سوامی جی کی اور ان کے ٹرسٹ کی تعلیمی خدمات کا بھی انہوں مجھ سے تعارف کرایا، اگلے روز صبح کو پنڈارا پارک میں ایک وزیر کی کوٹھی پر ہماری ملاقات طے ہو گئی اور دو گھنٹے کی ملاقات کے بعد میں نے سوامی جی

اور ان کے ٹرسٹ سے وابستہ ہونے کا فیصلہ کرلیا ان کے ساتھ جڑ کر میں ان کی ذاتی زندگی اور اصول پسندی سے بہت متاثر ہوا اور سماج میں رہ کر اس کی فکر کرنا اور تعلیمی پس ماندگی دور کرنے کے سلسلہ میں فکر مندی میرے مزاج کے بہت قریب لگی، مگر ٹرسٹ میں ان کے کارندوں کی آپسی سیاست میرے لئے وہاں بھی گھٹن کا باعث رہی، اس کے علاوہ جب میں تنہائی میں بیٹھ کر ان سے مذہب اور خدا کے بارے میں بات کرتا تو مجھے ایسا لگتا تھا کہ اتنے بڑے گرو ہونے کے باوجود جیسے کسی حق کی تلاش میں ابھی غیر مطمئن اور پیاسے ہیں، جب بھی ان سے خدا اور مذہب کے بارے میں بات ہوتی مجھے اس بات کا احساس اور زیادہ ہو جاتا، ان کے ٹرسٹ کے ایک ذمہ دار سے مجھے بالکل مناسبت نہیں ہو پائی جن کی ان کے یہاں بہت زیادہ اہمیت تھی، اس خیال سے مجھے ان کے کام میں انتشار کا ذریعہ نہیں بننا چاہئے میں نے وہ ٹرسٹ چھوڑ دیا اور ۱۹۹۸ء میں دلی پبلک اسکول سے وابستہ ہوگیا، پہلے میں ایک برانچ میں پرنسپل رہا پھر اس کے بعد مجھے ایڈ وائزر کی پوسٹ پر امراء کرکے مقرر کیا گیا، اس دوران اللہ کی رحمت نے مجھ پر ترس کھایا اور میرے مشرف بہ اسلام ہونے کا واقعہ پیش آیا، اور مجھے آپ کے والد صاحب نے کچھ روز کے لئے Gulf (خلیج) میں جانے کا مشورہ دیا، میں تین سال کے معاہدے کے تحت مسقط چلا گیا وہاں میں اپنا معاہدہ الحمد للہ عزت کے ساتھ اور خوش اسلوبی کے ساتھ مکمل کرکے آیا ہوں اور اگلے ہفتے واپس جا رہا ہوں، بس یہ میرا تعارف ہے۔

سوال: آپ اپنے قبول اسلام کا واقعہ بتائیے اور یہ بھی بتائیے کہ اسلام کی طرف کس نے آپ کو دعوت دی؟

جواب: سچی بات یہ ہے کہ مجھے اسلام کی طرف کسی مسلمان یا کسی انسان نے دعوت نہیں دی، بلکہ مذہب حق اسلام نے خود مجھے دعوت دی، ہوا یہ میں احمد آباد میں دلی پبلک

اسکول کی برانچ کے قیام کے لئے گیا، ایک ہفتہ کے قیام کے بعد احمد آباد میل سے واپس لوٹا، گاڑی سات گھنٹے لیٹ تھی، دوپہر کے شاید ڈیڑھ دو بج رہے ہوں گے، میں گاڑی سے اترا تو میں نے دیکھا کہ قلی اکھٹے ہوکر ایک طرف کو جا رہے ہیں، مجھے غریبوں اور مزدوروں کے حقوق سے ہمیشہ دلچسپی رہی ہے، مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید یہ کوئی ایجی ٹیشن کرنے جا رہے ہیں، سچی بات یہ ہے کہ ہدایت مجھے بلا رہی تھی ورنہ آج میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ دس بیس قلی آنے والی گاڑی پر اس طرح جاتے ہی ہیں مگر اس وقت میرے خیال میں آیا کہ میں ان کے ایجی ٹیشن میں ان کی رہنمائی کروں، اس لئے میں قلیوں کے ساتھ چلا، میں نے دیکھا کہ انھوں نے پلیٹ فارم پر ایک جگہ سے لوٹے اٹھائے، پانی بھرا اور پلیٹ فارم پر وضو کرنے لگے، مجھے دوپہر کو سب لوگوں کے اس طرح لوٹے اٹھانے اور پھر منھ ہاتھ دھونے سے حیرت ہوئی اور خیال ہوا کہ دیکھنا چاہئے کہ دوپہر کو ہاتھ منھ دھوکر یہ کیا کرتے ہیں؟ خوب اچھی طرح داتون وغیرہ کرکے انھوں نے ہاتھ اور پاؤں دھوئے، اور جگہ پر جو انھوں نے رسیاں باندھ کر نماز کے لئے بنائی ہوئی تھی وہاں چٹائیاں بچھائیں اور سب لائن میں کھڑے ہوگئے ایک آدمی آگے کھڑا ہوا باقی سب بالکل سیدھی صف بنا کر کھڑے ہوگئے اور اس طرح صف کو سیدھا کیا کہ ایک انچ کوئی آگے پیچھے ہوتا تو برابر والا اس کو ٹھیک کھڑا ہونے کو کہتا، ایک کے اللہ اکبر کہنے سے سب ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوگئے اب مجھے سمجھ میں آیا کہ یہ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں بھار ڈھونے والی قلی قوم کو میں دیر تک جماعت پوری ہونے تک دیکھتا رہا، مجھے خیال ہوا کہ ایک جاہل قوم میں ایسا نظم اور ڈسپلن جس مذہب نے پیدا کیا ہے مجھے ضرور اس کو پڑھنا چاہئے میں اس جذبہ سے اردو بازار پہنچا میرے علم میں تھا کہ وہ بازار اردو اور اسلامی کتابوں کا ہے، ایک کتب خانے پر گیا تو انھوں نے مجھے کتب خانہ انجمن ترقی اردو پر جانے کا مشورہ

دیا، وہاں پہنچا تو انھوں نے مجھے مولانا منظور نعمانی صاحب کی کتاب کا انگریزی ترجمہ
What Islam Is? (اسلام کیا ہے؟) اور مولانا سید سلیمان ندوی کی Prophet
Mohammad The Ideal (خطبات مدراس) پڑھنے کا مشورہ دیا، میں خرید کر
لے آیا، مجھے ان دونوں کتابوں نے اسلام سے میری خاندانی دوری کے باوجود اسلام سے
بالکل قریب کر دیا بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ ان دونوں کتابوں نے مجھے ایک حد تک مسلمان
بنا دیا تو شاید یہ بات بھی صحیح ہو، اس کے بعد مجھے یہ خیال ہوا کہ مجھے اسلام کو اس کی اصل
سے پڑھنا چاہئے اور قرآن پاک کے ہندی اور انگریزی ترجمے اردو بازار سے میں لے کر
آیا، قرآن پاک کو پڑھ کر مجھے احساس ہونے لگا کہ اسلام میری کھوئی ہوئی مایا ہے اور جیسے
جیسے میں قرآن پاک پڑھتا گیا میرے اندر کی اندھیری جگمگانے لگی اور مجھے ایسا لگا کہ
(فطرتاً) میں مسلمان ہی پیدا کیا گیا ہوں، جنت و دوزخ کے حالات پڑھ کر مجھے یہ بھی
خیال ہوا کہ مجھے فیصلہ میں جلدی کرنا چاہئے، اگر اسلام اور ایمان کے بغیر میری موت آ گئی
تو میری ہلاکت ہے، میں نے اس کے لئے تلاش شروع کی، میں جامع مسجد امام بخاری
کے پاس گیا، مگر انھوں نے میرے ساتھ بہت بے رخی کا معاملہ کیا میرے مالک کا مجھے پر
کرم تھا کہ میرے لئے خود اسلام نے اپنا دروازہ کھولا، کوئی مسلمان اس کا ذریعہ نہیں تھا
اب میرے لئے قرآنی اسلام اور مسلمانوں کے اسلام میں فرق کرنا مشکل کام نہیں تھا، اگر
میں مسلمانوں کے اسلام سے متاثر ہو کر اسلام کی طرف آتا تو امام صاحب کے پاس
حاضری ہی میرے لئے رکاوٹ بننے کے لئے کافی تھی، مگر میں نے تلاش جاری رکھی، میں
جماعت اسلامی کے دفتر میں بھی گیا وہ میرا تعارف سن کر شاید شک میں پڑ گئے اور میرے
بڑے بھائی جو وزیر ہیں ان کی رشتہ داری ان کے لئے جھجک کا باعث ہوئی، میں ۶ ماہ
تک شاید پچاس لوگوں کے پاس گیا کہ کوئی مجھے مسلمان کر لے، مگر نہ جانے کیوں مجھے کوئی

کلمہ نہ پڑھوا سکا، اس دوران میرا مطالعہ جاری رہا اور مجھے روز بروز یہ فکر اور خوف بڑھتا گیا کہ کہیں میں اس حال میں مر نہ جاؤں اور شاید میں اس نعمت کا اہل نہیں ہوں، بار بار میں تنہائی میں اپنے مالک سے فریاد بھی کرتا، میرے مالک آپ ہی مجھے مسلمان کر لیجئے، یہ ۶ رماہ مجھ پر بہت سخت گزرے اور حد درجہ شکستگی مجھ پر طاری رہی، میری بے چینی بڑھتی گئی، اس دوران میری بڑی بہن کا انتقال ہو گیا، مجھے کریا کرم میں شریک ہونا پڑا میں نے اندر سے مسلمان ہو کر پہلی بار اپنی بہن کو جلتے دیکھا تو میں بیان نہیں کر سکتا کہ مجھ پر کیا گزری میرے والدین کے بعد میری بڑی بہن اس آگ کے واسطے سے اس دوزخ کی آگ کی طرف چلی گئی، اب اس کے بعد عمر کے لحاظ سے میرا نمبر تھا میری ہمت ٹوٹنے لگی ساری رات مجھے بے چینی میں نیند نہیں آئی اٹھ کر بیٹھ گیا بڑی آہ وزاری سے دعا کرتا رہا: میرے مالک مجھے ایمان کے بغیر موت نہ آئے۔

صبح کو مجھے خیال آیا کہ مجھے کتب خانہ انجمن ترقی اردو والوں سے بھی مشورہ کرنا چاہئے، شاید وہ کچھ راہ نکالیں، ان کے پاس گیا اور اپنی پوری کہانی سنائی، انھوں نے کہا آپ فوراً پھلت چلے جائیں اور مولانا کلیم صاحب سے ملیں انھوں نے پھلت کا پتہ بتایا، میں فوراً کتب خانہ سے اپنی گاڑی سے پھلت پہنچا، ۲۲ رمئی ۲۰۰۱ء کو تقریباً ساڑھے گیارہ بجے میں پھلت پہنچا، مولانا کلیم صاحب اندر گھر سے خود ہی کسی سفر کے لئے نکل رہے تھے، گاڑی تیار تھی، بیٹھک میں ان سے ملاقات ہوئی، کھڑے کھڑے میں نے ان سے چھوٹے پن سے کہا، میں مسلمان ہونے آیا ہوں، اگر آپ کر سکتے ہوں تو بتائیں ورنہ جواب دیں، مولانا صاحب شاید اس جملہ سے میری پوری داستان سمجھ گئے، انھوں نے کہا اگر آپ کھڑے کھڑے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونا چاہتے ہیں تو کھڑے کھڑے پڑھ لیں اور اگر کرسی پر بیٹھ کر پڑھنا چاہیں تو بیٹھ جائیں، میں بیٹھ گیا انھوں نے مجھے کلمہ پڑھوایا

اور میرا نام میرے نام کی مناسبت سے سعید احمد رکھا، مولانا صاحب نے مجھے دلی مبارکباد دی اور گلے لگایا، پانی منگوایا اور کہنے لگے اگر آپ برا نہ مانیں تو اپنا تعارف کرادیں اور یہ بتائیں کہ آپ کو اسلام کی کس نے دعوت دی؟ میں نے تعارف کرایا اور بتایا کہ مجھے اسلام نے خود دعوت دی ہے، مولانا نے پورا حال سن کر میری تسلی کے لئے گویا انھوں نے میری مذاق اڑائی اور کہا ڈاکٹر صاحب آپ سائنس داں ہیں مذہب اسلام کو آپ حق سمجھ کر قبول کررہے ہیں اور اسلام کو پڑھ کر آپ نے یہ فیصلہ کیا ہے آپ نے اچھی طرح سمجھا ہوگا کہ اسلام رسموں کا مذہب نہیں ہے، ایمان اللہ اور بندہ کے درمیان سچے رشتے کا نام ہے جب حق سمجھ کر آپ نے اس کو مان لیا دل کی گہرائی سے تسلیم کرلیا اور باپ دادوں کی بت پرستی اور شرک کو چھوڑنے کا فیصلہ کرلیا تو آپ اللہ کے نزدیک مسلمان ہوگئے، میں نے جو کلمہ آپ کو پڑھوایا محض آپ کی تسلی اور آپ جیسے سچے اور گناہوں سے پاک مسلمان کے ساتھ کلمہ پڑھنے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے پڑھوایا ہے ورنہ مسلمان تو آپ چھ ماہ پہلے ہوگئے تھے انھوں نے میرا اس طرح پر مذاق اڑایا کہ میرے سارے جگہ جگہ دھکے کھانے کے زخموں کا علاج ہوگیا اور اب میں ان لوگوں کے بجائے جو کلمہ پڑھوانے سے کتراتے ہیں اپنی حماقت پر خود ہی ہنسا، مولانا صاحب کے یہاں پر تکلف ناشتہ ہوا، انھوں نے اپنے سفر کو ایک گھنٹہ موخر کیا اور جن لوگوں نے مجھے کلمہ پڑھوانے سے جھجک محسوس کی حالات کا تقاضہ بتا کر ان کی صفائی کرتے رہے اور مجھے اس پر آمادہ کرتے رہے کہ مسلمانوں کا اسلام سیاسی اور دکھیاری انسانیت کے قبول حق کے راستہ میں رکاوٹ و حجاب ہے ایسے میں اب زیادہ ضرورت ہے کہ قرآنی اسلام کو سمجھنے اور ماننے والے آپ جیسے قرآنی مسلمان، لوگوں کو حقیقی اسلام کا اپنے قول اور عمل سے تعارف کرائیں، بلکہ دردو مندی سے دعوت دیں اور چلتے چلتے مجھ سے وعدہ بلکہ عہد لیا کہ دنیا کی اس کمی کے لئے میں

کام کروں گا، مولانا صاحب نے اصرار کیا کہ میں کھانا کھا کر جاؤں، مگر یہ چاہتے ہوئے کہ میں مولانا صاحب کے ساتھ کچھ وقت گذارنے کو دل چاہتا تھا میں نے ان کے سفر کی وجہ سے اجازت لی اور خوشی خوشی واپس لوٹا۔

مولوی احمد صاحب! آپ میرے محسن زادے ہیں جوش میں اپنی اس خوشی اور سفر کی کامیابی کے مزے کی حالت بتا نہیں سکتا مجھے ایسا لگا جیسے آج ہی میں پیدا ہوا ہوں، میں راستہ بھر سوچتا رہا کہ پوری دنیا کو ایک ملک بنا کر مجھے اس کا بادشاہ بنا دیا جاتا شاید میرے لئے اتنی خوشی کی بات نہ ہوتی اس لئے کہ میں آج اپنے مالک کو گویا راضی کر کے لوٹا تھا۔

دہلی واپس لوٹا تو میں نے اپنی بیوی سے صاف صاف بتا دیا انھوں نے گھر والوں سے بتا دیا اور میرے گھر میں کہرام مچ گیا میرے بڑے بھائی (جو وزارت کی کرسی پر تھے) نے بڑے لالچ دیئے اور فیصلہ بدلنے پر زور دیا اور فیصلہ نہ بدلنے پر سخت وارننگ بھی دی، میں نے دوٹوک ان کو اپنا فیصلہ سنا دیا انھوں نے مجھے پارٹی اور ملک کے دو بڑے ذمہ داروں بلکہ وقت کے سب سے بڑے ذمہ داروں سے ملوایا، انھوں نے مجھے ملک کی وزارت کی آفر دی، میں نے وہاں بھی اپنا دوٹوک فیصلہ سنا دیا اور جب وہ زور دیتے رہے اور مجھے چھوڑنے کو تیار نہ ہوئے تو میں سوچنے کو کہہ کر جان چھڑا کر چلا آیا ظاہر ہے اس مبارک فیصلہ کے لئے کچھ سوچنے کے تصور سے بھی کانپ جاتا ہوں، میں نے آپ کے والد صاحب کو ضرور ان ملاقاتوں کی اطلاع دی، انھوں ایک دو روز غور وفکر کے بعد یہ مشورہ دیا کہ آپ دلی پبلک اس کول کو چھوڑ کر کچھ روز کے لئے سعودی عرب یا گلف کے کسی ملک میں رہیں میں نے بھی اس رائے کو بہتر سمجھا نیٹ پر دیکھ کر ایک انگلینڈ کے اس کول میں انٹرنیٹ پر اپلائی کر دیا اور نیٹ ہی پر انٹرویو ہوا اور ایک مہینہ میں ہی مستقل تین سال کے

لئے چلا گیا، اللہ کا شکر ہے کہ میرا یہ وقت بہت اچھا گزرا۔

سوال: آپ فرمار ہے تھے کہ ابھی سے آپ نے قرآنی اسلام کی دعوت کا وعدہ اور عہد کیا تھا، اس عہد و پیمان کا کیا رہا؟

جواب: میں نے تین سال مسقط میں گزارے، صرف اور صرف دعوت کو مقصد بنا کر کام کیا، عرب نوجوانوں کو میں نے زندگی کا مقصد سمجھ کر جینے کے لئے تیار کیا اور اپنے ساتھیوں اور رفقاء میں کام کیا، میرے کالج کے پرنسپل جو فرانس کے رہنے والے تھے الحمد للہ مسلمان ہوئے اور انھوں نے پیرس میں جا کر ایک دعوتی ادارہ قائم کیا، ہمارے کالج کے چھ استاذ اور تین ملازموں نے اسلام قبول کیا جن میں تین ہندوستانی، تین امریکی اور تین لوگ لندن کے تھے اور خوشی کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ مع اپنے خاندان کے مسلمان ہوئے، تعداد تو زیادہ بڑی نہیں ہوئی مگر اس بات پر میں اللہ کا حد درجہ شکر کرتا ہوں کہ یہ سب لوگ شعوری طور پر قرآنی مسلمان ہیں جس کالج میں رہا وہاں پر ایسی دعوتی فضا بن گئی کہ ہفتہ واری پروگراموں میں میرا دعوتی لیکچر بڑے شوق سے سنا جاتا رہا، میرے کالج کے پچاسوں شاگردوں کی الحمد للہ ایسی ذہن سازی ہوگئی ہے کہ وہ انشاء اللہ جب تک زندہ ہیں گے دعوت کو مقصد بنا کر جئیں گے، ان میں سے اکثر برطانیہ اور مغربی ملکوں میں ہیں دو جاپان اور دو اٹلی میں دعوتی کام کر رہے ہیں، اصل میں میرے ساتھ بھی مسئلہ تھا کہ میں نے اس وقت خود بھی پڑھنے کی کوشش کی، الحمد للہ قرآن شریف پڑھا اور اردو بھی اب میری اچھی خاصی ہوگئی ہے۔

سوال: اب آپ نے فجی جانے کا پروگرام بنایا ہے، وہاں پر آپ کی کیا مصروفیت ہوگی؟

جواب: اصل میں یہ فیصلہ میں نے مولانا صاحب کے مشورہ اور ان کی ایماء پر کیا ہے مولانا صاحب فی جی نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا میں دعوت کے لئے بڑے فکر مند ہیں اور وہاں کے حالات سے بہت پر امید ہیں، وہاں پر ان سے وابستہ کچھ لوگ کام کر رہے ہیں،

مولانا صاحب کا خیال ہے کہ مغربی ملکوں خصوصاً امریکہ کی داداگیری اور ظالمانہ رویہ سے مشتعل، نوجوان مسلمانوں کی جہادی تحریکوں سے اسلام کی رحدلانہ اور سوفی صد رحمت بھری تصویر مسخ ہو کر رہ گئی ہے، اس لئے کہ جذبات میں یہ نوجوان اسلامی اصولوں کو نظر انداز کر کے، مغرب کی دیوالیہ ہوچکی انسانیت کے، اسلام کی طرف آنے میں رکاوٹ اور حجاب بن رہے ہیں، اس لئے ان ملکوں میں دعوت کی ضرورت بھی زیادہ ہے اور یہاں امیدیں بھی زیادہ ہیں اس لئے میں نے ایک ملازمت تلاش کر لی ہے اور انشاء اللہ جنوری میں میرا وہاں کا سفر ہے خدا کرے میں مولانا صاحب کی امیدوں کو پورا کرنے کا ذریعہ بن سکوں۔

سوال : مسلمانوں کے لئے کچھ پیغام ارمغان کے واسطہ سے آپ دینا چاہیں گے؟

جواب : بہت زیادہ تو میں کچھ کہنے کے حال میں نہیں ہوں، البتہ میری زندگی خود مسلمانوں کے لئے پیغام اور عبرت ہے، میری یہ بات یقیناً بڑی کڑوی سچائی ہوگی کہ اگر مسلمان سچائی اور حق سے دیوالیہ انسانیت کو حق کی دعوت کا حق ادا نہیں کر سکتے تو کم از کم قرآنی اسلام اور دنیا کے درمیان رکاوٹ اور حجاب نہ بنیں اور اسلام اور انسانیت کے درمیان سے ہٹ جائیں۔

سوال : واقعی یہ بات تو حقیقت ہے مگر آپ کو اس سلسلہ میں بالکل مایوس نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ کسی نہ کسی درجہ میں آپ کو کتاب دینے والے اور جن کتابوں کو آپ نے پڑھا ان کے لکھنے والے اور کلمہ پڑھوانے والے سب لوگ آج کل کے ہی مسلمان ہیں۔

جواب : یہ بات بالکل حق ہے یہ لوگ واقعی قرآنی مسلمان ہیں مگر ایسے مسلمانوں سے عام انسانوں کا رابطہ اور ان کو دیکھنے کا موقع ان کو کب ملتا ہے، غیر مسلموں کو جن مسلمانوں سے واسطہ پڑتا ہے ان میں سے اکثر وہ ہیں جو قرآنی اسلام کے لئے حجاب ہیں۔

سوال : واقعی آپ کی یہ بات بھی سچ ہے، بہت بہت شکریہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جواب : آپ کا بھی شکریہ او علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ فی امان اللہ

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، جنوری ۲۰۰۷ء

۸

اسلام مخالف انکواری کرنے والے کا قبول اسلام

ڈاکٹر محمد حذیفہ {رام کمار} بستی یوپی، سے ایک ملاقات

ہمارا ملک سیکولر ملک ہے، اور ملک کے قانون نے اپنے مذہب کو ماننے اور مذہب کی دعوت دینے کا بنیادی حق ہمیں دیا ہے، کسی کو ایمان کی دعوت دینا، کوئی مسلمان ہونا چاہے اس کو کلمہ پڑھوانا ہمارا بنیادی قانونی حق ہے جس چیز کا قانون ہمیں حق دیتا ہے، اس کے سلسلہ میں ہم لوگ کسی سے نہیں ڈرتے، اور غیر قانونی کام ہم لوگ جان بوجھ کر ہرگز نہیں کرتے، بھول میں ہو جائے تو اس کی تلافی کی کوشش کرتے ہیں۔

مولانا احمد اواہ ندوی

احمد اواہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ڈاکٹر حذیفہ: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: اللہ کا شکر ہے آپ آگئے، ابی سے بہت مرتبہ آپ کا ذکر سنا، ابی اکثر لوگوں کے سامنے آپ کا ذکر کرتے ہیں، اپنے خونی رشتہ کے بھائیوں کی خیر خواہی اور ان کو ہمیشہ کی ہلاکت اور عذاب سے بچانے کے لئے اسلام کی دعوت دینا نہ صرف یہ کہ اسلامی فریضہ ہے بلکہ یہ ایک خیر خواہی ہونے کی وجہ، ہمارے ملک کے قانون کے لحاظ سے بھی ہمارا قانونی حق ہے، اس سلسلہ میں آپ کے قبول اسلام کا تذکرہ مثال کے طور پر کیا کرتے ہیں، مجھے آپ سے ملاقات کا اشتیاق تھا، اللہ نے ملاقات کرادی،

جواب: میں دہلی ایک سرکاری کام سے آیا تھا، مولانا صاحب کا فون تو ملتا نہیں، خیال ہوا کہ فون کر کے دیکھ لوں، اگر پھلت ہوئے تو ملاقات کر کے جاؤں گا، بہت دنوں سے ملاقات نہ ہو پانے کی وجہ سے بہت بے چین سا تھا، فون ملایا تو معلوم ہوا مولانا صاحب دہلی میں ہی ہیں، میرے لئے اس سے زیادہ خوشی کی کیا بات ہو سکتی ہے کہ دہلی میں ملاقات ہوگئی میرے اللہ کا کرم ہے رمضان سے پہلے ملاقات ہو گئی ہے، بیقراری بھی بہت ہو رہی تھی اور ذرا ایمان کی بیٹری بھی چارج سی ہوگئی، بہت دن ملاقات کو ہو جاتے ہیں تو ایسا لگتا ہے، جیسے اندر کی بیٹری ڈاؤن ہوگئی ہو، الحمد للہ ملاقات ہوگئی اور ایک پروگرام میں بھی مولانا صاحب کے ساتھ شرکت ہوگئی، بیان سے بھی تسلی سی ہوگئی۔

سوال: حذیفہ صاحب میں آپ سے ایک مطلب کے لئے ملنا چاہتا تھا، ہمارے یہاں پھلت سے ایک ماہنامہ میگزین ارمغان کے نام سے نکلتا ہے، شاید آپ کے علم میں ہو اس کے لئے ایک انٹرویو آپ سے لینا چاہتا ہوں تا کہ دعوت کا کام کرنے والوں کے لئے رہنمائی بھی ہو خصوصاً آپ کے انٹرویو سے خوف کم ہو اور حوصلہ بڑھے۔

جواب: ہاں احمد بھیا! میں 'ارمغان' کو خوب جانتا ہوں میں نے مولانا صاحب سے کئی مرتبہ درخواست کی ہے کہ اس کا ہندی ایڈیشن ضرور نکالیں، میں نے مولانا صاحب سے کہا تھا کہ ہندی کے کم سے کم پانچ سو سالانہ ممبر میں بنواؤں گا انشاء اللہ، مجھے معلوم ہوا ہے کہ ستمبر سے ہندی ایڈیشن نکل رہا ہے، مگر نہ جانے کیا وجہ ہوئی ستمبر، میں بھی وہ نہیں آسکا،

سوال: وہ انشاء اللہ جلدی آرہا ہے، آپ فکر نہ کریں، ابی اور مولانا وصی صاحب اس کے لئے بہت فکر مند ہیں اور لوگوں کا تقاضا بھی بہت ہے۔

جواب: خدا کرے یہ خبر جلدی سچ ہو، احمد بھائی حکم کریں مجھ سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں؟

سوال: آپ اپنا تعارف کرائیے؟

جواب: مشرقی یوپی میں بستی ضلع کے گاؤں کے زمیندار کے یہاں میری پیدائش ۱۳ راگست ۱۹۵۷ء میں ہوئی، ۱۹۷۲ء میں انٹرپاس کیا، میرے چچا یوپی پولیس میں ڈی ایس پی تھے، ان کی خواہش پر پولیس میں بھرتی ہوگئی، دوران ملازمت ۱۹۸۲ء میں میں نے بی کام کیا اور ۱۹۸۴ء میں ایم اے کیا، یوپی کے ۵۵ تھانوں میں انسپکٹر تھانا انچارج رہا، ۱۹۹۰ء میں پرموشن ہوا، سی او ہوگیا، ۱۹۹۲ء ایک ٹریننگ کے لئے فلورا کیڈمی جانا ہوا تو اکیڈمی کے ڈائرکٹر جناب اے۔ اے صدیقی صاحب نے جو ہمارے چچا کے دوست بھی تھے، مجھے کرمنالوجی میں پی ایچ ڈی کرنے کا مشورہ دیا اور میں نے چھٹی لے کر ۲۰۰۰ء میں پی ایچ ڈی کیا، ۱۹۹۰ء میں میری پرفارمینس (ملازمت میں بہتر کارکردگی) کی بنیاد پر خصوصی پرموشن ڈی ایس پی کے عہدہ پر ہوگیا اور میری پوسٹنگ مظفر نگر میں خفیہ پولیس کے محکمہ میں ہوگئی، میرے ایک چھوٹے بھائی ہیں جو انجینئر ہیں ایک بہن ہے جس کی شادی ایک لیکچرر سے ہوئی، خاندان میں الحمدللہ تعلیم کا رواج رہا ہے، آج کل میں مشرقی یوپی میں ایک ضلع ہیڈ کوارٹر میں محکمہ خفیہ پولیس کا ذمہ دار ہوں۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیے؟

جواب: ہمارا خاندان پڑھا لکھا خاندان ہونے کی وجہ سے اپنی مسلم دشمنی میں مشہور رہا ہے، اس کی ایک وجہ یہ رہی کہ ہمارے خاندان کی ایک شاخ تقریباً سو سال پہلے مسلمان ہوکر فتح پور ہنسوہ اور پرتاب گڑھ میں جا کر آباد ہوگئی تھی، جو بہت پکے مسلمان ہیں، ادھر ہماری بستی میں تیس سال پہلے بستی کے زمین داروں کی چھوا چھوت سے تنگ آ کر آٹھ دلت خاندانوں نے اسلام قبول کیا تھا، ان دونوں واقعات کی وجہ سے ہمارے خاندان میں مسلم دشمنی کے جذبات اور بھی زیادہ ہوگئے تھے، بابری مسجد کی شہادت کے زمانے میں اس میں اور بھی زیادتی ہوگئی، ہمارے خاندان کے کچھ نوجوانوں نے بجرنگ

دل کی ایک برادری گاؤں میں قائم کرلی تھی جس میں سب سے زیادہ خاندان کے لڑکے ممبر تھے، میں نے یہ باتیں اس لئے بتائیں کہ کسی آدمی کے اسلام قبول کرنے کے لئے مخالف ترین ماحول میرے لئے تھا، مگر اللہ کو جس کا نام ہادی اور رحیم ہے اپنی شان کا کرشمہ دکھانا تھا، اس نے ایک عجیب راہ سے مجھے راہ دکھائی۔

ہوا یہ کہ غازی آباد ضلع کے پلکھوہ کے ایک خاندان کے نو لوگوں نے مولانا کے پاس آکر پھلت میں اسلام قبول کیا، دو ماں باپ اور چار لڑکیاں اور تین لڑکے، لڑکا شادی شدہ تھا، مولانا صاحب سے ان لوگوں نے کلمہ پڑھوانے کے لئے کہا اور بتایا کہ ہم آٹھ لوگ تو ابھی کلمہ پڑھ رہے ہیں یہ بڑا لڑکا شادی شدہ ہے اس کی بیوی ابھی تیار نہیں ہے جب اس کی بیوی تیار ہو جائے گی یہ اس کے ساتھ کلمہ پڑھے گا، مولانا صاحب نے کہا موت زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں، یہ بھی ساتھ ہی کلمہ پڑھ لے، ابھی اپنی بیوی کو نہ بتائے اور اس کو تیار کرے اور اس کے ساتھ پھر دوبارہ کلمہ پڑھ لے مولانا صاحب نے ان سب کو کلمہ پڑھوایا اور ان کی فرمائش پر ان سب کے نام بھی اسلامی رکھ دیئے، ان لوگوں کے کہنے پر ایک پیڈ پر ان کے قبول اسلام اور ان کے نئے ناموں کا سرٹیفکٹ بنا کر دے دیا، ان لوگوں کو بتا بھی دیا کہ قانونی کاروائی ضروری ہے اس کے لئے بیان حلفی تیار کر کے ڈی ایم کو رجسٹرڈ ڈاک سے بھیجنا اور کسی اخبار میں اعلان نکالنا کافی ہوگا، یہ لوگ خوشی خوشی وہاں سے گئے اور قانونی کاروائی پکی کرالی، بچوں کو مدرسہ میں داخل کر دیا، بڑی لڑکیاں اور ماں عورتوں کے اجتماع میں جانے لگیں۔

مسلمان عورتوں کو معلوم ہوا تو انھوں نے خوشی میں مٹھائی تقسیم کردی، لڑکے کی بہو کو معلوم ہوگیا، اس نے اپنے مائکہ والوں کو خبر کردی ایک سے ایک کو خبر ہوتی گئی ماحول گرم ہوگیا علاقہ کی ہندو تنظیمیں جوش میں آگئیں، آج تک ٹی وی چینل کے لوگ

آ گئے، دیکھتے دیکھتے خبر پھیل گئی دینک جاگرن اور امراجالا دونوں ہندی اخباروں میں چار کالموں کی بڑی بڑی خبریں چھپیں، جن کا ہیڈنگ تھا "لالچ دے کر دھرم انترن پر پوری ہندو برادری میں روش، دھرم انترن پھلت مدرسہ میں ہوا" اس خبر سے پورے علاقے میں گرمی پیدا ہو گئی میری پوسٹنگ مظفر نگر میں تھی، علاوہ اپنی دفتری ذمہ داری کے مجھے خود اس خبر پر غصہ آیا اور ہم اپنے دو انسپکٹروں کو لے کر پھلت پہنچے، وہاں جن لوگوں سے ملاقات ہوئی انھوں نے لاعلمی کا اظہار کیا اور بتایا کہ مولانا صاحب ہی صحیح بات بتا سکتے ہیں اور ہمیں اطمینان دلایا کہ ہمارے یہاں کوئی غیر قانونی کام نہیں ہوتا، مولانا صاحب سے آپ ملیں وہ آپ کو بالکل حق بات بتا دیں گے میں نے اپنا فون نمبر وہاں دیا کہ مولانا صاحب سے معلوم کر کے مجھے بتائیں کہ وہ پھلت کب آ رہے ہیں؟

تیسرے روز مولانا صاحب کا پھلت کا پروگرام تھا، ۶ر نومبر ۲۰۰۲ء کی صبح ۱۱ر بجے ہم پھلت پہنچے، مولانا صاحب سے ملے، مولانا صاحب بہت خوشی سے ہم سے ملے ہمارے لئے چائے ناشتہ منگایا، بولے بہت خوشی ہوئی آپ آئے، اصل میں مولوی ملاؤں اور مدرسوں کے سلسلہ میں بہت غلط پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے، میں تو اپنے ساتھیوں اور مدرسے والوں سے بار بار یہ کہتا ہوں کہ پولیس والوں ہندو تنظیموں کے ذمہ داروں اور سی آئی ڈی، سی بی آئی کے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ مدرسوں میں بلانا بلکہ چند دن مدرسوں میں مہمان رکھنا چاہئے، تاکہ وہ اندر کے حال سے واقف ہو جائیں اور مدرسوں کی قدر پہچانیں، مجھے معلوم ہوا کہ آپ ایک دن پہلے بھی آئے تھے، مجھے ایک سفر پر ادھر ہی سے جانا تھا مگر خیال ہوا کہ آپ کو انتظار کرنا ہوگا، اس لئے میں صرف آپ کے لئے آج آگیا ہوں مولانا صاحب نے ہنس کر کہا، فرمائیے میرے لائق کیا سیوا ہے؟ احمد بھائی! مولانا صاحب نے ملاقات کے شروع میں ہی کچھ ایسے اعتماد اور محبت کا اظہار کیا کہ میری سوچ

رخ بدل گیا، میرا اندر کا غصہ آدھا بھی نہ رہا، میں نے اخبار نکالے اور معلوم کیا کہ آپ نے یہ خبر پڑھی ہے؟ مولانا صاحب نے بتایا کہ رات مجھے یہ اخبار دکھایا گیا تھا میں نے امر اجالا میں یہ خبر پڑھی ہے، میں نے کہا پھر آپ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ مولانا صاحب نے بتایا کہ میں ایک سفر پر جارہا تھا، گاڑی میں سوار ہورہا تھا کہ ایک جیپ گاڑی آئی مجھے سفر کی جلدی تھی میں نے ساتھیوں سے کہا کہ یہ لوگ حضرت جی سے ملنے آئے ہوں گے ان کو ادھر قاری حفظ الرحمن صاحب کا پتہ بتادو مگر ایک صاحب جانتے تھے، کہا ہمیں کسی دوسری جگہ نہیں جانا ہے ہم لوگ آپ کے پاس آئے ہیں یہ ہمارے بھائی اپنے گھر والوں کے ساتھ مسلمان ہونا چاہتے ہیں اور ایک مہینہ سے پریشان ہیں، میں گاڑی سے اترا ان کو کلمہ پڑھوایا، ان کے زیادہ کہنے پر ان کے اسلامی نام بھی بتائے اور ان کو ایک سرٹیفکٹ بھی قبول اسلام کا دیا اور ان کو بتادیا کہ قانونی کاروائی پکی جب ہوگی جب آپ بیان حلفی تیار کرکے ڈی یم کو اطلاع کریں گے اور ایک اخبار میں اعلان کردیں گے اور اچھا ہے کہ ضلعی گزٹ میں دیدیں، ان لوگوں نے وعدہ کیا کل ہی جاکر ہم سب کاروائی پوری کریں گے اور مجھے علم ہوا کہ انھوں نے یہ سب کام پورے کرالئے ہیں مولانا صاحب نے کہا کہ ہمارا ملک سیکولر ملک ہے اور ملک کے قانون نے اپنے مذہب ماننے اور مذہب کی دعوت دینے کا بنیادی حق ہمیں دیا ہے، کسی کو ایمان کی دعوت دینا، کوئی مسلمان ہونا چاہے اس کو کلمہ پڑھوانا ہمارا بنیادی قانونی حق ہے، جس چیز کا قانون ہمیں حق دیتا ہے، اس کے سلسلہ میں ہم لوگ کسی سے نہیں ڈرتے اور غیر قانونی کام ہم لوگ جان بوجھ کر ہرگز نہیں کرتے، بھول میں ہوجائے تو اس کی تلافی کی کوشش کرتے ہیں، جہاں تک لالچ دے کر یا ڈرا کر مذہب بدلوانے کی بات ہے، یہ بالکل غیر قانونی ہے میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ یہ غیر قانونی کام ممکن بھی نہیں ہے، مذہب بدلنا یا کسی کا مسلمان ہونا اس کے

دل کے وشواس کا بدلنا ہے، جو لالچ اور ڈر سے ہو ہی نہیں سکتا، آپ کو خوش کرنے کے لئے کوئی کہہ سکتا ہے کہ میں ہندو ہوتا ہوں یا مسلمان ہوتا ہوں مگر اتنا بڑا فیصلہ اپنی زندگی کو آدمی اندر سے راضی ہوئے بغیر نہیں کر سکتا۔

دوسری اس سے بھی اہم اور ضروری بات یہ ہے کہ میں ایک مسلمان ہوں اور مسلمان اس کو کہتے ہیں جو ہر سچی بات کو مانے، سارے سچوں سے سچا ہے ہمارا مالک اور اس کے بھیجے ہوئے رسول حضرت محمد ﷺ کے بارے میں یہ غلط فہمی ہے کہ وہ صرف مسلمانوں کے رسول اور ان کے لئے مالک کے سندیش واہک تھے، حالانکہ قرآن میں اور آپ کی حدیثوں میں صرف یہ بات ملتی ہے کہ ہم سب کے مالک کی طرف سے بھیجے ہوئے سارے انسانوں کی طرف اتم (آخری) اور سچے سندیشٹا (رسول) تھے، وہ ایسے سچے تھے کہ ان کے دین کے اور ان کی جان کے آخری دشمن بھی کبھی ان کو جھوٹا نہ کہہ سکے، بلکہ دشمنوں نے آپ کا لقب الصادق الامین اور سچا اور ایمان دار رکھ دیا، ہمارا وشواس یہ ہے کہ دن ہو رہا ہے ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں یہ آنکھیں دھوکہ دے سکتی ہیں، یہ بات جھوٹ ہو سکتی ہے کہ دن ہو رہا ہے، مگر ہمارے رسول ﷺ نے جو ہمیں خبر دی ہے اس میں ذرہ برابر غلطی، دھوکہ یا جھوٹ نہیں ہو سکتا، ہمارے رسول ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے کہ سارے دنیا کے سارے انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہیں اس لئے سارے جگت کے انسان آپس میں خونی رشتہ کے بھائی ہیں، شاید آپ کے یہاں بھی یہی مانا جاتا ہے میں نے کہا یہ بات تو ہمارے یہاں بھی مانی جاتی ہے، مولانا نے کہا یہ تو بالکل سچی بات ہے ہم اور آپ خونی رشتہ کے بھائی ہیں، زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ میرے چچا ہو یا میں آپ کا چاچا ہوں، مگر آپ کے اور ہمارے بیچ خونی رشتہ ہے، اس خونی رشتہ کے علاوہ آپ بھی انسان ہیں اور میں بھی انسان، انسان وہ ہے جس میں انسیت ہو یعنی محبت

ہو، ایک دوسرے کی بھلائی کا جذبہ ہو، اس رشتہ سے اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ہندو دھرم ہی اکیلا مکتی کا راستہ اور موکش کا طریقہ ہے، تو آپ کو مجھے اس رشتہ کا لحاظ کرتے ہوئے، ہندو بنانے کی جی جان سے کوشش کرنی چاہئے اور اگر آپ انسان ہیں اور آپ کے سینہ میں پتھر نہیں ہے دل ہے، تو اس وقت تک آپ کو چین نہیں آنا چاہئے، جب تک میں غلط راستہ چھوڑ کر مکتی کے راستہ پر نہ آجاؤں، مولانا صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ یہ بات ہے یا نہیں؟ میں نے کہا بالکل سچ بات ہے، مولانا صاحب نے کہا آپ کو سب سے پہلے آکر مجھے ہندو بننے کے لئے کہنا چاہئے تھا، دوسری بات یہ ہے کہ میں مسلمان ہوں، نکلتے سورج کی روشنی سے زیادہ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ اسلام ہی واحد، سب سے پہلا اور سب سے آخری، کامل مذہب اور مکتی اور موکش یعنی نجات کا واحد راستہ ہے، اگر آپ مسلمان ہوئے بغیر دنیا سے چلے گئے تو آپ کو ہمیشہ کی نرک میں جلنا پڑے گا اور زندگی کا ایک سانس کے لئے بھی اطمینان نہیں، جو سانس اندر چلا گیا کیا خبر کہ باہر آنے تک آپ زندہ رہیں گے یا نہیں اور جو سانس باہر نکل گیا کیا خبر کہ اندر آنے تک زندگی وفا کرے گی؟ اس حال میں اگر میں انسان ہوں اور میں آپ کو اپنا خونی رشتہ کا بھائی سمجھتا ہوں تو جب تک آپ کلمہ پڑھ کر مسلمان نہیں ہو گے مجھے چین نہیں آئے گا، یہ بات میں کوئی ناٹک کے طور پر نہیں کہہ رہا ہوں، تھوڑی دیر کی اس ملاقات کے بعد اس خونی رشتہ کی وجہ سے اگر مجھے رات سوتے سوتے بھی آپ کی موت اور نرک میں جلنے کا خیال آئے گا تو میں بے چین ہو کر بلکنے لگوں گا، اس لئے سر آپ ہلکو والوں کی فکر چھوڑ دیجئے، جس مالک نے پیدا کیا ہے جیون دیا ہے اس کے سامنے منہ دکھانا ہے، میرے درد کا علاج تو جب ہوگا جب آپ تینوں مسلمان ہو جائیں گے، اس لئے آپ سے رکویسٹ (درخواست) ہے کہ آپ میرے حال پر ترس کھائیں، آپ تینوں کلمہ پڑھیں، احمد بھائی میں عجیب حیرت میں تھا،

مولانا صاحب کی محبت کی جیسے جادو ہو، میں ایسے خاندان کا ممبر ہوں، جس کی گھٹی میں مسلمانوں، مسلم بادشاہوں اور اسلام کی دشمنی پلائی گئی ہے اور اس خبر کے سلسلہ میں حد درجہ برہم ہو کر میں گویا مخالف ان کو اتری کے لئے فیصلہ کر کے چلت گیا تھا اور مولانا صاحب مجھے نہ اسلام کے مطالعہ کو کہتے ہیں، نہ غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے کہتے ہیں، بس سیدھے سیدھے مسلمان ہونے کو کہہ رہے ہیں اور میری اتر آتما، میرا ضمیر گویا مولانا صاحب کی محبت کے شکنجہ میں جیسے بالکل بے بس ہو، میں نے کہا بات تو آپ کی بالکل سادی اور سچی ہے اور ہمیں سوچنا ہی پڑے گا، مگر یہ فیصلہ اتنی جلدی کرنے کا تو نہیں کہا جاتا بڑے فیصلے اتنی جلدی میں لے سکیں، مولانا صاحب نے کہا سچی بات یہ ہے کہ آپ اور ہم سب مالک کے سامنے ایک بڑے دن حساب کے لئے اکٹھا ہوں گے تو اس وقت اس سچائی کو آپ ضرور پائیں گے کہ یہ فیصلہ بہت جلدی میں کرنے کا ہے اور اس میں دیر کی گنجائش نہیں اور آدمی اس میں جتنی دیر کرے گا پچھتائے گا، پتہ نہیں پھر زندگی فیصلہ لینے کی مہلت دے یا نہ دے اور موت کے بعد پھر افسوس اور پچھتاوے کے علاوہ آدمی کچھ نہیں کر سکتا بالکل یہ بات سچ ہے کہ ایمان قبول کرنے اور مسلمان ہونے سے زیادہ جلد بازی میں کرنے کا کوئی اور فیصلہ ہو نہیں سکتا ہاں اگر آپ ہندو دھرم کو سچا راستہ سمجھتے ہیں تو پھر ہندو بنانے میں اتنی ہی جلدی کرنی چاہئے جس طرح میں مسلمان بننے کے لئے جلدی کرنے کو کہہ رہا ہوں، مجھے خیال ہوا کہ جس وشواس (مضبوط اعتماد و یقین) کے ساتھ مولانا صاحب مسلمان ہونے کو کہہ رہے ہیں اس میں اس اعتقاد کے ساتھ میں ہندو بننے کو نہیں کہہ سکتا، بلکہ سچی بات یہ ہے کہ ہم لوگ اپنے پورے دھرم کو بھی سنائی رسموں آدھارت کہانیوں کے علاوہ کچھ نہیں سمجھتے تھے، جب ہمارا ہندو دھرم پر وشواس کا یہ حال ہے تو یہ کسی کو کس بل بوتے ہندو بننے کو کہہ سکتے ہیں؟ میرے اندر سے جیسے کوئی کہہ رہا تھا،

رام کمار اسلام میں ضرور سچائی ہے جو مولانا صاحب کے اندر یہ وشواس ہے، مولانا صاحب کبھی کبھی بہت خوشامد، کبھی ذرا زور سے بار بار ہم لوگوں سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کے لئے کہتے رہے، جب مولانا صاحب خوشامد کرتے تو مجھے ایسا لگتا جیسے کسی زہر کھانے کا ارادہ کرنے والے یا آگ میں کودنے والے کو ہلاکت سے بچانے کے لئے کوئی ہمدرد، کوئی ماں، خوشامد کرتی ہے۔

مولانا صاحب ہمیں بار بار کلمہ پڑھنے پر زور دیتے رہے میں نے وعدہ کیا ہم لوگ ضرور غور کریں گے، ہمیں پڑھنے کے لئے بھی دیجئے، مولانا نے اپنی کتاب "آپ کی امانت آپ کی سیوا میں" دی اور ہمیں سو سو بار روزانہ یا ہادی، یا رحیم اس وشواس کے ساتھ پڑھنے کو کہا کہ وہ مالک راستہ دکھانے والا، سب سے زیادہ دیا کرنے والا ہے آنکھیں بند کرکے اس مالک کو جب آپ ان ناموں سے یاد کریں گے تو آپ کے لئے اسلام کے راستے ضرور کھول دیں گے، اصل میں دلوں کو پھیرنے کا فیصلہ اسی اکیلے کا کام ہے، میں نے مولانا صاحب سے کہا اچھا ہے، ماحول گرم ہو رہا ہے آپ اخبارات میں اس خبر کا کھنڈن نکلوا دیں، مولانا صاحب نے کہا میں نے ان کو دینی اور ان کا قانونی حق سمجھ کر کلمہ پڑھوایا ہے، جھوٹ کھنڈن کرانا کس طرح ہو سکتا ہے؟ میری رائے یہ ہے کہ آپ کو بھی کسی جھوٹ بات کو چھپانا نہیں چاہئے، میں نے کہا اچھا ہم خود کر دیں گے ہم لوگ واپس ہو گئے تو میرے دونوں انسپکٹرس مجھ سے بولے، سر دیکھا کتنے سچے اور بھلے آدمی ہیں، ہم لوگوں کا تو دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا مولانا صاحب تو ایسے آدمی ہیں کہ کبھی کبھی شانتی کے لئے ان کی سنگتی میں آ کر بیٹھا جائے کوئی لاگ نہیں لپیٹ نہیں، صاف صاف باتیں۔

سوال: آپ نے کلمہ نہیں پڑھا؟

جواب: میں نے گھر جا کر آپ کی امانت آپ کی سیوا میں پڑھی محبت ہمدردی اور سچائی

اس کے لفظ لفظ سے پھوٹ رہی تھی، مجھے اس کتاب کو پڑھ کر لگا کہ ایک بار پھر میری ملاقات مولانا صاحب سے ہو گئی ہے، اس کے بعد بار بار میرے اندر مولانا صاحب سے ملاقات کی ہوک سے اٹھتی رہی، اسلام کو پڑھنے کا شوق بھی پیدا ہوا، میں مظفر نگر میں ایک دکان سے قرآن مجید کا ہندی ترجمہ لے کر آیا، میں نے فون پر مولانا صاحب سے اس کے پڑھنے کی خواہش کا اظہار کیا، مولانا صاحب نے کہا، دیکھئے قرآن مجید کو آپ ضرور پڑھیں مگر صرف اور صرف یہ سمجھ کر پڑھیے کہ میرے مالک کا بھیجا ہوا یہ کلام ہے یہ سوچ کر اور پڑھیں کہ یہ مگر صرف اور صرف میرے لئے بھیجا ہے، اس لئے مالک کا کلام سمجھ کر اچھا ہے آپ اشنان کر کے پڑھیں، پاک کلام کا پاک نور، پاک اور صاف ستھری حالت میں پڑھنا چاہئے، دو ہفتوں میں میں نے پورا قرآن مجید پڑھ لیا اب میرے لئے مسلمان ہونے کے لئے اندر کے دروازے کھل گئے تھے، میں نے پھلت جا کر مولانا صاحب کے سامنے کلمہ پڑھا مولانا صاحب نے میرا نام "رام کمار" بدل کر میری خواہش پر محمد حذیفہ رکھا اور بتایا کہ ہمارے نبی ﷺ نے ایک صحابی کو رازداری اور جاسوسی کے لئے بھیجا کرتے تھے، مجھے اس لحاظ سے یہ نام بہت اچھا لگا۔

سوال: اس کے بعد اسلام کے مطالعہ کے لئے آپ نے کیا کیا؟

جواب: مولانا صاحب کے مشورہ سے ہی چھٹی لے کر ایک چلہ جماعت میں لگایا، مگر مولانا صاحب نے مجھے سختی سے منع کر دیا تھا کہ آپ کسی سے جماعت میں اپنا پرانا تعارف نہ کرائیں، نہ اپنے آپ کو نو مسلم کہیں، اس لئے کہ آپ کی بات یہ ہے کہ پیدائشی مسلمان ہیں، ہمارے نبی نے یہی خبر دی ہے کہ ہر پیدا ہونے والا اسلامی نظریہ پر پیدا ہوتا ہے اس لئے ہر مذہب کے بچے کو دکھایا ہی جاتا ہے، آپ تو پیدائشی مسلمان ہیں اور ہم سب کے باپ حضرت آدم اس کائنات کے سب سے پہلے مسلمان تھے اس لئے آپ پشتینی مسلمان

ہیں، جماعت میں میرا وقت اچھا گذرا، لوگ مجھے انگریزی پڑھا لکھا، دینی تعلیم سے بالکل کورا مسلمان سمجھ کر مجھے نماز وغیرہ یاد کرانے کی کوشش کرتے رہے، گجرات کے ایک نوجوان عالم ہماری جماعت کے امیر تھے، میں نے چالیس دن میں پوری نماز اور بہت سی دعائیں یاد کرلیں، جماعت سے واپس آیا تو میرا ٹرانسفر الہ آباد ہوگیا، اپنی الہ آباد پوسٹنگ کے دوران میں نے اپنی بیوی کو بہت کچھ بتا دیا، وہ بہت فرمانبردار بھولی بھالی عورت ہیں، انھوں نے میرے فیصلہ کی ذرا بھی مخالفت نہیں کی، بلکہ میرے ساتھ ہر حال میں رہنے کا وعدہ کیا، میں نے اس کو بھی کتابیں پڑھوائیں، ہماری شادی کو دس سال ہوگئے، تھے مگر کوئی اولاد نہیں تھی میں نے اس کو لالچ دیا، اسلام قبول کرنے سے ہمارا مالک ہم سے خوش ہوجائے گا اور ہمیں اولاد بھی دے گا، اولاد نہ ہونے کے غم میں وہ بہت گھلتی رہتی تھی وہ اس بات سے بہت خوش ہوگئی، ایک مدرسہ میں لے جاکر اس کو کلمہ پڑھوایا، میں نے اپنے اللہ سے بہت دعا کی میرے رب میں نے آپ کے بھروسے اس سے وعدہ کرلیا ہے، آپ میرے بھروسے کی لاج رکھئے اور اس کو چاہے ایک ہی ہو اولاد دیجئے خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اللہ نے گیارہ سال کے بعد ہمیں ایک بیٹا دیا اور تین سال کے بعد ایک بیٹی بھی ہوگئی ہے۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کی ملازمت میں کوئی مشکل نہیں آئی؟

جواب: میں نے الہ آباد پوسٹنگ کے دوران اپنے قبول اسلام کا اعلان کردیا اور قانونی کاروائی ہائی کورٹ کے ایک وکیل کے ذریعہ کرائی، جس کے لئے مجھے اپنے محکمہ سے اجازت لینی ضروری تھی، میں نے اس کی درخواست کی، ایک دویدی جی ہمارے بوس تھے، انھوں نے مجھے بہت سختی سے روکا اور دھمکی دی کہ اگر آپ نے یہ فیصلہ کیا تو میں آپ معطل کردوں گا، میں نے ان سے صاف طور پر کہہ دیا کہ یہ فیصلہ تو میں کرچکا ہوں اب واپسی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، آپ کو جو کچھ کرنا ہو کردیجئے انھوں نے مجھے سسپنڈ

(معطل) کر دیا، میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور تین چلے کے لئے جماعت میں چلا گیا، بنگلور اور میسور میں میرا وقت گزرا اور الحمد للہ بہت اچھا گذرا، مجھے اس وقت تین بار حضور ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی جس کی مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ میں بیان نہیں کر سکتا، واپس آیا تو اللہ نے میرے تمام افسروں کو نرم کر دیا، لکھنؤ میں ایک مسلمان افسر جو بہت بڑی پوسٹ پر ہیں، میں نے ان سے جا کر اپنا پورا حال سنایا وہ پھلت جا چکے تھے اور مولانا صاحب کو جانتے تھے، انھوں نے میری مدد کی اور مجھے ملازمت پر بحال کر دیا گیا۔

سوال: آپ کے دونوں انسپکٹر ساتھیوں کا کیا ہوا؟ جو اپ سے آپ کے ساتھ ملنے گئے تھے؟

جواب: ان میں سے ایک نے اسلام قبول کر لیا ہے ان کے گھر والوں کی طرف سے ان پر بہت مشکلیں آئیں، ان کی بیوی ان کو چھوڑ کر چلی گئی مگر وہ جمے رہے اور اللہ نے ان کے حالات کو حل کیا دوسرے بھی اندر سے تیار ہیں مگر وہ بھی اپنے ساتھی کی مشکلات دیکھ کر ڈرے ہوئے ہیں۔

سوال: آپ نے اپنے خاندان والوں پر کام نہیں کیا؟

جواب: الحمد للہ کام جاری ہے، اس کام کی بڑی تفصیلات ہیں، میری ٹرین کا وقت ہو رہا ہے، پھر کسی ملاقات میں آپ تفصیلات سنئے تو آپ کو بہت مزا آئے گا۔

سوال: ایک منٹ میں ارمغان کے پاٹھکوں (قارئین) کے لئے کوئی پیغام آپ دیں گے

جواب: اسلام سے بڑی کوئی سچائی نہیں اور جب یہ ایسی سچائی ہے تو اس کے ماننے والوں کو نہ اس پر عمل کرنے میں ڈرنا چاہئے نہ اس کو دوسروں تک پہنچانے سے رکنا چاہئے تھوڑی بہت مخالفتیں آئیں گی، ہمارے مولانا صاحب کہتے ہیں کہ اسلام ایک روشنی ہے اور سارے باطل مذاہب اندھیرے، اندھیرے کبھی اجالے پر حاوی نہیں ہو سکتے، اجالا ہی غالب ہوا کرتا ہے، کبھی کبھی جب روشنی کی کمی ہوتی ہے تو لگتا ہے کہ اندھیرے چھا گئے

اور غالب آ گئے مگر ذرا اجالا کیجئے اندھیرے تو دو گیارہ ہو جاتے ہیں، بس میرا یہ ماننا ہے اور یہی میرا پیغام ہے کہ فتح ہمیشہ روشنی والوں کی ہوتی ہے اس لئے کسی طرح کے ڈر کے بغیر اسلام کی دعوت دینی چاہئے اور بغیر لالچ کے سچی ہمدردی کا حق ادا کرنے کی نیت سے دعوت دی جائے تو مجھ جیسے اسلام اور مسلم دشمنی میں پلے، مخالفانہ ان کو آخری کا فیصلہ کرنے والوں کو جب ہدایت ہو سکتی ہے، تو بھولے بھالے سادہ دماغ لوگوں پر اثر نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

سوال: شکریہ! جزاک اللہ

جواب: اچھا اجازت دیجئے، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ، بہت بہت شکریہ، انشاء اللہ جب کبھی آپ آئیں گے تو دوسری قسط ضرور سنائیے گا۔

جواب: انشاء اللہ ضرور

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، اکتوبر ۲۰۰۶ء

۹ دعا میں ہدایت چاہنے والے کو نبی کا خواب میں پیغام

جناب عبدالرحمن {انل راؤ} سے ایک ملاقات

> بس مسلمان بھائیوں سے تو میری درخواست یہی ہے کہ ہم جیسے دکھیاروں کے غم کو سمجھیں، جن کو اللہ نے ہدایت دی، مگر ان کے ماں باپ دوزخ میں جل رہے ہیں، ذرا گہرائی سے اس غم کو سمجھنے کی کوشش کریں اور نبی اکرم ﷺ نے جو ذمہ داری ہم مسلمانوں کے ذمہ سپرد کی ہے اس کے لئے فکر کریں۔

عبدالرحمن : السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

احمد اواہ : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال : عبدالرحمن صاحب، ایک زمانہ قبل ہمارے یہاں سے ارمغان دعوت میں حضرت مولانا علی میاں نور اللہ مرقدہ کے نام آپ کا ایک خط شائع ہوا تھا، اس وقت سے آپ سے ملاقات کا اشتیاق تھا، آپ ایسے وقت تشریف لائے جب مجھے ایک دوسری بھی ضرورت درپیش تھی، پھلت سے شائع ہونے والے دعوتی ماہنامے ارمغان میں دسترخوان اسلام پر آنے والے نئے خوش نصیب بھائی بہنوں کے انٹرویو شائع کرنے کا ایک سلسلہ چل رہا ہے، ستمبر کے شمارے کے لئے میں تلاش میں تھا کہ آپ سے ملاقات کروں، بہت اچھے وقت پر آپ کا آنا ہوا۔

جواب : مجھے بھی بعض بہت ضروری مشورے مولانا صاحب (مولانا کلیم صدیقی صاحب) سے کرنے تھے سالوں ملے بھی ہو گئے تھے، اچھا ہوا آپ سے بھی ملاقات ہوگئی، آپ سے ملنے کا میرا بھی دل چاہتا تھا اصل میں حیدرآباد کے ہمارے بہت سے

دوست آپ کا بہت ذکر کرتے ہیں، وہاں کے اردو اخباروں میں ارمغان کے حوالے سے نشرو اشاعت ہو رہی ہیں، جس سے بڑی دعوتی فضا بن رہی ہے اور لوگوں میں الحمد للہ بڑا دعوتی جذبہ پیدا ہو رہا ہے، ہمارے یہاں ورنگل سے بہت سے لوگ پھلت کے سفر کا خاص طور پر آپ سے ملاقات کے لئے پروگرام بنا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور علم میں برکت عطا فرمائے، دل بہت خوش ہوتا ہے کہ ہمارے حضرت کے صاحب زادہ بھی مشن سے جڑ گئے ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

سوال : آمین، اللہ آپ کی زبان مبارک کرے اور مجھ نا اہل کو بھی اپنے دین کی خدمت خصوصاً دعوت کے لئے قبول فرمائے آمین، جناب عبدالرحمن صاحب! آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیں؟

جواب : میں شہر ورنگل کے ایک بڑے تاجر کے گھر میں اب سے تقریباً ۵۸ سال پہلے ۱۳ راگست ۱۹۵۱ء کو پیدا ہوا نام انیل راؤ رکھا گیا پانچ سال کی عمر میں اسکول میں داخل ہوا، ۱۹۵۹ء میں ہائی اسکول پھر ۱۹۶۱ء میں بارہویں کلاس سائنس سائڈ سے پاس کی، اس کے بعد ۱۹۶۳ء میں بی ایس سی اور ۱۹۶۶ء میں فزکس سے ایم ایس سی (M.Sc.) کیا اور اس کے بعد Ph.D میں رجسٹریشن کرالیا۔

سوال : ایسی معیاری تعلیم کے باوجود آپ ہردوار، رشی کیش کس طرح گئے؟

جواب : میرے والد صاحب میری شادی کرنا چاہتے تھے، مگر نہ جانے کیوں میرا دل اس طرح کے جھمیلوں سے گھبراتا تھا، میرے پتاجی نے شادی کے لئے دباؤ ڈالا تو میں گھر سے فرار ہو گیا، میں نے ہردوار کا رخ کیا، میں نے ارادہ کر لیا کہ مجھے برہم چریہ کی (مجرد زندگی گذارنی ہے، ہمارا گھرانہ آریہ سماجی تھا، ہریدوار میں ایک کے بعد ایک چھ آشرم ہوں میں رہا، مگر مجھے وہاں کا ماحول نہ بھایا، ہردوار میں ایک انجینئر صاحب بی ایچ ایل میں

ملازمت کرتے تھے اور روپے جوا ڑہ کے رہنے والے تھے، میری ان سے اچھی دوستی ہوگئی، انھوں نے میری بے چینی دیکھ کر مجھے مشورہ دیا کہ مجھے رشی کیش میں شانتی کنج میں جانا چاہئے، یا وہیں پر کسی اور سوامی آشرم کو تلاش کرنا چاہئے میں نے رشی کیش جا کر تلاش شروع کی بہت تلاش کے بعد میں نے شری تتیانن جی مہاراج کے ستیا پرا کاش آشرم کو اپنے لئے مناسب سمجھا، جہاں پر اکثر پڑھے لکھے لوگ رہتے تھے اور سوامی تتیانن جی خود بہت پڑھے لکھے تعلیم یافتہ آدمی تھے، وہ الہ آباد یونیورسٹی سے سنسکرت میں ڈاکٹریٹ کر کے ایک زمانہ تک وہاں ریڈر اور پھر پروفیسر رہ چکے تھے، چھ سال تک میں وہاں برہم چاری رہ کر گیان سیکھتا تھا، چھ سال کے بعد سوامی جی نے مجھ سے پریکشا (امتحان) کے لئے یگیہ کرائے اور مجھے شاستری کی پروان کی شاستری بننے کے بعد میں نے سات سال میں چوبیس یگیہ کئے، جن میں بڑا امتحان تھا، مگر میں سب کچھ تیاگ کر اپنے مالک کو پانے کے لئے آیا تھا اس لئے میں نے مشکل سے مشکل وقت میں ہمت نہ ہاری اور وہ رنگل سے آنے کے سات سال بعد میرے بھائی اور پتا جی مجھے ڈھونڈتے ڈھونڈتے رشی کیش پہنچے اور مجھے نہ جانے کس طرح تلاش کر لیا، آشرم میں آئے، ایک ہفتہ تک میری خوشامد کرتے رہے اور مجھے واپس گھر لے جانے کے لئے زور دیتے رہے، لیکن میرا دل گھر جاتے ہوئے گھبراتا تھا، میں نے اپنے والد اور بھائی کی بہت خوشامد کی اور مجھے ایشور کو پانے تک وہاں رہنے دینے کے لئے کہا، وہ مجھے چھوڑ کر اس شرط پر چلے گئے کہ وہ اپنے خرچ پر آشرم میں رہے گا اور دان وغیرہ یعنی صدقہ خیرات نہیں کھائے گا اور آشرم میں انھوں نے اندازہ سے اب تک کا خرچ بھی جمع کیا اور ایک بڑی رقم آئندہ کے لئے جمع کرا کے چلے گئے۔

سوال: اتنے روز تک ایک پروفیسر سوامی کے زیر تربیت ایسے پڑھے لکھے لوگوں کے ساتھ آشرم میں رہنے کے باوجود آپ کو اسلام کی طرف آنے کا خیال کیسے ہوا؟ اپنے قبول

اسلام کے بارے میں ذرا تفصیل سے بتائیے؟

جواب: اصل میں جس سچے مالک کی تلاش میں میں نے ورنگل چھوڑا تھا، اس کو مجھ پر ترس آیا اور اس نے میرے لئے راستہ خود نکال لیا، احمد بھائی آپ کو معلوم ہے کہ آریہ سماج، ہندو دھرم کی بہت سنشودھت (اصلاح شدہ) شکل ہے، اس میں ایک نرا کار خدا کی عبادت کا دعوی کیا گیا ہے، مورتی پوجا اور پرانی دیومالائی باتوں کا انکار کیا گیا ہے، اس مذہب کی اصل کتاب یا گرنتھ ستیارتھ پرکاش ہے، جو سوامی دیانند سرسوتی کی تصنیف ہے، اس مذہب کے بانی سوامی دویکانند اسلام مذہب اور اس کی تعلیمات سے بہت زیادہ متاثر ہوئے اور انھوں نے ہندوؤں کو مسلمان بننے سے روکنے کے لئے، ہندو مذہب کو عقل کے مطابق بنانے کے لئے آریہ سماج کی بنیاد رکھی ان کا دعوی ہے کہ آریہ سماج سو فیصد ویدک دھرم ہے، جو ترکوں (دلائل) پر مبنی ہے اور بالکل سائنٹفک اور لوجک ہے، مگر جب میں نے آریہ سماج کو پڑھا تو میرے دل میں بہت سی باتیں کھٹکی تھیں، ۱۲ سال کی سخت ترین تپسیا (مجاہدہ) کے باوجود میں اپنے اندر کوئی تبدیلی محسوس نہیں کرتا تھا، جب کبھی سوامی نیتانند جی کے قریب ہونے کی کوشش کرتا، تو میں ان کو بہت الجھا ہوا انسان پاتا، میں جب ان کے سامنے اپنے اشکالات رکھتا، تو کبھی وہ جھنجلاتے، مجھے محسوس ہوتا کہ یہ خود ہی اپنی بات سے مطمئن نہیں، ۱۹۹۲ء میرے لئے بہت سخت گزرا، ماں باپ کو دکھ درد دے کر تیرہ سال کے سنیاس (خلوت نشینی) کے بعد اس کے علاوہ کہ لوگ شاستری جی کہنے لگے تھے، میں نے اپنے اندر کے انسان کو پہلے سے کچھ گرا ہوا ہی پایا، طرح طرح کے خیالات میرے دل میں آتے، بعض دفعہ کئی روز تک میری نیند اڑ جاتی، کبھی خیال آتا کہ خدا کو پانے کا راستہ ہی غلط ہے، مجھے کسی اور راستے کو تلاش کرنا چاہئے، کبھی یہ خیال آتا کہ میری آتما میں گندگی ہے، اس لئے مجھ پر کچھ اثر نہیں ہو رہا ہے

جب کبھی رات کو مجھے نیند نہ آتی تو میں اٹھ کر بیٹھ جاتا اور من ہی من میں اپنے مالک سے دعائیں، کرتا، سچے مالک اگر تو موجود ہے اور ضرور موجود ہے، تو اپنے اٹل راؤ کو اپنا راستہ دکھا دے، تو خوب جانتا ہے کہ میں نے سب کچھ صرف اور صرف تجھے پانے کے لئے چھوڑا ہے، اس دوران اترکاشی میں سخت ترین زلزلہ آیا، پورا ہردوار اور رشی کیش دہل گیا، میرا دل اور بھی ڈر گیا، اسی طرح کسی دن میں بھی کسی حادثہ میں مر گیا تو میرا کیا ہوگا، ۷ اردسمبر ۱۹۹۲ء کی رات تھی، مجھے سوامی جی نے بلایا اور کہا کہ ہریانہ کے ضلع سونی پت میں رائی میں ایک بڑا آریہ سماج آشرم ہے، وہاں وہ لوگ اپنا پچاس سالہ سماروہ (جشن) منارہے ہیں، مجھے وہاں جانا تھا مگر میری طبیعت اچھی نہیں، یوں بھی اب آپ کا تعارف کرانا چاہتا ہوں، وہاں پروگرام کی صدارت اور یگیہ کے لئے کل آپ کو وہاں جانا ہے، مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی کہ سوامی جی مجھ سے کتنا پریم کرتے ہیں، خوشی خوشی کمرے میں آیا سفر کی تیاری کی، مگر رات کو بستر پر گیا تو میرے من میں آیا کہ اس سنسار کے سامنے تعارف اور نام ہو بھی جائے تو کیا؟ کیا اسی لئے تو نے ورنگل چھوڑا تھا، ماں باپ بھائی بہن سب کچھ تیاگ کر کیا اسی نام کے لئے تو آیا تھا، میرا دل بہت دکھا، میری نیند اڑ گئی میں بستر سے اٹھا اور آنکھ بند کرکے مالک سے پرارتھنا کرنے لگا، میرا مالک تو سب کچھ کرنے والا ہے، مجھے گروکی آگیا ہے تو جانا ہے، میرے مالک کب تک میں اندھکار میں بھٹکتا رہوں گا، مجھے سچی راہ دکھا دے، وہ راہ جو تجھے پسند ہو وہ راستہ جس پر چل کر تجھے پایا جاسکے، خوب رو رو کر میں دعا کرتا رہا، روتے روتے میں سو گیا، میں نے خواب میں دیکھا، میں ایک مسجد میں ہوں وہاں ایک خوبصورت مولانا صاحب ہیں، ایک سفید چادر اوپر اور ایک نیچے لنگی باندھے تکیہ لگائے بیٹھے ہیں، بہت سارے لوگ ادب کے ساتھ بیٹھے ہیں، لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت محمد ﷺ ہیں، میں نے لوگوں سے سوال کیا کہ وہ محمد صاحب جو مسلمانوں

کے دھرم گرو ہیں؟ تو خود حضرت محمد ﷺ نے جواب دیا، نہیں نہیں! میں صرف مسلمانوں کا دھرم گرو (رسول) نہیں ہوں، بلکہ میں تمہارا بھی رسول ہوں، میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے پاس بٹھایا اور بڑے پیار سے مجھے گلے لگایا اور فرمایا کہ جو تلاش کرتا ہے وہ پاتا ہے تمہیں کوئی ہمدرد ملے تو قدر کرنا، آج کا دن تمہارے لئے عید کا دن ہے، میری آنکھ کھل گئی میرے دل کا حال عجیب تھا، گدگدی سی لگ رہی تھی، آپ ہی آپ خوش ہو رہا تھا، میرے ساتھیوں نے مجھے اتنا خوش کبھی نہیں دیکھا تھا، وہ کہنے لگے کہ سوامی جی اپنی جگہ ادھیکشتا (صدارت) کے لئے بھیج رہے ہیں، واقعی آپ کو خوش ہونا ہی چاہیے، ان کو کیا معلوم تھا کہ میں کیوں خوش ہو رہا ہوں، صبح سویرے اٹھ کر میں رشی کیش بس اڈے پہنچا، وہاں سے سہارن پور پہنچا بس اڈے کے سامنے ایک مسجد دکھائی دی، میں مسجد کے اندر گیا لوگ مجھے حیرت سے دیکھ رہے تھے میں نے کہا کہ مالک کا گھر ہے درشن کرنے کے لئے آیا ہوں میں نے مسجد کے اندر جا کر چاروں طرف تلاش کیا کہ رات والے لوگوں میں کوئی ملے مگر مسجد خالی تھی، مسجد سے واپس آیا اور بڑوت کی بس میں بیٹھ گیا، بڑوت سے مجھے ہریانہ کے لئے بس ملی تھی، سونی پت جانے والی ہریانہ روڈ ویز میں سوار ہوا، آگے کی سیٹ پر آپ کے ابی (مولانا کلیم صاحب بیٹھے ہوئے تھے) میں نے ان سے معلوم کیا کہ آپ کے پاس کوئی اور ہے، انھوں نے کہا نہیں، کوئی نہیں، آپ تشریف رکھئے، بہت خوشی کے ساتھ بٹھایا، مولانا صاحب نے مجھ سے معلوم کیا کہ پنڈت جی کہاں سے آ رہے ہو؟ میں نے کہا: رشی کیش ستیہ پرکاش آشرم سے، انھوں نے سوال کیا کہ سونی پت جا رہے ہو؟ میں نے کہا کہ نہیں رائی میں آریہ سماج آشرم کے پچاس سالہ جشن میں یگیہ کے لئے جا رہا ہوں، انھوں نے پوچھا کہ آریہ سماجی ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں، مولانا صاحب نے اخلاق کے ساتھ خیر خیریت معلوم کر کے تھوڑی دیر میں مجھ سے کہا بہت روز سے مجھے کسی آریہ

سماج گروکی تلاش تھی، اصل میں دھرم میری کمزوری ہے اور ہر دھرم کو پڑھتا ہوں، مجھے خیال ہوتا ہے کہ جو ہمارے پاس ہے وہ ستیہ ہے، یہ خیال تو اچھا نہیں، جو سچ ہے وہ ہمارا ہے وہ کہیں پر بھی ہو یہ اصل سچائی کی بات ہے، میں نے ستیارتھ پرکاش بھی پڑھی اور بار بار پڑھی، کچھ باتیں سمجھ میں نہیں آئیں، شاید میری عقل بھی موٹی ہے، اگر آپ برا نہ مانیں تو آپ سے معلوم کروں؟ میں اعتراض کے طور پر نہیں بلکہ سمجھنے کے لئے معلوم کرنا چاہتا ہوں، میں نے کہا ضرور معلوم کیجئے، مولانا صاحب نے سوالات کرنا شروع کئے، میں جواب دیتا رہا ایک کے بعد ایک سوالات کرتے رہے، سچی بات یہ ہے کہ احمد بھائی، مولانا صاحب سوال کرتے تھے، مجھے ایسا لگتا تھا کہ مولانا کلیم صاحب اہل راؤ سے سوال نہیں کر رہے ہیں، بلکہ اہل راؤ، سوامی نیتا نند جی سے سوال کر رہا ہے، بالکل وہی سوالات جو میں اپنے سے کرتا تھا اور وہ مجھے جواب نہ دے سکے تھے، مجھ پر رات کے خواب کا اثر تھا، میں نے چار پانچ سوالوں کے بعد ہتھیار ڈال دئے اور مولانا صاحب سے کہا کہ مولانا صاحب یہ سوالات سارے میرے دل میں بھی کھٹکتے ہیں اور میرے گرو سوامی نیتا نند جی اس کا اطمینان بخش جواب نہیں دے سکے، پھر میں آپ کو کس طرح مطمئن کر سکتا ہوں تھوڑی دیر خاموش رہ کر مولانا صاحب نے مجھ سے کہا میں ایک مسلمان ہوں، اسلام کے بارے میں سب کچھ تو میں بھی نہیں جانتا مگر کچھ جاننے کی کوشش کی ہے، میرا دل چاہتا ہے کہ میں کچھ اسلام کے بارے میں آپ کو بتاؤں اور اسلام کے بارے میں کچھ اشکال یا سوال آپ کے من میں یا عقل میں آتا ہو تو آپ بغیر جھجک کے مجھ سے سوال کر سکتے ہیں، مجھے کوئی ناگواری نہیں ہوگی، میں اسلام کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا، اس لئے سوال کیا کرتا، بس ستیارتھ پرکاش میں کچھ پڑھا تھا، مگر وہ بات میرے دل کو نہیں لگتی تھی میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ آپ اسلام کے بارے میں مجھے ضرور بتائیں اور اگر

حضرت محمد ﷺ کے جیون کے بارے میں مجھے بتائیں گے تو مجھ پر بڑا احسان ہوگا،
مولانا صاحب نے مجھے بتانا شروع کیا اور سب سے پہلے مجھے بتایا کہ محمد ﷺ کے
پریچے (تعارف) کے لئے بڑی غلط فہمی یہ ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ صرف مسلمانوں کے
دھارمک گرو (رسول) تھے، حالانکہ قرآن میں جگہ جگہ اور حضرت محمد ﷺ نے بار بار
یہ بتایا کہ وہ پوری انسانیت کی طرف بھیجے گئے آخری رسول (انتم سندیشٹا) ہیں، وہ جس
طرح میرے رسول ہیں، اسی طرح آپ کے بھی ہیں، اب جو میں ان کے بارے میں
بتاؤں تو آپ یہ سمجھ کر سنیں، آپ کو زیادہ آنند آئے گا، مولانا صاحب نے یہ کہا تو مجھے رات
کا خواب یاد آیا اور مجھے ایسا لگا کہ رات جو لوگ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ تھے یہ ان
میں ضرور تھے اور وہ ہمدرد یہی ہیں، مولانا صاحب نے اپنے پیارے حضرت محمد ﷺ
کے جیون، انسانیت پر ان کے ترس اور ان کو راستہ دکھانے کے لئے قربانیوں اور
اپنوں غیروں کی دشمنی کا حال کچھ اس طرح بتایا کہ میں بار بار رو دیا، تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کا سفر
پتہ بھی نہ لگا کہ کب پورا ہوا، بہال گڈھ آ گیا، مجھے بہال گڈھ اتر کر دوسری بس لینی تھی،
مولانا صاحب کو سونی پت جانا تھا، مگر وہ بھی ٹکٹ چھوڑ کر میرے ساتھ بہال گڈھ اتر گئے
مجھ سے کہا سردی کا موسم ہے، ایک کپ چائے ہمارے ساتھ پی لیں میں نے کہا بہت
اچھا، میں نے سامنے ایک ریسٹورینٹ کی طرف اشارہ کیا کہ چلیں، مگر مولانا صاحب نے
کہا کہ یہاں پر ہمارے ایک دوست کی دوکان ہے وہیں پر چائے منگا لیتے ہیں، ہم
دونوں وہاں پہنچے چائے منگائی گئی، میں مولانا صاحب کو دیکھتا تو بار بار مجھے رسول اللہ
ﷺ کا فرمان یاد آتا، کوئی ہمدرد ملے تو قدر کرنا، میں نے مولانا صاحب سے معلوم کیا
کہ آپ لوگوں کو مسلمان بناتے ہیں تو کیا رسم ادا کرتے ہیں؟ مولانا صاحب نے کہا اسلام
میں کوئی رسم نہیں یہ مذہب تو ایک حقیقت ہے بس دل میں ایک خدا کو سچا جان کر اس کو خوش

اور راضی کرنے کے لئے اور اس کے آخری اور سچے رسول کے بتائے طریقے پر زندگی گزارنے کا عہد کرنے والا مسلمان ہوتا ہے، بس آپ نے کہا پھر بھی کچھ تو آپ کہلواتے ہوں گے، انھوں نے کہا، ہاں اسلام کا کلمہ ہے، ہم اپنے بھلے اور ساکشی (گواہ) بننے کے لئے وہ کلمہ پڑھواتے ہیں، میں نے کہا کہ آپ مجھے بھی وہ کلمہ پڑھوا سکتے ہیں؟ مولانا صاحب نے کہا بہت شوق سے پڑھیں اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ مولانا صاحب نے اس کا ترجمہ بھی ہندی میں کہلوایا، احمد بھائی! میں زبان سے اس حال کو بیان نہیں کرسکتا کہ اس کلمہ کو پڑھنے کے بعد میں نے اپنے اندر کیا محسوس کیا بس ایسا لگتا تھا کہ ایک انسان بالکل اندھکار اور گھٹن سے بالکل پرکاش اور اجالے میں آ گیا اور اندر سے جیسے نہ جانے کتنے بندھن سے آزاد ہو گیا، مجھے جب بھی وہ کیفیت یاد آتی ہے تو مجھے خوشی اور مزا کا ایک نشہ سا چھا جاتا ہے ایمان کے نور کا مزا، اللہ اللہ، دیکھئے اب بھی میرا رواں کھڑا ہو گیا ہے۔

سوال: ماشاء اللہ واقعی آپ پر اللہ کا خاص فضل ہے، آپ سچے متلاشی تھے اس لئے اس نے آپ کو راہ دکھائی، اس کے بعد رائی کے پروگرام کا کیا ہوا؟

جواب: مولانا صاحب نے مجھے بہت مبارکباد دی اور گلے لگایا، مجھ سے پتہ وغیرہ لیا اور سونی پت جانے لگے، وہاں سے مرتدوں کے ایک گاؤں بھورا رسول پور جانا تھا، جو کہ ۱۹۴۷ء میں مرتد ہو گئے تھے اور خاندانی ہندوؤں سے بھی زیادہ سخت ہندو ہو گئے تھے، میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ آپ مجھے کہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں، اب آپ کو مجھے بھی ساتھ لینا ہے، مولانا صاحب نے کہا کہ واقعی اب آپ کو میرے ساتھ ہی جانا بلکہ رہنا چاہیے، مگر رائی کے پروگرام کا کیا ہوگا؟ میں نے کہا کہ اب مجھے اس پروگرام میں شریک ہونا کیا اچھا لگے گا، مولانا صاحب میرے اس خیال سے بہت خوش ہوئے، پہلے کپڑوں،

ماتھے پر تلک اور ڈمرو ہاتھ میں لئے میں بھی مولانا صاحب کے ساتھ ہو لیا اور ہم لوگ بھورا رسول پور پہنچے، مولانا صاحب نے بتایا کہ اس علاقہ کے لوگ اسلام کو جانتے نہیں تھے، ان کو ایمان کی قدر و قیمت معلوم نہیں تھی، اس لئے ۱۹۴۷ء میں فسادات سے گھبرا کر یہ مرتد (ہندو) ہو گئے تھے، چھوٹے بچے کے ہاتھ میں ہیرا ہو اس کو ہیرے کی قیمت کیا معلوم اب اگر اس کو کوئی ذرا دھمکا دے، تو وہ ہیرا دے دیگا کہ یہ پتھر ہے، اگر وہ ہیرا جوہری کے ہاتھ میں ہو تو جان دے دیگا مگر ہیرا نہیں دیگا، اب ہم لوگ ان کو ایمان کی ضرورت اور قیمت بتا کر دوبارہ اسلام میں لانے کی کوشش میں ہیں، بھورا گاؤں میں ایک مسجد تھی بالکل ویران، مولانا صاحب نے بتایا کہ یہاں اب صرف ایک گوجر گھر مسلمان ہے، حالانکہ ۱۹۴۷ء سے پہلے یہ پورا گاؤں مولا جاٹ مسلمانوں کا تھا، اب یہ مولا جاٹ ایسے سخت ہو گئے ہیں کہ چند سال پہلے یہاں ایک تبلیغی جماعت آئی تھی، مسجد میں قیام کیا یہ بیچارہ گوجر مسلمان ان کو لے کر مولا جاٹوں میں لے گیا، بس گاؤں میں فساد ہو گیا ان مرتدوں نے عدالت میں مقدمہ کر دیا کہ شر پھیلانے کے لئے یہ ہمارے یہاں ملاؤں کو لے کر آیا ہے، مقدمہ چلا اور اس بیچارے گوجر کو ایک گشت کی رہبری کی قیمت مقدمہ میں تقریباً تیس ہزار روپے لگا کر چکانی پڑی، اترکاشی کے زلزلہ کے جھٹکے یہاں تک آئے تھے، لوگوں کے دل ذرا ڈرے ہوئے اور نرم تھے، مولانا صاحب نے مسجد کے امام صاحب سے کہا کہ کوشش کرو، کچھ ذمہ دار لوگوں کو مسجد میں بلا لاؤ، کچھ مشورہ کرنا ہے، کم از کم کسی بہانے لوگ اللہ کے گھر میں آجائیں گے، امام صاحب نے کہا بھی کہ یہ لوگ مسجد میں نہیں آئیں گے، مگر مولانا صاحب نے کہا کوشش کریں، اگر آگئے تو اچھا ہے ورنہ پردھان کے گھر میں لوگوں کو بلائیں گے، خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ لوگ مسجد میں آگئے، میں نے مولانا صاحب سے پہلے کچھ کہنے کی خواہش ظاہر کی، مولانا صاحب نے اجازت دے

دی، میں نے لوگوں سے اپنا پریچے (تعارف) کرایا کہ میں ورنگل کے بہت بڑے تاجر کا بیٹا ہوں، ایم ایس سی کرنے کے بعد پی ایچ ڈی مکمل کرنے والا تھا کہ گھر والوں نے شادی کے لئے دباؤ دیا، میں دنیا کے جھمیلوں سے بچ کر ہردوار آ گیا، ایک کے بعد ایک تقریباً ہر آشرم کو دیکھا بعد میں رشی کیش رہا وہاں بھی بہت سے آشرموں میں رہا، تیرہ سال وہاں تپسیا (مجاہدے) کرتا رہا ۱۳ سال میں مجھے اس ہندو دھرم کے مرکز میں اس کے علاوہ کچھ نہ ملا کہ لوگ مجھے شاستری جی کہنے لگے، اس کے علاوہ شانتی جس کا نام ہے اس کا کہیں پتہ نہیں لگا، مالک کی مہربانی ہوئی مولانا صاحب کے ساتھ بڑوت سے پھلت تک کا سفر کیا، سچی بات کہتا ہوں جو شانتی مجھے ڈیڑھ گھنٹہ اسلام کی باتیں سن کر بڑوت سے پھلت تک مولانا صاحب کے ساتھ سفر کر کے اور کلمہ پڑھ کے ملی وہ ۱۳ سالوں میں مجھے نہیں ملی، میرے بھائیو! ایسے شانتی اور سچے دھرم کو چھوڑ کر اس بے چینی میں آپ کیوں واپس جا رہے ہیں، یہ کہتے ہوئے مجھ سے رہا نہ گیا اور میری ہچکیاں بندھ گئیں، میری اس سچی اور درد بھری بات کا وہاں کے لوگوں پر بڑا اثر ہوا اور وہاں کے لوگوں نے اسلامی اسکول قائم کرنے کے لئے آمادگی ظاہر کی، بلکہ اس کے لئے چندہ بھی دیا، اس میں سب سے زیادہ دلچسپی گاؤں کے پردھان کرن سنگھ نے دکھائی جو سب سے زیادہ اسلام کا مخالف تھا، مولانا صاحب بہت خوش ہوئے اور مجھے مبارکباد دی اور کہنے لگے آپ کا اسلام انشاء اللہ نہ جانے کتنے لوگوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنے گا۔

سوال: اس کے بعد آپ کہاں رہے؟

جواب: مولانا صاحب کے ساتھ پھلت واپس آئے، کپڑے اتارے، چوٹی کٹوائی، خط بنوایا اور حلیہ ٹھیک کرا کے مولانا صاحب نے مجھے جماعت میں چلہ لگانے کے لئے بھیج دیا، ہمارا چلہ متھرا کے علاقے میں لگا مجھے اپنے اسلام کی بہت خوشی تھی بار بار میں شکرانے کی

نماز پڑھتا تھا، میرے اللہ نے میری مراد پوری کی مگر جب میں ہندؤوں کو دیکھتا کہ بیچارے راستہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے کفر اور شرک کے لئے کیسی قربانیاں دے رہے ہیں، تو مجھے خیال ہوتا کہ یہ تو مسلمان کا ظلم ہے کتنے لوگ روز کفر و شرک پر مر کر ہمیشہ کی دوزخ کا ایندھن بن رہے ہیں، پیارے نبی ﷺ نے تو یہ کام پورے مسلمانوں کے ذمہ سونپا تھا، میں اس سلسلہ میں بہت سوچنے لگا اور میری خوشی ایک طرح غم کی طرف لوٹ آئی اس غم میں گھلتا تھا کہ کس طرح لوگوں تک حق پہنچے میں نے متھرا مرکز سے حضرت مولانا علی میاں کا پتہ لیا اور ان کے نام اپنے اس حال کے لئے خط لکھا وہ خط آپ نے ارمغان دعوت میں پڑھا ہوگا (وہ خط قارئین ارمغان کے لئے ذیل میں دیا جا رہا ہے) آدرنیہ جناب مولانا علی میاں صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آپ کو یہ معلوم ہو کر آشچریہ ہوگا کہ میں آپ کا نیا سیوک ہوں، .... کے ساتھ سفر کیا اور وہاں سفر کی جماعت میں جا رہا ہوں وہاں سے آ کر ہریدوار میں کام کرنے کا ارادہ ہے وہاں پر شانتی کی تلاش میں آئے مجھ جیسے کتنے لوگ بھٹک رہے ہیں، آپ میرے لئے دعا کریں، ایک پرشن غلطی کی معافی کے ساتھ آپ سے کرتا ہوں جو لوگ اسلام کی دعوت نہ دینے کی وجہ سے اسلام سے دور رہ کر دنیا سے چلے گئے اور سدا کے نرک کے ایندھن بن گئے ان کی ذمہ داری کس پر ہوگی آپ سے دعا کی امید ہے۔ آپ کا سیوک عبدالرحمن (انل راؤ شاستری)

سوال: جماعت سے آنے کے بعد آپ نے کیا مشغلہ اختیار کیا؟

جواب: میں نے جماعت میں ارادہ کیا تھا کہ میں ہریدوار اور رشی کیش جا کر دعوت کا کام کروں گا، کتنی بڑی تعداد میں حق کے متلاشی ہندو بھائی راہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے وہاں بھٹک رہے ہیں بلکہ اب تو بڑی تعداد انگریزوں اور یہودیوں کی بھی وہاں رہنے لگی ہے

مجھے ایسے بھٹکے لوگوں کو راستہ دکھانا ہے، میں جماعت سے واپس آیا تو مولانا صاحب نے مجھ سے کہا، آپ کا میدان تو ہردوار اور رشی کیش ہی ہے مگر پہلے اپنے گھر والوں کا حق ہے، آپ ایک آدھ سال وارنگل جا کر رہیں میں ورنگل گیا وہاں جا کر معلوم ہوا کہ میرے والد اور والدہ کا انتقال ہو گیا ہے، وہ آخر تک مجھے یاد کرتے رہے اور تڑپتے رہے، ابھی تک مجھے غیر متعلق ہندوؤں کے کفر و شرک پر مرنے کا غم سوار تھا، مگر اب میری ماں جس نے مجھے جنم دیا جس نے اپنے خون سے بنا دودھ پلایا، جس نے میرا پیشاب پاخانہ صاف کیا، میرے پیارے والد جو مجھے اپنی آنکھوں کا تارا سمجھ کر پالتے، پوستے رہے، میرے گھر سے جانے کے بعد پانچ چھ سال تک سارے دیش میں مجھے تلاش کرتے رہے اور روتے پھرتے رہے، میرے ایسے محسن ماں باپ ایمان سے محروم کفر و شرک پر مر گئے اور وہ دوزخ میں جل رہے ہوں گے، بس یہ خیال میرے سینے کا ایسا زخم ہے" میرے بھائی احمد شاید آپ اس درد کو نہیں سمجھ سکتے یہ ایک زخم ہے جس کا کوئی مرہم نہیں اور ایسا درد ہے جس کوئی دوا نہیں اور جب میں سوچتا ہوں کہ مسلمانوں نے ان کو ایمان نہیں پہنچایا تو میں سوچ ہوں کہ ایسے ظالموں کو کیسے مسلمان کہوں؟ یہ بات بھی ہے کہ بھٹکے کو مسلمان نے ہی راستہ دکھایا، مگر شاید میرے لئے میرے ایمان سے زیادہ ضروری میرے ماں باپ کا ایمان ہے، جب کہ وہ اسلام سے بہت قریب تھے، اپنے گھر میں مسلمان ملازم رکھتے تھے، ڈرائیور ہمیشہ مسلمان رکھتے تھے بیڑی کی فیکٹری میں سارے کام کرنے والے مسلمان تھے، ہندو دھرم میں ان کو ذرا بھی یقین نہ تھا، وہ کہا کرتے تھے کہ میں تو پہلے جنم میں مسلمان ہی رہا ہوں گا، اس لئے مجھے صرف اسلام کی باتیں بھاتی ہیں، ایک روز وہ اپنے ڈرائیور سے کہنے لگے، کسی بڑے کرم کی وجہ سے میں اس جنم میں ہندو پیدا ہو گیا، اگلے جنم میں امید ہے کہ میں مسلمان پیدا ہوں گا، احمد بھائی میں بیان نہیں کر سکتا کہ اس غم میں کس

قدر گھلتا ہوں اور مجھے کبھی کبھی مسلمانوں پر حد درجہ غصہ بھی آتا ہے، میرے بھائی کاش میں پیدا نہ ہوتا، (روتے ہوئے) آپ ذرا تصور کریں اس بیٹے کا غم اور زندگی کا دکھ جس کو یقین ہو کہ اس کے پیارے مشفق و محسن ماں باپ دوزخ میں جل رہے ہوں گے۔ (بہت دیر تک روتے ہوئے)

سوال: کیا خبر اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان عطا کردیا ہو، جب وہ ایمان کے اس قدر قریب تھے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے ان کو کلمہ پڑھوا دیا ہو، ایسے بھی واقعات ملتے ہیں۔

جواب: ہاں میرے بھائی کاش یہ بات سچ ہو، جھوٹی تسلی کے لئے میں اپنے دل کو یہ بھی سمجھاتا ہوں، مگر ظاہر ہے کہ یہ صرف تسلی ہے۔

سوال: باقی رشتہ داروں کی تو آپ فکر کرتے، آپ نے ان پر کچھ دعوتی کام کیا؟

جواب: الحمد للہ میرے بڑے بھائی، بھابھی اور دو بچوں کے ساتھ مسلمان ہو گئے تھے، والد کے انتقال کے بعد کاروبار پر بہت برا اثر پڑا، فیکٹری بند ہو گئی انھوں نے گھر بیچ کر اب کلبرگہ میں مکان خریدا ہے اور کاروبار شروع کیا ہے۔

سوال: آپ کی شادی کا کیا ہوا؟

جواب: میری طبیعت ذمہ داری سے گھبراتی ہے، اس لئے اندر سے دل شادی کے لئے آمادہ نہیں تھا، مجھ جیسے معذور کے لئے شاید شریعت میں گنجائش بھی ہوتی، مگر مولانا صاحب نے نکاح کے سنت ہونے اور اس کے فضائل کچھ اس طرح بیان کئے کہ مجھے اس میں عافیت معلوم ہوئی، میں نے ایک غریب لڑکی سے شادی کرلی ہے، الحمد للہ وہ بہت نیک سیرت اور حد درجہ خدمت گذار ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو بچے ایک لڑکا اور ایک لڑکی عطا فرمائے ہیں۔

سوال: ہردوار رشی کیش میں کام کے ارادہ کا کیا ہوا؟

جواب: والد اور والدہ کے کفر و شرک پر مرنے کے غم نے مجھے نڈھال کر دیا تھا، ایک زمانہ تک میرے ہوش و حواس ختم ہو گئے تھے، نیم پاگل جنگلوں میں رہنے لگا، بھائی صاحب مجھے پکڑ کر لائے، علاج وغیرہ کرایا کئی سال میں جا کر طبیعت بحال ہوئی، تین سال پہلے میں رشی کیش گیا، ستیہ پرکاش آشرم پہنچا، سوامی نیتا نند جی سے ملا، کچھ کتابیں میرے پاس تھیں، مولانا صاحب کی " آپ کی امانت آپ کی سیوا میں" ان کو بہت بھائی، وہ بہت بیمار تھے ان کے (غدود) میں کینسر ہو گیا تھا، ایک روز انھوں نے مجھے تنہائی میں بلایا اور مجھ سے کہا کہ میرے دل میں بھی یہ بات آتی ہے کہ اسلام سچا مذہب ہے مگر اس ماحول میں میرے لئے اس کو قبول کرنا سخت مشکل ہے، میں نے ان کو بہت سمجھایا کہ آپ اتنے پڑھے لکھے آدمی ہیں، اپنے دھرم کو ماننے کا ہر انسان کو پورے سنسار کے لوگوں کے سامنے قانونی حق ہے، آپ کھل کر اعلان کریں، مگر وہ ڈرتے رہے بار بار مجھ سے اسلام پر یقین کا ذکر کرتے، میں نے ان کو قرآن شریف ہندی ترجمے کے ساتھ لا کر دیا، وہ ماتھے اور آنکھوں سے لگا کر اس کو روز پڑھتے تھے، ان کی بیماری بڑھتی رہی، میں نے اس خیال سے کہ کفر پر مرنے سے بچ جائیں ان سے کہا کہ آپ سچے دل سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں، چاہے لوگوں سے اعلان نہ کریں، دلوں کا بھید جاننے والا تو دیکھتا اور سنتا ہے، وہ اس پر راضی ہو گئے، میں نے ان کو کلمہ پڑھوایا اور ان کا نام محمد عثمان رکھا، موت سے ایک روز پہلے انھوں نے آشرم کے لوگوں کو بلایا اور ان سے اپنے مسلمان ہونے کا کھل کر اعلان کیا اور کہا کہ مجھے جلایا نہ جائے، بلکہ اسلام کے طریقہ پر دفنایا جائے، لوگوں نے اسلام کے طریقے پر تو نہیں بلکہ ہندوؤں کے طریقہ پر ان کو بٹھا کر سمادھی بنا دیا، اللہ کا شکر ہے کہ وہ یہاں کی آگ سے بھی بچ گئے، ان کے مسلمان ہونے پر رشی کیش میں بہت سے لوگ میرے مخالف ہو گئے، مجھے وہاں رہنے میں خطرہ محسوس ہونے لگا، میں نے پھلت آ کر

پورے حالات بتائے، مولانا صاحب نے میرا حوصلہ بڑھایا کہ داعی کو ڈرنا نہیں چاہئے، قرآن کا ارشاد ہے: الذین یبلغون رسالات اللہ ویخشونہ ولا یخشون احداً الا اللہ و کفی باللہ حسیبا (جو لوگ اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں، وہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور ان کے حساب کے لئے اللہ کافی ہے)

اللہ کی مدد ہمیشہ داعیوں کے ساتھ رہی ہے، کچھ روز گھبر کر رہ کر میں نے پھر رشی کیش کا سفر کیا، ہمارے آشرم کے کئی ذمہ دار اب میرے اور اسلام کے بہت قریب ہیں اور دوسرے آشرموں میں بھی لوگ مانوس ہو رہے ہیں، شانتی کنج کے تو بہت سے لوگ اسلام کو پڑھ رہے ہیں، امید ہے کہ دعوت کی فضا ضرور بنے گی، اب کافی لوگ میری باتیں محبت سے سنتے ہیں، میرا ارادہ مستقل وہیں رہ کر کام کرنے کا ہے، اللہ تعالیٰ مجھے ہمت عطا فرمائے۔

سوال: بہت بہت شکریہ، عبدالرحمن صاحب، آپ سے بہت سی باتیں قارئین ارمغان کے حوالے سے ہو گئیں، آپ ان کو کچھ پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: بس مسلمان بھائیوں سے تو میری درخواست یہی ہے کہ ہم جیسے دکھیاروں کے کو سمجھیں، جن کو اللہ نے ہدایت دی، مگر ان کے ماں باپ دوزخ میں جل رہے ہیں، ذرا گہرائی سے اس غم کو سمجھنے کی کوشش کریں اور نبی اکرم ﷺ نے جو ذمہ داری ہم مسلمانوں کے ذمہ سپرد کی ہے اس کے لئے فکر کریں۔

سوال: واقعی آپ کی بات سچ ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس درد کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جواب: آمین

سوال: جزاکم اللہ خیراً، السلام علیکم

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، ستمبر ۲۰۰۶ء

۱۰ دو بھائیوں کا قبول اسلام اور زیارت نبی ﷺ

جناب نور محمد {رام پھل} سے ایک ملاقات

اسلام قبول کرنے سے پہلے میری ماں سے میری نہیں بنتی تھی، وہ میری اس خدمت سے مجھ سے بہت متاثر ہوئی اور ان کے دل میں خیال آیا کہ مسلمان ہو کر بیٹا ایسا ہو گیا ہے، میں نے موقع دیکھ کر ان سے مسلمان ہونے کو کہا وہ تیار ہو گئیں، میں نے ان کو کلمہ پڑھایا اور ان کا نام فاطمہ رکھا۔

مولانا احمد اواہ ندوی

احمد اواہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

نور محمد: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

سوال: نور محمد صاحب ہمارے یہاں سے ایک اردو میگزین ارمغان کے نام سے نکلتا ہے، مجھے اس کے لئے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں، تا کہ وہ باتیں اس رسالہ میں آئیں اور لوگوں کو ان سے فائدہ ہو۔

جواب: احمد بھیا! محمد بھائی سے آپ ایسی کیا باتیں کریں گے، جن سے لوگوں کو فائدہ ہو،

سوال: آپ کو اللہ تعالی نے ایسے زمانہ میں اپنے فضل سے ہدایت دی ہے آپ کی زندگی میں اللہ کی کریمی کا نمونہ ہے۔

جواب: ہاں بھیا اس میں کیا شک ہے کہ میرے اللہ نے مجھے ہدایت دی، (روتے ہوئے) میں ہرگز ہرگز اس لائق نہیں تھا، اگر میرے روئیں روئیں میں ایک جان ہو اور اللہ کے شکر میں اس کو قربان کر دوں پھر بھی شکر ادا نہیں ہو سکتا کہ جان اور رواں بھی اس کی نیامت (نعمت) ہے۔

سوال: آپ اپنا تعارف کرائیے، یعنی اپنا پریچے دیجئے؟

جواب: میرا پرانا نام رام پھل ہے، میں میرٹھ ضلع کے ایک گاؤں دادری کے گوجر گھرانے میں پیدا ہوا، پتاجی ایک چھوٹے کسان تھے، تقریباً ۲۵ سال ہوئے، ان کا دیہانت (انتقال) ہوگیا تھا، مجھے میرے اللہ نے تیرہ چودہ سال پہلے ہدایت دی، میں نے پھلت آکر آپ کے والد صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور میری مرضی سے انھوں نے میرے بڑے بھائی کے نام پر میرا نام نور محمد رکھا۔

سوال: آپ کے بڑے بھائی بھی مسلمان ہوگئے تھے؟

جواب: جی ہاں اصل میں مسلمان وہی ہوئے تھے اور مجھے ان کے صدقے میں ہدایت ملی

سوال: ذرا تفصیل سے اپنے قبول اسلام کا واقعہ سنائیے؟

جواب: میرے ایک بڑے بھائی جے پال تھے، وہ کھتولی میں میرٹھ والے لالاؤں کے یہاں ملازم تھے، ان کے یہاں کولھو کریشر کا بڑا کاروبار تھا، بھائی صاحب بڑے مذہبی سجن اور رحم دل آدمی تھے، کسی دکھی آدمی کو دیکھ نہیں سکتے تھے، کسی زخمی جانور کو دیکھ کر وہ بہت پریشان ہوجاتے، بڑے بھاوک (جذباتی) سے آدمی تھے، پھولوں، پودوں کو دیکھتے تو مچل جاتے، ستاروں کو دیکھتے تو بے تاب ہوجاتے، اٹھ کر بیٹھ جاتے، ساری ساری رات مالک کی تعریف کرتے رہتے تھے، ان کے کارخانہ کے پاس میں پھلت کے دو لوگوں کی دوکان تھی، جو فرنیچر وغیرہ بناتے تھے، ان کی دوکان پر آپ کے ابی (مولانا کلیم صاحب) کبھی کبھی آیا کرتے تھے، بھائی صاحب بھی ان سے ملتے دو چار لوگ جمع ہوجاتے، تو مولانا صاحب دین کی باتیں کرتے، میرے بھائی بھی بیچ بیٹھتے ان کو توجہ سے سنتے اسلام کی باتیں ان کے دل کو بہت بھاتیں، مولانا صاحب بتاتے ہیں کہ ان کو خیال ہی نہ تھا کہ یہ شخص ہندو ہے، اگست کے مہینہ میں کھتولی میں چھڑیوں کا میلہ لگتا تھا

۱۹۹۰ء میں میلہ لگ رہا تھا، مولانا صاحب بتاتے ہیں کہ میں سڑک سے جارہا تھا تو تسلیم الدین نے تیز آکر مجھے سلام کیا اور کہا کہ دادری کا ایک گوجر میرٹھ والوں کے کارخانہ میں رہتا ہے، وہ آپ سے ملاقات کے لئے تڑپ رہا ہے، آپ پانچ منٹ اس سے مل لیں، مولانا صاحب آکر دوکان پر بیٹھے اور اندر کارخانہ سے ہمارے بھائی کو بلا لائے، بھائی صاحب نے مولانا صاحب سے کہا کہ مولانا صاحب میں نے ایک سپنا دیکھا، دیکھا کہ ایک بہت خوبصورت سنہرا راتھ (رتھ) ہے جیسے سونے کا ہو، اس پر بہت سارے حضرات یعنی مولانا لوگ بیٹھے ہیں اور آپ اس رتھ کو چلا رہے ہیں، سامنے ایک بڑا محل ہے، بہت خوبصورت جس پر ہیرے جڑے ہوئے ہیں، قمقمے سجے ہوئے ہیں، اس کے آٹھ دروازے ہیں، لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ سورگ ہے، میں نے یہ سنا تو میں بھی رتھ میں لٹکنے لگا مگر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر اتار دیا کہ تو ہندو ہے، تو اس حال میں سورگ میں نہیں جاسکتا، آپ سب لوگ سورگ میں چلے گئے اور میں روتا ہوا کھڑا رہ گیا، یہ کہہ کر بھائی صاحب مولانا صاحب سے چمٹ گئے اور خوب روئے، مولانا صاحب آپ نے مجھے سورگ میں جانے کیوں نہیں دیا، آپ کا کیا بگڑ جاتا؟ مولانا صاحب نے ان کو تسلی بھی دی اور کہا کہ بھائی مجھے تو اس خواب کا پتہ بھی نہیں، مجھے کسی کو سورگ سے روکنے کا حق بھی نہیں اصل میں سورگ سے آپ کو اس نے روکا جو سورگ کا مالک ہے، اس کا قانون یہ ہے کہ اس نے صرف ایمان والوں اور مسلمانوں کے لئے سورگ بنائی ہے، سچی بات یہ ہے کہ جو انسان ایمان نہ لائے اور مسلمان نہ ہو، اس کو تو اس دنیا میں رہنے کا حق ہی نہیں ہے، اس کی سنسار کی پیشگتی ہی نہیں، غیر ایمان والا باغی اور غدار کی طرح دنیا میں رہتا ہے، اس دنیا کا مالک ایک اکیلا خدا ہے اور اس نے اپنی دنیا کے لوگوں کے لئے ایک قانون اسلام اپنے سچے نبی ﷺ کے واسطے سے بھیجا ہے، جو آدمی اس اکیلے مالک کو نہ مانے اور اس کے

بنائے ہوئے قانون اسلام کو نہ مانے وہ تو اللہ کا باغی اور غدار ہے، اس کو اس دنیا میں رہنے کا حق حاصل نہیں، پھر وہ سورگ میں کیسے جاسکتا ہے اگر آپ کو سورگ میں جانا ہے تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیے، آج تو خواب دیکھ کر اتنا پچھتا رہے ہو موت کا کچھ پتہ نہیں کب آجائے، موت کے بعد اگر خدا نخواستہ آپ مسلمان نہ ہوئے تو یہ خواب حقیقت بن جائے گا اور پھر یہاں لوٹ کر بھی نہیں آسکتے، بھائی صاحب نے کہا کہ دادری جیسے گاؤں میں آج کے فسادات کے دور میں اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو میرے گھر کے لوگ مجھے مار ڈالیں گے، مولانا صاحب نے کہا، مار ڈالیں گے تو آپ شہید ہو جائیں گے اور بھی جلدی جنت میں جائیں گے، بھائی صاحب نے کہا اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو مجھے گھر چھوڑنا پڑے گا، پھر میں کہاں رہوں گا؟ مولانا صاحب نے کہا کہ آپ پھلت آجائیے اور ہمارے یہاں رہیے، بھائی صاحب نے کہا کہ میں دو چار روز میں گھر والوں سے کہہ کر آؤں گا، مولانا صاحب بتاتے ہیں کہ ملاقات کر کے وہ پھلت چلے آئے، خیال تھا کہ دو چار روز میں جے پال بھائی پھلت آئیں گے، مگر وہ نہیں آئے، نومبر کے آخر میں ایک روز مولانا صاحب ظہر کی نماز کے لئے نکلے، تو دیکھا جے پال بھائی صاحب باہر بیٹھے ہیں، کچھ پھل وغیرہ لے کر آئے ہیں، مولانا صاحب سے گلے ملے اور بولے مولانا صاحب! آپ سوچتے ہوں گے دھوکہ دے گیا، اصل میں میرے نام کچھ زمین تھی میری ایک ماں ہے میں نے سوچا کہ ماں کی سیوا بھی ان کا حق ہے، میں یہاں سے چلا جاؤں گا ان کی سیوا کا کیا ہوگا؟ میں نے اپنے بھتیجے کو بلایا اور اس کو قسم دی اور اس سے وعدہ لیا کہ میں اپنی ساری زمین تیرے نام کرتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ تو میری ماں یعنی اپنی دادی کی دل سے سیوا کرے گا، وہ راضی ہو گیا، زمین اور گھر کا حصہ اس کے نام کرانے میں اتنا وقت لگ گیا، اب میں آگیا ہوں مجھے مسلمان ہونے کے لئے کیا کرنا ہے؟ مولانا صاحب ان

اپنے ساتھ مسجد میں لے گئے اور ان کو غسل کا طریقہ بتا کر مسجد کے غسل خانہ میں نہانے کے لئے کہا پھلت میں ایک عرب جماعت آئی ہوئی تھی جماعت سے دو چار منٹ پہلے مولانا صاحب ان کو مسجد کے اندر والے حصہ میں لے گئے اور جا کر کلمہ پڑھوایا، مسجد کے صحن میں، دھوپ میں جماعت کے لوگ بیٹھے تھے سب دیکھنے لگے کہ اجنبی کو اندر کیوں لیجا رہے ہیں؟ جماعت کھڑی ہو گئی، مولانا صاحب نے بھائی صاحب کا نام نور محمد رکھا، اپنے برابر میں جماعت میں کھڑا کر لیا، کسی طرح نماز پڑھی نماز پڑھ کر گھر آئے کھانا وغیرہ کھایا، عصر کی نماز میں پھر مسجد گئے، نماز میں عرب لوگوں کو دیکھا، وہ بھائی صاحب کو بہت اچھے لگے، بھائی صاحب رات کو ان کے ساتھ رہے، اگلے روز اتوار کا دن تھا جماعت میرٹھ جانے والی تھی، بھائی صاحب نے مولانا صاحب سے کہا کہ میرا دل اس جماعت کے ساتھ جانے کو چاہ رہا ہے، مولانا صاحب نے امیر صاحب سے جو گجرات کے رہنے والے تھے بھائی صاحب کا تعارف کرایا اور ان کی خواہش کا ذکر کیا، امیر صاحب نے خوشی کا اظہار کیا اور بہت اصرار کے باوجود مولانا صاحب سے خرچ وغیرہ بھی نہیں لیا، جماعت میرٹھ چلی گئی، تین چار روز کے بعد مولانا صاحب نے بھائی صاحب کی خبر لینے کے لئے ایک حافظ صاحب کو میرٹھ بھیجا تو معلوم ہوا کہ جماعت میرٹھ پہنچی پیر کے روز صبح فجر کے بعد مذاکرہ اور نماز وغیرہ یاد کرانے کے لئے نور محمد کو تلاش کیا گیا تو کسی نے بتایا کہ آج شاید انھوں نے فجر کی نماز بھی نہیں پڑھی، وہ اندر تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے، تلاش کے لئے ایک ساتھی اندر مسجد میں گئے، تو دیکھا کہ سہ دری کے برابر میں ایک الگ حصہ ہے اس میں سجدہ میں پڑے ہیں، ساتھی نے آواز دی مگر انھوں نے نہیں سنی، خیال کیا کہ سجدہ میں نیند آ گئی ہے مگر ہلایا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ ہمیشہ کے لئے آغوش رحمت میں سو چکے ہیں، کل نو نمازیں فرض اور ایک تہجد انھوں نے پڑھی، جو ستا اس موت کی تمنا کرتا، ظہر کی نماز میں ان کو میرٹھ

میں دفن کردیا گیا،

سوال: ہاں ہاں یہ واقعہ ابی اکثر سنایا کرتے ہیں، وہ آپ کے بھائی کا واقعہ ہے؟ آپ اپنے اسلام کی بات بتائیے؟

جواب: بھیا! اصل میں ہم لوگوں کا اسلام تو بھائی صاحب کے ایمان کا صدقہ ہے ایک زمانہ تک ہمیں معلوم نہیں ہوسکا کہ ان کا انتقال ہوگیا ہے، مگر وہ میرے لڑکے کے سپنے میں بہت آتے تھے، زیادہ تر اسلامی لباس میں ٹوپی، کرتے اور ڈاڑھی کے ساتھ ایک بار میرے بیٹے کو خواب دکھائی دیا، بھائی صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ بیٹا میں نے ساری زمین جائیداد تیرے نام کی ہے، تو میرا ایک کام کردے، ایک درجن کیلے لے کر پھلت میں بڑے مولانا صاحب کے پاس پہنچادے، وہ صبح کو اٹھا اور کھتولی سے کیلے خریدے اور پھلت گیا، مسجد کے ملاجی اس کو آپ کے گھر لے کر گئے مولانا صاحب لکھنؤ گئے ہوئے تھے، وہ کیلے مولانا صاحب کے بہنوئی کو دے آیا کہ مولانا صاحب سے کہنا کہ دادری والے جے پال نے یہ کیلے بھیجے ہیں، ایک بار اس کو خواب میں آکر مولانا صاحب کو ایک کلو مٹھائی پھلت جا کر دینے کو کہا، وہ مٹھائی لے کر گیا، مولانا صاحب کہتے ہیں کہ اللہ کے لئے محبت یہ ہے کہ مرنے کے بعد بھی باقی رہتی ہے، بھائی نور محمد مرنے کے بعد جنت سے بھی تحفے بھیج رہے ہیں، ایک ہمارے گاؤں میں جھگڑا ہوگیا ایک بڑے اور طاقت ور آدمی نے کچھ غریبوں اور کمزوروں پر بہت ظلم کیا، میرا دل بہت دکھا ہوا تھا، رات کو دیر تک نیند نہیں آئی، من من میں مالک سے شکایت کرتا رہا کہ مالک جب سب کچھ دیکھتا ہے، تو اتیاچار کیوں ہوا، دیر رات کو نیند آئی، سپنا دیکھا لوگوں کی بھیڑ ایک طرف کو جارہی تھی، میں نے معلوم کیا کہ یہ بھیڑ کہاں جارہی ہے، اچانک بھائی صاحب کو دیکھا، انھوں نے کہا یہ بھیڑ پھلت جارہی ہے، مسلمان ہونے اور مسلمان ہوکر سورگ میں جانے، رام پھل جلدی

کرو ورنہ تو پیچھے رہ جائے گا، جلدی جا جلدی، پھلت جا کر مولانا صاحب سے کہنا کہ مجھے مسلمان بنا دو، تا کہ میں بھی سورگ میں چلا جاؤں، میں تو اپنے مالک کے کرم سے سورگ میں آ گیا ہوں، آنکھ کھل گئی سپنے مجھے بہت کم دکھائی دیتے ہیں، مگر اس سپنے نے مجھے بے چین کر دیا، صبح ہوئی تو میں پھلت پہنچا، بڑی مسجد گیا، ملاجی صاحب مجھے مولانا صاحب کے یہاں لے گئے مولانا صاحب کہیں گئے ہوئے تھے، معلوم ہوا کہ رات میں آجائیں گے، رات تک انتظار کیا، مگر مولانا صاحب نہ آسکے صبح کو سو کر اٹھا تو معلوم ہوا کہ مولانا صاحب رات ڈیڑھ بجے آئے ہیں، پیر کا دن تھا مولانا صاحب کا پھلت رہنے کا دن تھا، صبح سے لوگ آنا شروع ہو گئے، مولانا صاحب سے ملاقات کر کے جاتے رہے میرا نمبر دیر میں آیا نو بجے میری ملاقات ہوئی میں نے معلوم کیا کہ آپ جے پال جی دادری والوں کو جانتے ہیں، انھوں نے کہا خوب، وہ میرے پاس آئے تھے اور ان کے اسلام کا پورا واقعہ بتایا، میں نے اپنا خواب سنایا، مولانا صاحب نے مجھے مبارکباد دی اور بتایا کہ آج ہی رات میں انھوں نے بھی خواب دیکھا کہ نور محمد بہت اچھے لباس میں ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ میرا چھوٹا بھائی رام پھل آ رہا ہے، اس کو مسلمان ہوئے بغیر جانے مت دیجئے، مولانا صاحب نے میرا نام معلوم کیا اور کہا آپ نور محمد کے چھوٹے بھائی رام پھل ہیں؟ مولانا صاحب سے بغیر بتائے نام سن کر مجھے اپنے خواب کے اور سچا ہونے کا یقین ہو گیا، میں نے مولانا صاحب سے خود بھی مسلمان ہونے کو کہا مولانا صاحب نے مجھے کلمہ پڑھوایا اور مجھ سے کہا کہ اگر آپ اسلامی نام رکھنا چاہیں تو نام بدل سکتے ہیں، نام بدلنا کوئی ضروری نہیں، اصل میں دل کا بدلنا ضروری ہے، میں نے کہا کہ آپ میرا نام ضرور رکھ دیں اور اچھا ہے کہ جو نام لے کر میرے بڑے بھائی سورگ میں گئے ہیں، میرا نام بھی وہی رکھ دیں، کیا میرا نام نور محمد رکھا جا سکتا ہے؟ مولانا صاحب نے کہا کوئی حرج نہیں اور میرا نام نور محمد رکھ

دیا، ایک روز رہ کر میں اپنے گھر دادری چلا آیا، میں نے اگلے روز اپنی بیوی سے پورا حال بتایا وہ بہت ناراض ہوئی اور اس نے میرے خاندان والوں کو بتا دیا میرے چچا گاؤں کے پردھان تھے، گاؤں میں پنچایت ہوئی، کئی لوگوں نے کہا کہ اس کا منھ کالا کر کے گدھے پر بٹھا کر جلوس نکالو، کسی نے کہا اس کو گولی مار دو، یہ کافر ہو گیا، ہمارے گاؤں کے ایک ریٹائرڈ پرنسپل بھی اس پنچایت میں تھے، انھوں نے کہا یہ زمانہ ترکوں (دلائل) کا ہے، آپ اس کو سمجھاؤ اور یہ ثابت کرو کہ یہ ہندو دھرم، اسلام سے اچھا ہے، زبردستی سے آپ اس کے دل کو نہیں بدل سکتے، اچھا ہے آپ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو، کیونکہ وہ بھی معزز آدمی تھے، ان کے سمجھانے سے پنچایت ختم ہوئی، میری ماں نے مجھے بہت سمجھایا، ان کا خیال تھا کہ پھلت والوں نے اس پر جادو کر دیا ہے، وہ اتار کے لئے مجھے پھلاؤدہ لے گئیں، چیرمین صاحب جو بڑے عامل سمجھے جاتے ہیں، ان کے پیروں میں پڑ گئیں کہ میرے بیٹے پر جادو کرا دیا گیا وہ کافر ہو گیا آپ کچھ پر دیا کرو، انھوں نے ماں کو تسلی دی، اس پر کوئی جادو نہیں مالک کی لہر ہے، آپ بھی پھلت والوں سے جا کر ملیں وہ بہت بھلے آدمی ہیں، وہ ہر دکھیارے کی مدد کرتے ہیں، وہاں سے ہم دونوں لوٹے میں نے ماں کو بہت سمجھایا کہ ماں آپ بھی مسلمان ہو جاؤ، سب سے زیادہ ہمارے چچا پردھان جی کو دکھ تھا، وہ کہتے تھے کہ رام پھل نے برادری میں منھ دکھانے لائق نہیں چھوڑا، عاجز آ کر انھوں نے ایک دن پورنما کے بہانے ایک دعوت کی، میں نے خواب میں آپ کے والد کو دیکھا مولانا صاحب مجھے کہہ رہے ہیں کہ پورنما کی دعوت میں کھیر کا جو پیالہ تمہارے سامنے ہے، اس میں زہر ہے، اسے مت کھانا، دعوت ہوئی تو میں نے خواب کا منظر سامنے پایا، میرے چاچا نے میرے آگے کھیر کا پیالہ رکھا میں نے روٹی کھانا شروع کی اور موقع پا کر وہ پیالہ چاچا کے سامنے کر دیا، ان کو پتہ نہیں لگا، دو تین چمچے انھوں نے کھائے ان کا حال بگڑ

گیا، الٹیاں شروع ہوگئیں فوراً ان کو میرٹھ لے کر گئے مگر وہ بچ نہ سکے اور ان کا دیہانت ہوگیا ان کے کریا کرم سے فارغ ہو کر میں پھلت آیا مولانا صاحب سے سارا قصہ سنایا اور معلوم کیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوگیا کہ اس کھیر میں زہر ملایا گیا ہے، مولانا صاحب نے کہا کہ غیب کی بات اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، اللہ اپنے بندوں کو بچاتے ہیں اور ایمان والے کو جس کسی سے محبت ہوتی ہے، اسکی صورت میں اپنے فرشتوں کو بھیج کر رہبری کرتے ہیں، اس کو مہربان رب کہتے ہیں، گھر جا کر میں نے اپنی ماں کو بھی سارا قصہ سنایا، میرے کافر (کافر) ہونے کے باوجود چاچا کی یہ دشمنی ان کو بہت بری لگی اور وہ اسلام سے قریب ہوگئیں، چاچا کے دونوں لڑکے اب میری جان کے دشمن ہوگئے اور میں نے روز روز کے جھگڑوں سے بچنے کے لئے گاؤں چھوڑ دیا، پھلت جا کر رہنے لگا، میرے گھر والے پھلت جا کر پیچھا کرتے تھے مگر ان کا کوئی بس وہاں نہیں چلتا تھا۔

سوال: آپ پھلت کتنے دن رہے؟

جواب: میں تین سال سے زیادہ پھلت رہا، وہاں نماز وغیرہ یاد کی، ذکر کرتا تھا اور آنے جانے والے مہمانوں کی خدمت کرتا تھا۔

سوال: سنا ہے آپ پھلت میں رہتے تھے، تو نماز میں بہت روتے تھے؟

جواب: بھیا میں کیا روتا تھا (روتے ہوئے) ایک گندے ناپاک قطرہ سے بنے انسان کو اتنے بڑے مالک کے سامنے جانا مل جائے اور اپنے پیارے اللہ سے ملاقات نصیب ہو جائے، تو رونا تو پڑے ہے، دارو غہ تھانے میں بلائے تو کیا حال ہو جاتا ہے، مالک کے سامنے جا کر کیا حال ہونا چاہئے، جہاں میں نے نیت باندھی میرے دل میں خیال آیا کہ یہ گندا نور محمد اور کہاں آپ کا دربار، مسجد میں جاتا ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ اپنے مالک کے، جو میرا محبوب بھی ہے قدموں میں سر رکھ رہا ہوں، مولانا صاحب نے مجھے نماز کے ساتھ نماز کا

ترجمہ بھی یاد کرایا تھا مجھے یہ خیال ہوتا تھا کہ نماز میں التحیات اور درود کیوں ہے؟ ایک روز مولانا صاحب نے بیان کیا کہ معراج میں ہمارے نبی کے صدقہ میں ہمیں اللہ سے ملاقات کا یہ موقع نصیب ہوا، اس لئے نماز کے آخر میں معراج کا وہ مکالمہ اور نبی پر درود پڑھ کر ہمارے نبی ﷺ کا احسان یاد کیا جاتا ہے، میرے دل کو یہ بات بہت لگی اب میرا دل التحیات اور درود شریف میں بہت بھر بھر آتا ہے، مجھے ایسا لگتا ہے کہ پیارے نبی ﷺ کی روح بھی مجھ سے خوش ہے۔

سوال: سنا ہے کہ آپ کو حضور اقدس ﷺ کی کافی زیارت ہوئی ہے؟ ایک آدھ خواب سنائیے۔

جواب: میں الحمد للہ درود اور التحیات بہت دل سے پڑھتا ہوں اور جب سے حضور اقدس ﷺ کی زیارت بھی مجھے خوب ہوئی ہے، سب سے پہلے جب مجھے حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ کے ابی جیسے ہیں، ذرا عمر کچھ زیادہ اور رنگ صاف ہے اور مجھ سے فرما رہے ہیں کہ جا اپنی ماں کو کلمہ پڑھوا دے، وہ تیار ہے اور تیرا انتظار کر رہی ہے میں نے صبح کو مولانا صاحب کو بتایا، مولانا صاحب نے مجھے گھر جانے کا مشورہ دیا، میری ماں بہت بیمار تھی میں نے ڈاکٹر کو لا کر دکھایا، میں ان کی خدمت کے لئے گھر رک گیا، میں بیٹا بھی ان کی بہت سیوا کرتا تھا، ان کو دستوں کا مرض ہو گیا تھا بار بار کپڑے خراب ہو جاتے تھے میں اپنے ہاتھوں سے اس کو نہلاتا اور کپڑے وغیرہ دھوتا، اسلام قبول کرنے سے پہلے میری ماں سے میری نہیں بنتی تھی، وہ میری اس خدمت سے مجھ سے بہت متاثر ہوئی اور ان کے دل میں خیال آیا کہ مسلمان ہو کر یہ ایسا ہو گیا ہے، میں نے موقع دیکھ کر ان سے مسلمان ہونے کو کہا، وہ تیار ہو گئی، میں نے ان کو کلمہ پڑھایا اور ان کا نام فاطمہ رکھا اللہ کا کرم ہے کہ وہ اچھی بھی ہو گئیں، گاؤں والوں کو میرا گاؤں میں آنا اچھا نہیں لگا، وہ

میرے ساتھ دشمنیاں کرتے رہے، کئی بار مجھ پر حملہ بھی ہوئے مگر اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے مجھے بچالیا، میں نے پھلت جا کر مشورہ کیا مولانا صاحب نے مجھے گاؤں چھوڑنے کو کہا، میں اپنی ماں کو لے کر میرٹھ میں ایک کمرہ کرایہ پر لے کر رہنے لگا، شروع میں کمرہ کرایہ پر لے لیا بعد میں مولانا صاحب نے مجھ سے کہا اسلام روزگار میں سب سے زیادہ تجارت کو پسند کرتا ہے، ہمارے نبی ﷺ نے بھی تجارت کی ہے، میں نے سبزی کی تجارت شروع کی، اس کے بعد مولانا صاحب نے لوہے کی تجارت میں نفع ہونے حدیث سنائی، تو میں نے کباڑے کی دوکان کر لی، میرا کام بہت اچھا چل گیا، میرا بیٹا بھی میرے یہاں آ کر مسلمان ہو گیا، گاؤں والوں کو میرا پتہ معلوم ہو گیا وہ میرٹھ میں بھی میرا پیچھا کرتے رہے، میرے چاچا کے بڑے بیٹے نے ایک بدمعاش کو دس ہزار روپے مجھے گولی مارنے کے لئے دیئے، میں نے خواب میں حضور ﷺ کی پھر زیارت کی کہ کل تمہیں مارنے کے لئے بدمعاش آئے گا، اس کا نام محمد علی ہے، وہ کالی پینٹ اور نیلی قمیص پہنے ہوگا، اس سے کہنا کہ محمد علی ہو کر ایک رام پھل کے نور محمد بننے پر مجھے مارنے آئے ہو، میں رات کو دوکان بند کر کے جانے والا تھا، وہ شخص آیا میں نے فوراً اس سے کہا کہ محمد علی ہو کر ایک رام پھل کے نور محمد بننے پر مارنے آئے ہو، وہ حیرت میں پڑ گیا، اس نے حیرت سے پوچھا، تمہیں میرا نام کس نے بتایا، میں نے کہا اس نے بتایا جو سارے سچوں کا سچا ہے، جس نے دنیا کو سچ سکھلایا ہے، میں نے اس کو رات کا خواب بتایا، اپنی قبول اسلام کی داستان سنائی، وہ چمٹ کر مجھ سے رونے لگا، میرے ہاتھ میں ریوالور دے کر کہنے لگا، ایسے پیارے نبی ﷺ کے نام کو بدنام کرنے والے محمد علی سے تم رام پھل کتنے اچھے ہو، ایسے کمینے کو زندہ رہنے کا حق نہیں، لو میرے پیٹ میں گولی ماردو، میں نے اس سے کہا گولی مارنے سے کام نہیں چلے گا، سچی توبہ ہر گناہ کا علاج ہے، اللہ سے توبہ کرو اور جماعت میں چلہ لگاؤ

اس نے وعدہ کیا وہ صبح کو میرے یہاں آیا، میں اس کو لے کر حوض والی مسجد گیا اور وہ مجھ سے قرض لے کر جماعت میں چلا گیا، مرکز میں مجھے ایک جماعت کے ساتھی نے وہ جگہ دکھائی، جہاں میرے بھائی نے تہجد کی نماز میں مسجد میں انتقال کیا تھا، میں رات کو مسجد میں رکا، تہجد اسی جگہ پڑھی دیر تک مسجد میں اس امید پر پڑا رہا کہ شاید یہی جنت کا دروازہ ہے، مجھے مسجد میں نیند آ گئی اور نبی ﷺ کی زیارت ہوئی، فرمایا، جنت اہل ایمان کے لئے ہے، مگر ابھی تمہیں بہت کام کرنا ہے، آنکھ کھل گئی میں سوچ میں پڑ گیا مجھ گندے کو کیا کام کرنا ہے میں سوچتا رہتا تھا، کیا میں بھی کچھ کام کر سکتا ہوں، پیارے نبی کا کچھ کام۔۔۔ میرٹھ میں بھی میرے لئے رہنا مشکل ہو گیا مولانا صاحب سے مشورہ کیا، تو انھوں نے مجھے میرٹھ چھوڑنے کا مشورہ دیا، پہلے پنجاب، پھر ہریانہ، مگر میرا کام نہ جم سکا، قرض بڑھتا گیا، مجھے کسی نے کانپور جانے کا مشورہ دیا، مولانا صاحب نے استخارہ کو کہا، اتفاق سے مولانا کے ایک جاننے والے کانپور سے آ گئے اور میں ان کے ساتھ کانپور آ گیا، الحمد للہ چار سال میں یہاں میرا لوہے کا کام سیٹ ہو گیا، سارا قرض بھی اتر گیا، پہلے میں نے اپنے بیٹے کی شادی کی اور اب گذشتہ سال ایک بیوہ سے میں نے مسلمان کر کے شادی کر لی ہے، اس کے چھ بچے بھی میری تربیت میں مسلمان ہیں۔

سوال: ماشاء اللہ بہت مبارک ہے، آپ مسلمانوں کو کچھ پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: ایک تو درخواست میری آپ سے ہے اور میں نے یہ سفر مولانا صاحب سے دعا کی درخواست کے لئے کیا ہے اور سب مسلمانوں سے بھی دعا کی درخواست ہے کہ میں نے اپنے ساتھ ایک دعوتی ٹیم بنائی ہے، جس نے ایک تو بنگالی خانہ بدوشوں اور ایک مدھیہ پردیش کے بھیل لوگوں میں دعوت کا کام شروع کیا ہے، اصل میں میرا ایک چلہ تو جمنا میں لگا وہاں پر جگہ جگہ بنگالی لوگوں کی کچی بستیاں تھیں ان میں اس وقت ہمارے مولانا

صاحب کے ساتھی کام شروع کر رہے تھے اور ایک جلہ کھنڈوہ کے علاقہ میں لگا، وہاں پر اسی طرح کی آبادی بھیلوں کی رہتی ہے، وہاں پر میں نے محسوس کیا کہ ان لوگوں میں کام کیا جائے تو فوج کی فوج مسلمان ہو سکتی ہے کانپور میں سیٹ ہو کر پچھلے سال میں نے دس سفر کئے، مجھے اللہ سے امید ہے کہ لاکھوں لاکھ لوگ انشاء اللہ مسلمان ہوں گے، میری تمام مسلمانوں سے درخواست ہے کہ ایسی نہ جانے کتنی آبادیاں ہوں گی اگر سنجیدگی سے کوشش کی جائے تو کتنے لوگ دوزخ سے بچ سکتے ہیں، اپنے اپنے حالات کے لحاظ سے دعوت کی فکر کرنی چاہئے۔

سوال: بہت بہت شکریہ انور بھائی آپ بڑے خوش قسمت ہیں، آپ ہمارے لئے بھی دعا کریں۔

جواب: پیارے بھیا، ایسا احسان فراموش کون ہو سکتا ہے، جو آپ کے اور آپ کے گھرانے والوں کے لئے دعا نہ کرتا ہو، روتے ہوئے، رواں رواں آپ کے گھر کے احسان میں دبا ہوا ہے، میں اپنی کھال کی جوتیاں بنادوں تو آپ کے گھر کے احسان کا بدلہ ادا نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ قیامت تک آپ کے گھرانے کو پورے عالم کی ہدایت کا ذریعہ بنائے رکھے۔

سوال: آمین، ہمارے گھرانے کا کچھ نہیں، اصل میں تو اللہ کی طرف سے آپ کے لئے ہدایت کا فیصلہ ہوا۔

جواب: ہاں میرے اللہ کا تو اصل کرم ہے ہی،

سوال: اچھا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اللہ حافظ فی امان اللہ

جواب: وعلیکم السلام، اللہ حافظ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، جولائی، اگست ۲۰۰۵ء

۱۱ ہندو بھائیوں پر مسلمان کی رحم دلی نے مجھے مسلمان بنا دیا

انجینئر محمد خالد {ونود کمار کھنہ} سے ایک ملاقات

اس لئے میں کہتا ہوں کہ مسلمانوں میں دعوتی شعور بیدار ہونا بہت ضروری ہے، اگر مسلمانوں کو ذمہ داری کا احساس ہو جائے تو پھر دعوت کا کام بالکل آسان ہے اور ماحول بہت سازگار ہے، ادھر تو پیاس ہے بے کلی ہے، بس ہم میں ان کو کچھ دینے اور سیراب کرنے کا شعور ہی نہ ہو تو پھر کیا کیا جائے؟ اس لئے مولانا صاحب ہر وقت اس غم میں گھلتے رہتے ہیں، اور دن رات یہی بات کہتے ہیں کہ بس مسلمانوں سارے انسانوں بلکہ کائنات کے سارے مسائل کا حل یہ ہے کہ مسلمانوں کو دعوتی ذمہ داری کا احساس ہو جائے۔

مولانا احمد اواہ ندوی

محمد خالد : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

احمد اواہ : علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : خالد صاحب آپ کو ایک زحمت دینی ہے، ہمارے یہاں پھلت سے ایک اردو دعوتی میگزین ارمغان کے نام سے نکلتی ہے، اس کے لئے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں؟

جواب : ہاں احمد بھائی ارمغان سے میں خوب واقف ہوں اس میں میرا نام بھی ہو جائے، تو میرے لئے بڑی خوش قسمتی کی بات ہوگی، آپ جو حکم کریں میں تیار ہوں۔

سوال : آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیں؟

جواب : میرا نام الحمد للہ محمد خالد ہے، میرا گھریلو نام ونود کمار کھنہ تھا، میری پیدائش ۲ ؍ اگست ۱۹۵۷ء میں پنجاب کے مشہور شہر جالندھر میں ہوئی، ہمارا آبائی وطن پٹیالہ ہے

میرے والد کا نام جناب ڈاکٹر اتل کمار کھنہ ہے، وہ میکانیکل انجینئر ہیں اور وہ پانچ سال پہلے بجلی پانی کے محکمہ ہائیڈل سے ایکزیکیٹیو انجینئر کی پوسٹ سے ریٹائرڈ ہوئے ہیں، میں نے بھی الیکٹریکل میں انجینئرنگ کی اور والد صاحب کے محکمہ میں مجھے ملازمت مل گئی ۱۵ سال برابر میری پوسٹنگ بھی جالندھر میں رہی، تین سال پہلے میرا پرموشن میں ٹرانسفر ہوگیا، آج کل وہیں پر فیملی کے ساتھ رہتا ہوں، بہت دنوں سے مولانا صاحب سے ملاقات نہیں ہوئی تھی، مجھے ایک دفتری کام سے دہلی کا سفر تھا، موقع غنیمت سمجھ کر ملنے آیا ہوں، الحمدللہ ملاقات بھی ہوگئی اور ضروری باتوں کے لئے مشورہ بھی ہوگیا۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیے؟

جواب: آج سے ٹھیک تیرہ سال پہلے ۱۹/اپریل ۱۹۹۲ء کو میں دہلی سے دفتر کے کام سے واپس لوٹ رہا تھا دہلی سے پیر فاسٹ اکسپریس میں سوار ہوا، گاڑی مظفر نگر اسٹیشن پر پہنچی، گاڑی میں لوگ سوار ہوئے، ان سوار ہونے والوں میں ایک (اگر میں اپنی پیدائش زبان میں یہ کہوں کہ) دیوتا بھی گاڑی میں سوار ہوئے تو میرا خیال ہے کہ اس زبان میں وہ ہی ٹھیک ہوگا، اسلامی زبان میں رحم و کرم کا فرشتہ، نبی رحمت کا سچا وارث بھی کہہ سکتا ہوں، مجھ سے کچھ فاصلہ پر تیسری سیٹ پر بیٹھ گئے دومنٹ گاڑی رکی اور جلدی ذرا سی دیر میں رفتار تیز ہوگئی، وہ دیوتا اور فرشتہ صفت انسان احمد بھائی آپ کے والد، میرے سب سے بڑے محسن مولانا کلیم صاحب تھے، میرے برابر میں مظفر نگر کا ایک دیہاتی شاید جاٹ چودھری بیٹھا تھا، گاڑی جب تیز ہوگئی تو اس نے سوال کیا کہ مظفر نگر کتنی دیر میں آجائے گا، مولانا صاحب نے جواب دیا کہ تاؤ جی مظفر نگر تو جاچکا، یہ اسٹیشن جس سے ہم سوار ہوئے ہیں، مظفر نگر ہی تھا، اس کو مظفر نگر اترنا تھا، وہ چودھری اپنی سیٹ کے نیچے سامان کی گٹھری اپنے سر پر رکھ کر دروازہ کی طرف بڑھا اور جلدی میں دروازہ سے چلتی

گاڑی سے کودنا چاہتا تھا، مولانا صاحب نے پہلے اس کا ہاتھ پکڑا اور پھر اس کو دونوں ہاتھوں میں تھاما اور کہا تاؤ جی اب آپ نہیں اتر سکتے، آپ دیوبند تک چلیں، گاڑی رکے گی، آپ اتر کر کسی دوسری گاڑی سے مظفر نگر واپس آنا، وہ چودھری ضد کرنے لگا، میری لڑکی کے منگنی والے آرہے ہیں، مجھے جلدی جانا ہے، مولانا صاحب اس کو کھینچ کر اپنی سیٹ پر لے آئے اور اس کو سمجھایا کہ تاؤ جی جب آپ زندہ بچیں گے، تب تو آپ منگنی کریں گے، چلتی گاڑی سے اتریں گے تو آپ بچیں گے کہاں؟ وہ ضد کرتا رہا، مگر مولانا صاحب اس کو مضبوط تھامے رہے اور کہا کہ میں دیوبند سے پہلے آپ کو نہیں اترنے دوں گا، جب چودھری کو یقین ہو گیا کہ یہ ہرگز مجھے چلتی گاڑی سے نہیں اترنے دیں گے، تو اس نے مجبوراً اپنی گٹھری سیٹ کے نیچے ڈال دی، دیوبند اسٹیشن آیا، گاڑی رکی، مولانا صاحب نے اس کی گٹھری اٹھائی اور اس کو اتارا، گٹھری اس کے سپرد کی، میں یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا، ہمارا گھرانہ بہت مذہبی سمجھا جاتا تھا اور مجھے خود اپنے بارے میں یہ خیال تھا کہ میں بہت سوشل انسان ہوں، یہ منظر دیکھ کر میرے ضمیر کو بہت چوٹ لگی میرے دل میں خیال آیا کہ میرا ہم مذہب ہندو بھائی میرے برابر سے اٹھ کر چلتی گاڑی سے کود کر گویا مر گیا اور ایک غیر مذہب کے بہت مذہبی دکھائی دینے والے مسلمان نے اس تعصب کے زمانہ میں (یہ بابری مسجد رام جنم بھومی کی آگ کا زمانہ تھا) اس کی جان بچائی، اس لئے کہ اگر مولانا صاحب اس کو نہ روکتے اور بہت کوشش کر کے زبردستی کھینچ کر نہ لاتے تو چودھری تو گیا تھا، مجھے اپنے حال پر بڑی شرمندگی ہوئی اور میں اٹھ کر مولانا صاحب کے سامنے والی سیٹ پر جا کر بیٹھا اور مولانا صاحب سے کہا کہ مولانا آپ نے تو مجھے بہت بڑی سزا دی مجھے اس قدر تکلیف ہو رہی کہ دل چاہ رہا ہے کہ ٹرین سے کود کر مر جاؤں، مولانا صاحب نے بڑے پیار سے کہا معاف کیجئے میں تو آپ سے بہت دور بیٹھا ہوں، آپ سے میری

کوئی بات چیت بھی نہیں ہوئی، پھر بھی اگر کوئی تکلیف ہوئی ہے تو میں معافی چاہتا ہوں کہ آپ ساتھ میں سفر کرنے والے ہیں اور ایک مسلمان پر ساتھی مسافر کا بڑا حق ہوتا ہے۔

میں نے کہا مولانا صاحب ہندو مسلم نفرت کی اس آگ کے زمانہ میں آپ نے ایک ہندو کو اتنی محنت سے مرنے سے بچا لیا اور یہ میرا مذہبی بھائی میرے برابر سے اٹھ کر مر گیا تھا، مجھے یہ ہوش نہ آیا کہ میں اس کو روکتا اور آپ اتنی دور سے جا کر اس کے لئے پریشان ہوئے، مجھے یہ خیال ہو رہا تھا کہ ایسی بے حسی کی زندگی سے مر جانا بہتر ہے، واقعی مولانا صاحب آپ کی تو یہ بڑائی کی بات تھی، مگر مجھے آپ کے اس برتاؤ نے بڑی سزا دی، میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ میں اپنے کو اس کی کیا سزا دوں؟ مولانا صاحب میرے اس احساس سے بہت خوش ہوئے اور پیار سے میرے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر چوما اور بولے میرے پیارے بھائی مالک کا کرم ہے کہ آپ کو احساس ہو گیا، ورنہ یہ دنیا تو بس اپنے میں کھوئی ہوئی ہے اور میں تو آپ سے بہت گیا گذرا ہوں، بس مالک کا کرم ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان مذہبی گھر میں پیدا کیا جس کی وجہ سے ہمیں انسانیت کے کچھ اصول آگئے ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں پڑھ دیئے، انسانوں اور جانداروں کے حقوق بتائے، مولانا صاحب نے دیر تک رسول اللہ ﷺ کی باتیں، ہمیں بتائیں اور بیچ بیچ میں حضرت محمد ﷺ کے سچے وارث کے ایسے کئی اللہ والوں کے بھی قصے سنائے، باتیں محبت کی اور سنانے والا کچھ ایسا کہ لوگ اکٹھا ہو گئے، بار بار دل بھر آرہا تھا کئی لوگ تو رو پڑے۔

میں نے مولانا صاحب سے تعارف چاہا، تو انھوں نے بتایا کہ صوفی سنتوں کی ایک مشہور تاریخی بستی پھلت ہے، جہاں پر دنیا کے مشہور اسلامی اسکالر حضرت شاہ ولی اللہ پیدا ہوئے، وہ وہیں کے رہنے والے ہیں، مولانا صاحب نے اپنا پتہ لکھ کر دیا اور میرا پتہ بھی معلوم کیا اور جب یہ معلوم ہوا کہ میں جالندھر میں انجینئر ہوں، تو مولانا صاحب نے

اپنے دو لوگوں کے فون نمبر اور پتے دیئے جو جالندھر میں کاروبار کے سلسلہ میں آئے تھے اور مجھے ان سے رابطہ رکھنے کی تاکید کی، مولانا صاحب کے دونوں ساتھی اصل میں مولانا صاحب کے مرید تھے، جالندھر جا کر میں ان سے ملا مجھے انھوں نے بہت متاثر کیا انھوں نے مجھے مولانا صاحب کی کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' اور اسلام کیا ہے؟ دی میں نے ٹرین میں اسلام کی ہلکی سی کرن مولانا صاحب کے عمل کی شکل میں دیکھی تھی؛ ان دونوں کتابوں کو پڑھنے کے بعد میرے لئے کسی شک کی گنجائش نہیں رہی اور میں نے اسلام قبول کر لیا، شروع میں مجھے لوگوں نے اپنے اسلام کو چھپانے کا مشورہ دیا، ایک سال تک میں نے اعلان نہیں کیا، مگر بعد میں مجھے خیال ہوا کہ میں ایک پڑھا لکھا آدمی ہوں ایک غلط راہ پر تو ہم کھلے عام چلیں اور اللہ کی زمین پر، اللہ کے آسمان کے نیچے، اللہ کی بندگی چھپ کر کریں، یہ کیسی بزدلی اور کم ظرفی کی بات ہے، میں نے کچہری جا کر اپنے قبول اسلام کے قانونی کاغذات بنوائے اور پھر گھر والوں کے سامنے اعلان کر دیا، اپنی بیوی سے بھی بتا دیا، گھر کے لوگ بہت برہم ہوئے اور میرے والد کے علاوہ سب لوگ مجھے برا بھلا کہتے رہے، گھر سے نکل جانے کو کہا میرے والد صاحب نے گھر والوں سے کہا اس طرح لڑنے سے کوئی فائدہ نہیں، یہ پڑھا لکھا ہے، ہوشیار بھی ہے، کوئی پاگل نہیں ہاں بات ضرور ہے کہ مذہب بدلنے کا فیصلہ بڑا فیصلہ ہے بہت سوچ سمجھ کر کرنا چاہئے، میں نے ان سے کہا کہ میں نے دو سال خوب سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے۔

اسلام کو پوری طرح جاننے اور نماز وغیرہ سیکھنے کے لئے مجھے کسی آدمی کی تلاش ہوئی تو میں نے ایک مولانا صاحب سے جو سہارنپور کے رہنے والے تھے اور ایک مسجد میں امام تھے مولانا محمد اشتیاق صاحب ان سے رابطہ کیا، میں نے ان کے پاس رات میں جانا شروع کیا تین چار روز کے بعد انھوں نے مجھے بتایا کہ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ

کی بیوی سے آپ کا رشتہ ختم ہو گیا ہے کیونکہ وہ ہندو ہیں اب ان کے ساتھ آپ کا رہنا جائز نہیں، اسلام میں نے بہت سوچ سمجھ کر قبول کیا تھا اور میری خواہش تھی کہ ایک پکے مسلمان کی طرح اسلام کے ہر قانون کو جانوں، میں نے ایک کمرہ کرائے پر لیا اور اپنی بیوی سے اپنی مجبوری بتائی میرے دو چھوٹے بچوں کا مسئلہ تھا جن میں سے ایک ابھی دودھ پیتا تھا، اس مسئلہ کے بعد میرے خاندان میں میرے قبول اسلام کی سخت مخالفت ہوئی اور مجھے سخت مسائل کا سامنا کرنا پڑا، مجھے مولانا اشتیاق صاحب نے بتایا کہ مولانا کلیم صاحب کو ہم نے جالندھر کی دعوت دی ہے اور انھوں نے اگلے ہفتہ پنجاب کے سفر کا وعدہ کر لیا ہے ان کا اصلی سفر سمرالا ضلع لدھیانہ کا تھا میں نے اس خیال سے کہ جالندھر سفر ہوتا ہو اور بات کا موقع ملے یا نہ ملے، سمرالا جا کر ملاقات کو اچھا سمجھا جہاں رات کو مولانا صاحب کو رکنا تھا میں نے چھٹی لی، سمرالا دوپہر کو پہنچ گیا، عصر کے بعد مولانا صاحب آگئے ملاقات ہوئی میرے قبول اسلام سے بہت خوش ہوئے اور مجھے بتایا کہ کئی رات وہ میرے لئے ہدایت کی دعا کرتے رہے کہ یا اللہ کیسا اچھا آدمی ہے، کیسا صاحب ضمیر ہے، وہ تو ہدایت کا ضرور مستحق ہے، اللہ کا شکر ہے میرے اللہ نے سن لی، میں نے اپنی بیوی سے علاحدگی وغیرہ کے بعد درپیش مسائل کے سلسلہ میں مشورہ کیا، مولانا صاحب نے مجھے اللہ کے ہر حکم کو ماننے پر رضامندی پر مبارکباد دی، مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ آپ کو کسی بھی حکم پر عمل کرنے سے پہلے کسی داعی سے رابطہ کرنا چاہئے کہ دعوت کا قانون الگ ہوتا ہے، اسلامی شریعت کا اصول یہ ہے کہ دو نفعوں میں سے ایک کو اختیار کرنا ہو تو چھوٹے نفع کو چھوڑ کر بڑے نفع کو اختیار کرنا چاہئے اور دو نقصانوں میں سے ایک کو قبول کرنا ضروری ہو تو بڑے نقصان کے مقابلے چھوٹا نقصان قبول کیا جائے گا، ہمارا زندگی بھر کا تجربہ ہے کہ اگر احتیاط کے ساتھ ان حالات میں شوہر کو بیوی کے ساتھ رہنے دیا جائے اور شوہر فکر مند رہے تو بیوی

بچے مسلمان ہو ہی جاتے ہیں اور اگر الگ کر دیا جائے تو پھر اس کا امکان بہت کم ہو جاتا ہے، اس حال میں اگرچہ نامحرم کے ساتھ رہنا ایک گناہ ہے، مگر کم از کم دو بچوں اور بیوی کے قبول اسلام کی امید پر اس کو برداشت کیا جائے گا، بس اللہ سے توبہ کرتے رہیں اور تھوڑے فاصلہ پر احتیاط سے رہیں، یعنی ازدواجی تعلق بچ کر ساتھ نہ رہیں، ایک داعی اور مدعو بچ کر ساتھ رہیں، مولانا صاحب نے فون نمبر بھی دیا اور مجھے تاکید کی کہ ہر مسئلہ میں مجھ سے مشورہ کریں، یہ ملاقات میرے لئے بڑی راحت کا ذریعہ تھی، میں اپنے گھر چلا گیا اور میں نے ٹرین والے واقعہ کے ساتھ مولانا صاحب کا تعارف کرا رکھا تھا، میں نے سسرال لوٹ کر بیوی کو بتایا کہ مولانا صاحب نے مجھے بہت برا بھلا کہا کہ ایسی وفادار اور محبت کرنے والی بیوی کو مسلمان ہو کر کس طرح چھوڑ سکتے ہیں، اب تو اور بھی ان کا حق بڑھ گیا ہے، میں نے اپنی بیوی کو یہ بھی بتایا کہ مولانا صاحب نے مجھے یہ بات بتائی ہے کہ سب سے اچھا مسلمان وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہو، مولانا صاحب نے مجھے اردو اور قرآن شریف پڑھنے کا مشورہ دیا میں نے روزانہ اس کے لئے ایک گھنٹہ دینا شروع کیا اور آدھا گھنٹہ بیوی پر دعوت کے لئے بلاناغہ لگایا جس میں اس سے محبت کی باتیں کرتا اور دو چار باتیں اسلام کی حقانیت اور ہندو مذہب کی خلاف عقل باتوں کی کرتا، چار سال کی مسلسل لگن کے بعد میری بیوی اسلام قبول کرنے کے لئے راضی ہو گئی اور میں نے قرآن شریف اور اردو اس طرح پڑھ لیا کہ میں اردو اچھی طرح لکھنے لگا، جنوری ۱۹۹۹ء میں میں نے دو روز کا اپنی بیوی کے ساتھ پھلت کا سفر کیا، مولانا صاحب بہت خوش ہوئے اور مجھے بتایا کہ آپ کے ذمہ حج فرض ہے، اب الحمد للہ ہمارے یہاں چار بچے تھے اور ایک کی ولادت قریب تھی وقت ایسا تھا کہ حج کے موقع پر میری بیوی کا سفر مشکل تھا اس لئے ہم نے اگلے سال حج کا پختہ ارادہ کیا اور الحمد للہ ۲۰۰۰ء میں پانچوں بچوں کے ساتھ حج کی

سعادت حاصل کی، حج کے اس سفر میں دس دس روز میرا مدینہ منورہ کا قیام عجیب رہا اصل میں ۱۹۹۶ء میں میں نے مولانا صاحب کی کتاب ارمغان دعوت پڑھی اس کو پڑھ کر میرے دل میں یہ بات بالکل بیٹھ گئی کہ پوری انسانیت تک نبی کے درد کے ساتھ اسلام کی دعوت کو مقصد بنائے بغیر مسلمانی جھوٹی ہے بس مجھے کچھ کرنے کی سوجھی اور میں نے جالندھر میں چمار لگنے والی ایک آبادی کو نشانہ بنایا، میں نے اپنے ساتھ کچھ لوگوں کو جوڑا گھر والوں پر محنت کے ساتھ میں نے ان پس ماندہ لوگوں پر کام شروع کیا، الحمدللہ چند سالوں کی کوشش اللہ نے قبول کی اور اس برادری کے پنجاب میں تقریباً ۸ ہزار لوگوں نے کفرو شرک سے توبہ کی، جالندھر میں ایک مسجد اور مدرسہ بنوایا، اس کے علاوہ تین گرودوارہ کے گرنتھی بھی مسلمان ہوئے، یہ میری مدینہ حاضری عجیب جذبہ سے ہوئی تھی، دل چاہتا تھا کہ قدموں سے نہیں بلکہ پیارے نبی ﷺ کے شہر میں پلکوں سے چلوں، روضہ اطہر پہ پہنچ کر میں بے خود ہو گیا، ایک عجیب مدہوشی کی کیفیت تھی، میں نے محسوس کیا کہ پیارے نبی ﷺ نے مجھے سینہ سے چمٹا لیا ہے، میں نے اپنی شرمندگی اور ندامت کا اظہار کیا کہ پیارے نبی ﷺ آپ نے تو اس دعوت کے لئے کیسے کیسے قربانیاں دی ہیں، مگر ہم تو بس نام کے مسلمان ہیں، پیارے نبی ارمغان دعوت سے میں نے یہ سمجھا ہے کہ آپ کے سے درد کے بغیر آپ کا کہلانے کا حق نہیں ہے، کیا میرا یہ خیال صحیح ہے؟ مجھے ایسا جیسے آپ ﷺ نے میرے خیال کی تائید کی ہو اور فرمایا کہ بلاشبہ ہمارے اس کام کے بغیر ہمارا کہلانے کا حق نہیں ہے اور تم سے ہمیں جو پیار ہے وہ اس لئے کہ تم نے سماج کے کمزور سیکڑوں لوگوں کو دوزخ سے بچانے کی کوشش کی۔

سوال: یہ باتیں آپ سے بیداری میں ہوئیں؟

جواب: مجھے تو پتہ نہیں کہ مجھے نیند تھی یا خیال تھا یا مدہوشی، مگر اس میں اتنا مزہ تھا کہ آج

تک اس کا مزہ محسوس ہوتا ہے، بلکہ جب بھی مجھے ذرا غفلت ہوتی ہے، میں اس کا تصور کرلیتا ہوں، میرا جذبہ بالکل تازہ ہوجاتا ہے، خود دس روز تک مدینہ منورہ کے قیام کے دوران مجھ پر اس واقعہ کا نشہ سا طاری رہا اور الحمد للہ دس روز میں اکیس بار خواب میں حضور اکرم ﷺ اس گندے کو زیارت ہوئی، الحمد للہ میں نے وہیں پر ڈاڑھی رکھ لی اور تقوی کی زندگی گذارنے کا عزم کرلیا، ملازمت کے دوران اس سلسلہ کی جو بے احتیاطی ہوئی تھی، ان کی مدینہ منورہ میں ایک فہرست بنائی اور حج سے واپسی کے بعد اہل حق کا حق ادا کرنا شروع کیا، کافی حد تک میرے اللہ نے مجھے کامیابی عطا فرمائی۔

سوال: آپ کے بچوں کی تعلیم کا کیا ہوا؟

جواب: احمد بھائی! میرے تین بیٹے عبداللہ، عبدالرحمن اور عبدالرحیم ہیں اور دو بچیاں فاطمہ اور عائشہ ہیں، میری اہلیہ کا نام بھی میں نے آمنہ رکھا، میں نے ایک مولانا صاحب کو صرف اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے گھر پر رکھا ہوا ہے، اسلام قبول کرنے سے پہلے میں فیملی پلاننگ کا قائل تھا اس لئے گیارہ سال تک ہمارے ایک بچہ اور بچی چھ سال کے فاصلہ سے پیدا ہوئے تھے، مگر میں نے اسلام قبول کیا تو مجھے خیال ہوا کہ آدھا تیتر آدھا بٹیر کا معاملہ اچھا نہیں، جب میں نے اسلام قبول کیا ہے، تو اب عقل میں آئے یا نہ آئے مجھے اسلام ماننا ہے اور اللہ تعالی نے مجھے چھ بچے عطا فرمائے، مجھے خوشی ہوتی ہے، مدینہ منورہ کے قیام کے دوران اسلام کے سلسلہ میں میری کیفیت بدل گئی اب مجھے اسلام کا ہر حکم سو فیصد عقل کے مطابق بالکل برحق لگتا ہے، چنانچہ اب میں فیملی پلاننگ کی حمایت کے خلاف کسی بڑے سے بڑے اسکالر سے مناظرہ کرسکتا ہوں، میرے پیارے نبی ﷺ دیں کے زیادہ بچے پیدا کرنے والی عورتوں سے شادی کرو اور ہم مسلمان ہو کر ان احمق انگریزوں کے چکر میں فیملی پلاننگ کی حماقت کو ترقی سمجھیں، کیسی بے وقوفی ہے، مجھے اس

ہے کہ اگر میرے اللہ مجھے بیس بچے دیں گے اور میں نے ان کی تعلیم و تربیت کا اسلامی حق ادا کیا تو سب سورج چاند بنیں گے، انشاء اللہ ثم انشاء اللہ، الحمد للہ میرے بچے اسکول بھی جاتے ہیں اور دینی تعلیم کی حالت سے بھی میں مطمئن ہوں۔

سوال: آپ نے اپنے والدین پر کام نہیں کیا؟

جواب: میرے اللہ کا مجھ پر کرم ہے کہ میرے والد ریٹائرڈ ہو کر پٹیالہ اپنے گھر چلے گئے، میں نے حج کے دوران ملتزم پر اور عرفات میں اپنے والد اور والدہ اور اپنی چھوٹی بہن کے لئے خوب ہدایت کی دعا کی اور حج سے واپسی پر سیدھا پٹیالہ گیا اور ایسا لگتا تھا کہ والد صاحب خود ہی تیار تھے، وہ اصل میں پاکستان کے ایک صوفی بابا بولے شاہ چشتی کے مرید بابا سانولی شاہ سے بہت متاثر تھے، بابا سانولی شاہ گرداس پور کے رہنے والے تھے، ١٢٥ سال کی عمر ہوئی اور بڑے مجاہدے کئے توحید کے قائل تھے، بڑے ذکر وغیرہ کرتے تھے، ان کا پنجابی میں تصوف پر بڑا کلام چھپا بھی ہے شاید وہ کہیں ان سے بیعت بھی ہو گئے تھے، حج سے واپسی پر انھوں نے مجھ سے زمزم مانگا اور کھڑے ہو کر عقیدت سے پیا، مدینہ کی کھجوریں بہت آنکھوں کو لگا کر کھائیں اور بار بار کہتے رہے کہ مدینہ اور مدینہ والے کی باتیں بتاؤ؟ میں نے جب ان سے اپنے مدینہ کے کچھ واقعات سنائے تو وہ سن کر رونے لگے اور بولے بیٹا تو نے بڑی قسمت پائی ہے، مجھے مدینہ سے ان کی ایسی عقیدت کا اندازہ نہیں تھا، میں نے ان سے مدینہ والے کا پیغام بتا کر اسلام قبول کرنے کو کہا تو انھوں نے بتایا کہ میں تو تیرے آنے کا انتظار کر رہا تھا، مجھے میرے بابا سانولی شاہ کی خواب میں زیارت ہوئی تو انھوں نے بتایا کہ دین تو سچا اسلام ہی ہے، پھر اس کو مانتے کیوں نہیں؟ اسی دن سے میں بے چین ہوں، میں نے ان سے کلمہ پڑھنے کے لئے کہا، الحمد للہ انھوں نے کلمہ پڑھا، میں نے ان کا نام محمد عمر رکھا، اس کے بعد میں نے محبت سے اپنی والدہ کی خوشامد کی

تین روز کی کوشش سے وہ بھی مسلمان ہو گئیں، اس کے بعد سارے گھر میں میری بہن بچی تھی، اس کی شادی کے ایک سال کے بعد وہ بیوہ ہو گئی تھی ہم سب کے اسلام کے بعد اس کے مسلمان ہونے کی زیادہ کوشش نہیں کرنی پڑی، وہ خود بہت بھلی انسان ہے بلکہ ہم سبھی سے اچھی ہے۔

سوال : ماشاء اللہ خالد صاحب آپ کے ساتھ اللہ کی خاص رحمت ہے، ورنہ گھر والوں کے سلسلہ میں بڑے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جواب : الحمد للہ میرے لئے میرے اللہ نے سب کچھ بلا مشقت مقدر کر رکھا ہے، واقعی میں اس کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔

سوال : بتایئے آپ تو دن رات دعوت کی دھن میں لگے رہتے ہیں، دعوتی زندگی کے کچھ خاص تجربات، کچھ خاص مشکلات یا نکات سنایئے؟

جواب : احمد بھائی اصل میں میری زندگی کے اجالے کی شروعات آپ کے والد صاحب کی محبت کی کرنوں سے ہوئی ہے، میری نگاہ میں کوئی آئیڈیل اور نبی کا سچا متبع مسلمان اگر کوئی ہے جو میں نے دیکھا ہے، تو وہ مولانا کلیم صاحب ہیں، میں کہا بھی کرتا ہوں:

دیر و حرم میں روشنی شمس و قمر سے ہو تو کیا مجھ کو تم پسند ہو اپنی نظر کو کیا کروں

مولانا صاحب کی ایک تقریر میں نے لدھیانہ میں سنی، انھوں نے کہا کہ اسلام ایک نور ہے اور مسلمان اس نور سے منور ایک یونٹ (اکائی) ہے نور اور روشنی کی مجبوری ہے کہ وہ ہوگی تو منور کرے گی یعنی مسلمان ہوگا تو داعی ہوگا اور داعی اس طرح کا کہ اس کی پہچان داعی ہو میں تو الحمد للہ اپنا کام اور اصل مشغلہ دعوت کو سمجھتا ہوں اور مجھ سے کوئی مشغلہ پوچھتا ہے تو میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ میں ہائیڈل میں انجینیر ہوں بلکہ دعوت بتاتا ہوں اور یہ بتانا بھی میں نے مولانا صاحب سے سیکھا ہے اور الحمد للہ مجھے بتانے اور کہنے کا

بہت فائدہ ہوا، پہلے میں نے کہنا شروع کیا تھا، الحمد للہ کہتے کہتے میرے شعور میں یہ بات بیٹھ گئی، میں، الحمد للہ اپنی تنخواہ کا آدھا حصہ کم از کم دعوت پر خرچ کرتا ہوں، میرے بچے میری بیوی برابر کے شریک ہیں، میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنے منصب اور مشغلے کا شعور ہو جائے تو پوری دنیا اسلام کی پیاسی ہے اور دعوت اسلام کے لئے ماحول بالکل سازگار ہے، اس سلسلہ میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ مسلمان اس کے لئے تیار نہیں، مسلمانوں میں دعوتی شعور بیدار کرنا اور ان کو اس سلسلہ میں ذمہ داری کا احساس دلانا بڑا مشکل ہے،

ایک داعی کو سب سے بڑی مشکل مسلمانوں کے ذمہ داری کا نہ سمجھنے اور دعوتی شعور نہ ہونے کی وجہ سے آتی ہے، اصل میں انسان ایک سماجی حیوان ہے اسے زندگی کے ہر مرحلہ میں ایک سماج کی ضرورت ہوتی ہے اور ایسا سماج جو اسے اسلام پر باقی رکھنے میں معاون ہو، میں آپ کو ایک دردناک واقعہ بتاتا ہوں، جالندھر میں جو چمار رکھنے والے لوگ مسلمان ہوتے ہیں ان میں سے ایک ذمہ دار اور حد درجہ فکر مند ساتھی ہیں جو پہلوان کے نام سے مشہور ہیں، ان لوگوں میں کام کرنے میں ہمارے سب فعال ساتھی ہیں ابتداء سے بہت پکے، حج بھی کرلیا ہے، اس علاقہ میں چھ مسجدیں واگزار کرانے میں ان کا بنیادی حصہ ہے مدرسہ کے قیام میں مرکزی کردار ادا ہو رہے ہیں، اپنے چاروں بچوں کو انھوں نے حافظ بنایا، بڑی بچی ہے اس کو بھی حفظ کرایا، چار بار قرآن شریف تراویح میں اس نے سنایا جب اس کی شادی کا مرحلہ آیا تو کوئی آدمی اس سے شادی کو تیار نہ ہوا، چار سال تک کوشش کرتے رہے، بہت معمولی درجہ کے لڑکوں سے شادی کی کوشش کی، مگر چمار کہہ کر رد کر کے ہٹ گئے وہ بہت جذباتی آدمی ہیں بہت مجبور ہو کر انھوں نے اپنی حافظ لڑکی کی شادی اپنی برادری کے غیر مسلم سے کردی، جس کے گھر میں خنزیر پلتے ہیں اور اس کا گوشت پکتا ہے اب پہلوان کا حال یہ ہوگیا کہ مسلمان کا نام آتا تھا تو گالیاں بکتا تھا، میں نے اس کو سمجھایا بھی تھا کہ بغیر شادی کے رہ جانا اس سے بہتر ہے کہ غیر مسلم کے یہاں جائے اور حرام کاری

کی مجرم ہو، اصل میں ان کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ ان کے کارخانے میں ان کا ایک مزدور ملازم مسلمان تھا، جو بالکل ان پڑھ اور موٹی عقل کا تھا، انھوں نے اس سے شادی کی پیشکش کی، اس نے صاف انکار کر دیا کہ چماروں میں میں تو ہرگز بھی نہیں کر سکتا، بس اس غصہ میں کہ ہمارا ملازم بھی اس لڑکی سے شادی کو منع کر دے انھوں نے غیر مسلم سے اس کی شادی ہندوانہ طریقہ پر کر دی، خود میرے لئے یہ بہت تکلیف کی بات تھی، وہ لڑکی ساری ساری رات روتی تھی، کئی بار اس نے زہر بھی کھایا، مگر زندگی تھی نہیں مری، اللہ کا کرنا کہ آپ کے والد صاحب کا یہاں کا سفر ہوا، میں نے پورا واقعہ سنایا، انھوں نے جالندھر جا کر پہلوان سے ملاقات کی اور ان کو سمجھایا کہ آخرت اور اللہ کی رضا کے لئے مسلمان ہوئے ہو تو ان مسلمانوں سے کیا امید لگاتے ہو، پھر انھوں نے اپنے دو ساتھیوں کو لڑکی کے شوہر پر لگایا، الحمد للہ وہ مسلمان ہو کر اپنا گھر چھوڑ کر آ گیا، ان کا نکاح کرایا، مولانا صاحب نے ان کو یقین دلایا کہ بچوں کی شادی کرانے کی ذمہ داری ہماری ہے، اب اللہ کا شکر ہے مسئلہ حل ہو گیا، سچی بات یہ ہے احمد بھائی، اس لڑکی کے شوہر کے مسلمان ہونے کی خوشی مجھے اپنے مسلمان ہونے سے زیادہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب میں مسلمان ہوا تھا اس وقت مجھے دعوتی شعور نہیں تھا اور اس بات کا مجھ پر دن رات غم سوار تھا، میں راتوں کو اس سلسلہ میں مولانا صاحب کے لئے دعائیں کرتا ہوں، اس لئے میں کہتا ہوں کہ مسلمانوں میں دعوتی شعور بیدار ہونا بہت ضروری ہے، اگر مسلمانوں کو ذمہ داری کا احساس ہو جائے تو پھر دعوت کا کام بالکل آسان ہے اور ماحول بہت سازگار ہے، ادھر تو پیاس ہے بے چینی ہے، بس ہم میں ان کو کچھ دینے اور سیراب کرنے کا شعور ہی نہ ہو تو پھر کیا کیا جائے؟ اس لئے مولانا صاحب ہر وقت اس غم میں گھلتے رہتے ہیں اور دن رات یہی بات کہتے ہیں کہ بس مسلمانوں، سارے انسانوں بلکہ کائنات کے سارے مسائل کا حل یہ ہے کہ مسلمانوں کو دعوتی ذمہ داری کا احساس ہو جائے، اس سلسلہ میں بڑا کام کرنے کی ضرورت ہے۔

سوال: بہت بہت شکریہ خالد صاحب، ارمغان کے لئے میں نے بہت سے لوگوں سے باتیں کیں بہت سے انٹرویو لئے مگر مجھے بڑا احساس ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دعوت کا کام آپ کو جس طرح سمجھایا ہے، کسی دوسرے کو نہیں سمجھایا، آپ کے ساتھ رہ کر اس سلسلہ میں استفادہ کرنا چاہئے اللہ نے موقع دیا تو آپ کے ساتھ رہوں گا۔

جواب: احمد بھائی آپ شرمندہ کرتے ہیں، میں تو خود بہت کڑھتا ہوں کہ نبی کا امتی ہونے کا ہم حق ادا نہیں کر رہے ہیں، یہ جو کچھ زبانی باتیں ہیں وہ صرف آپ کے والد صاحب کے درد کا ایک فیض ہے، یہ بات ضرور ہے کہ مولانا صاحب میرے اور ہمارے ساتھیوں کے واسطے سے قبول اسلام کرنے والے سیکڑوں لوگوں کے اسلام کو اس بات کے ثبوت میں بیان کرتے ہیں کہ اسلام کے لئے حالات کس قدر سازگار ہیں، مولانا صاحب کہا کرتے ہیں کہ دعوت کا شور مچانے والا ایک شخص ایک طرح سے بے شعوری میں انسانی ہمدردی میں چلتی گاڑی سے کود پڑنے والے ایک چودھری کا ہاتھ پکڑ کر سیٹ پر لیتا ہے تو یہ چھوٹا سا ہمدردی کا عمل سیکڑوں لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بن جاتا ہے اس سے زیادہ دعوت کے لئے سازگار حالات ہونے کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

سوال: واقعی بڑی پتے کی بات ہے، بہت بہت شکریہ! آپ نے بڑے کام کی بات بتائی اور ان سے قارئین ارمغان کو انشاء اللہ بڑا فائدہ ہوگا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جواب: شکریہ آپ کا کہ آپ نے مجھے اس کار خیر میں شریک کیا، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ فی امان اللہ۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، مئی ۲۰۰۵ء

۱۲ اسلام مخالف کے گھر میں خدا نے اپنا نام لیوا پیدا کیا

توحید بھائی {دھرمیندر} سے ایک ملاقات

گیتا دیوی کے گھر والے ان کی شادی غیر مسلم گھرانے میں کرنا چاہتے تھے وہ کئی مسلمانوں کے پاس گئی کہ کوئی ان کو مسلمان کرلے اور ہندو دھرم سے نکلنے کے لئے مدد کرے مگر کوئی اس کے لئے تیار نہ ہوا، سب ڈرتے تھے انھوں نے مجھے فون کیا کہ میں آکر اس سے پہلے ان کو لے جاؤں میں نے کہا اتوار کو میری چھٹی ہوتی ہے مگر ہفتہ کے دن ان کی شادی ہونی تھی وہ جمعہ کے روز دسیوں مسلمانوں کے پاس گئیں کہ وہ مسلمان بننا چاہتی ہے اور اگر آج مجھے مسلمان نہ بنایا گیا تو میرے گھر والے میری شادی کردیں گے اور مجھے ہندو ہی رہنا پڑے گا، مگر کوئی آدمی ان کو مسلمان کرنے کے لئے تیار نہ ہوا مجبوراً انھوں نے رات کو سلفاس کی گولیاں کھالیں اور رات کو ان کا انتقال ہوگیا وہ پرچی لکھ گئیں کہ میں ہندو سماج میں رہنے اور شادی کرنے سے زیادہ موت کو پسند کرتی ہوں میرے اللہ مجھے خود مسلمان کرلیں گے، میں اتوار کو بھوپال پہنچا تو مجھے حادثہ کا علم ہوا آج تک میں اس ظلم کو بھلا نہیں سکتا، میں نے دو پیسہ کی نوکری کے لئے کتنا ظلم کیا، میرے اللہ مجھے معاف کرنا۔

مولانا احمد اواہ ندوی

احمد اواہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

توحید: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: توحید بھائی مجھے آپ سے ارمغان کے لئے ایک انٹرویو لینا ہے؟

جواب: ہاں احمد بھائی ابا جی کہہ رہے تھے کہ احمد تم سے کچھ باتیں کریں گے انھوں نے مجھے کل اسی لئے سفر کرنے سے منع کیا تھا، میں بھی رک گیا کہ ارمغان کی دعوتی تحریک میں مجھ سا

بھی کام کے لئے نام آجائے، کیا عجب ہے اللہ مجھ سے بس اتنی بات سے ہی راضی ہوجائے۔

سوال: آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیں؟

جواب: میں مدھیہ پردیش کے سیہور ضلع کے ایک ورما خاندان میں اب سے بائیس سال پہلے پیدا ہوا میرا نام گھر والوں نے دھرمندر رکھا میرے والد بہت متعصب ہندو ہیں میرے خاندان کے لوگ بجرنگ دل، شیوسینا اور سناتن دھرم اکھاڑے کے ذمہ دار ہیں، میرے تین بھائی ایک بہن اور ہیں، میں نے اپنے یہاں اسکول کی تعلیم حاصل کی، اسکے بعد منڈی دیپ بھوپال میں ایک فیکٹری میں ملازمت کرلی وہاں میرے کئی نوجوان ساتھی شیوسینا میں تھے مجھے ورزش وغیرہ کا شوق تھا اس لئے میرے دوستوں نے مجھ کو کوشش کرکے بھوپال شیوسینا میں شامل کرایا، میں شیوسینا کا بہت فعال ممبر تھا ہر پروگرام میں شامل ہوتا اور مسلمانوں سے نفرت اور ان کو تکلیف پہنچانے کے کئی پروگراموں میں، میں نے بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

سوال: اپنے اسلام قبول کرنے کے بارے میں بتائیے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی ایک حدیث میں نے سنی، جس کا مفہوم یہ ہے کہ دن رات میں ایک گھڑی اللہ کے یہاں ایسی مقبول آتی ہے کہ آدمی کی زبان سے نکلی بات قبول و پوری ہوجاتی ہے میرا ایمان اس حدیث پاک کی تصدیق ہے، میں اسکول میں پڑھتا تو میری دوستی دو مسلم لڑکوں سے ہوگئی، دونوں بھائی تھے ان کا نام شہزاد اور آزاد تھا، میں ان کے ساتھ کھیلتا، ان کے گھر جاتا اور ان کے ساتھ کھانا کھاتا، گوشت بھی کھانے لگا تھا اکثر جب میں ان کے گھر کھانا کھاتا تو ہم تینوں ایک پلیٹ میں کھانا کھاتے، ان کے کھیت بھی ہمارے کھیت کے ساتھ تھے شہزاد کے والد نے ایک بار ہمارے کھیت کی مینڈھ کاٹ دی اس پر میرے والد اور ان کی لڑائی ہوئی، بات بہت بڑھنے لگی تو شہزاد کی امی نکل آئیں اور میرے والد اور شہزاد کے والد کو کہنے لگیں، آپ لوگ بڑے ہوکر آپس میں لڑتے ہیں اور یہ

سے بچے آپس میں اتنی محبت کرتے ہیں، آپ کا بیٹا اور ہمارے بیٹے ایک تھالی میں کھانا کھاتے ہیں اور ایک گلاس میں پانی پیتے ہیں، یہ سن کر میرے والد اس وقت تو گھر آ گئے مگر آ کر مجھے بہت مارا اور کہا تو تو ادھرم ہو گیا، گئو کا مانس کھاتا ہے، مجھے گالیاں دیں اور کہنے لگے تیرا منھ تو ناپاک ہو گیا ہے اس کو پاک کرنے کے لئے اس کو آگ سے جلانا پڑے گا، مجھے بھی غصہ آ گیا، چھوٹا تو تھا ہی میں نے کہا آپ مجھے وہاں جانے سے روک نہیں سکتے وہ مجھے اور مارنے لگے تو میں نے کہا کہ میں گھر سے بھاگ کر مسلمان بن جاؤں گا، بچی بات یہ ہے، مجھے تو لگتا ہے کہ میرے اللہ نے میری زبان سے نکلی بات قبول کر لی اور مجھے دھرم مندر سے توحید بنا دیا۔

سوال: تم نے کس طرح کلمہ پڑھا، ذرا تفصیل سے سنائیے؟

جواب: میرے والد کو میرا مسلمانوں سے دوستی کرنا بہت برا لگا اور انھوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ذہن بنانے کی فکر شروع کی، مغل بادشاہوں اور محمود غزنوی وغیرہ کے مظالم کا ذکر کر کے روزانہ رات کو مجھے پڑھاتے، میرے ذہن میں بھی مسلمانوں سے نفرت ہونا شروع ہو گئی اور یہ نفرت ہی میرے شیوسینا کا ممبر بننے کا ذریعہ بنی، مگر میرے دل میں اپنے بچپن کے دوستوں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے مسلم معاشرت سے بڑی مناسبت ہو گئی تھی اس لئے اس نفرت کے باوجود کوئی نہ کوئی دوست مسلمان ضرور رہا، بھوپال میں میری کمپنی میں ایک لڑکا وسیم نام کا تھا میں اس کے ساتھ ڈیوٹی چھوڑ کر اس کے گھر جاتا، رمضان آئے تو وہ روزے رکھتا اور مجھے شام کو افطار میں شریک کرتا اور میری بڑی خاطر مدارات کرتا، اس کے پاس جماعت کے لوگ آتے تو وہ مجھے چھوڑ کر ان کے پاس چلا جاتا میں بھی دور سے جماعت والوں کی بات سنتا، کبھی کبھی میں بے اختیار ان کے پاس کھڑا ہو جاتا اور میں رومال باندھ کر ان کی باتیں سنتا وہ صرف مرنے کے بعد کی باتیں کرتے اور اللہ کے سامنے کھڑا ہونا، جنت، دوزخ کا ذکر کرتے، میرے دل کو یہ بات بہت بھلی اور سچی لگتی، اس فیکٹری سے کسی مجبوری کی وجہ سے نوکری چھوڑنا پڑی، تو دوسری

فیکٹری میں نوکری کرلی، اتفاق سے وہاں بھی جاوید نام کا ایک لڑکا میرا دوست بن گیا وہ بھی مجھے افطار پر لے جاتا افطار کے بعد وہ نماز پڑھتا میں دور سے نماز پڑھتے دیکھتا رہتا ایک روز جاوید نے مجھ سے کہا، بھورا بھائی مرنا تو تمھیں بھی ہے، تم کو بھی نماز پڑھنا چاہیے تم مسلمان ہو جاؤ، میں نے کہا تم مجھے کھانا اس لئے کھلاتے ہو کہ لالچ دے کر مسلمان کرو، وہ کہنے لگا میں تو محبت اور ہمدردی کی بات کہتا ہوں، اتفاق سے میری طبیعت خراب ہو گئی چند روز کی چھٹی لی اور چھٹی لمبی ہونے کی وجہ سے مجھے وہاں سے نوکری چھوڑنا پڑی، اس فیکٹری میں ایک گیتا نام کی لڑکی بھی کام کرتی تھی میں نے اس کو بڑی بہن بنالیا اور ان کو گیتا دیدی کہتا تھا، میری کمپنی کے پہلے سپر وائزر بھوپال چھوڑ کر نوئیڈا میں نوکری کرنے لگے تھے انھوں نے مجھے فون کیا اور میں نوئیڈا آ گیا میں نے گھومنے کے لئے گیتا دیدی کو نوئیڈا بلالیا، ان کو دیکھ کر میری کمپنی کا مالک مجھ سے ناراض ہو گیا کہ یہ لڑکا تو بدمعاش ہے لڑکیوں کو بلا کر رکھتا ہے اور اس نے مجھے نوکری سے ہٹا دیا، میں نے گیتا دیدی سے کہا جاوید مجھے مسلمان ہونے کو کہتا ہے، انھوں نے کہا وہ بہت اچھی بات کہتا ہے، اسلام سچا دھرم ہے ہمارے پڑوس میں ایک میاں جی رہتے ہیں ان کی دو لڑکیاں مجھے مرنے کے بعد کے حالات سناتی تھیں، ان کے یہاں اردو کی ایک میگزین ارمغان آتی ہے، اس میں ایسے لوگوں کے انٹرویو آتے ہیں جو پہلے دوسرے مذہب کے تھے اور اب مسلمان ہو گئے تو ضرور مسلمان ہو جا اور جب تو مسلمان ہو جائے تو مجھے بھی ضرور بلالینا دیکھ اپنی دیدی کو ضرور یاد رکھنا، دہلی گھما کر میں گیتا دیدی کو تو چھوڑ آیا مگر ان کے کہنے سے میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ مجھے مسلمان ہونا ہے، میں نے ایک دوسری فیکٹری میں ملازمت کرلی وہاں شریف نام کا ایک لڑکا رہتا تھا، میں نے اس سے کہا میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں تو مجھے مسلمان کروا دے انھوں نے کہا کہ تم مسجد کے امام صاحب کے پاس چلے جاؤ وہ تمھیں مسلمان بنالیں گے، میں مسجد گیا بہت سارے مسلمان وہاں وضو کر رہے تھے، میں باہر ہی

سے کھڑا دیکھتا رہا اس ڈر سے کہ لڑائی نہ کریں باہر بیٹھا سگریٹ پیتا رہا اور پانچ بجے سے آٹھ بجے تک مسجد کے باہر بیٹھ کر واپس آ گیا، مگر مسجد میں جانے کی ہمت نہ ہوئی، وہاں بیٹھنے کے بعد مسلمان ہونے کی بے چینی میری بہت بڑھ گئی، دوسرے روز دن چھپنے کے بعد میں پھر مسجد گیا تو لوگوں نے بتایا کہ امام صاحب مارکیٹ گئے ہیں، میں انتظار کرتا رہا، آٹھ بجے وہ آئے مجھے دیکھ کر بولے میں مریضوں کو صبح دس سے بارہ بجے تک دیکھتا ہوں اس کے بعد تعویذ نہیں دیتا، میں نے کہا مجھے یہ علاج نہیں چاہئے، میں دوسرے مرض کا مریض ہوں، میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں اگر کوئی آدمی آپ کے دھرم میں آنا چاہے تو آپ کو کوئی مشکل تو نہیں، انہوں نے کہا ہمیں تو کوئی مشکل نہیں میں نے کہا میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں انہوں نے میرا نام پتہ مکان نمبر و فون نمبر وغیرہ لکھا اور جمعرات کو دوبارہ بلایا میں جمعرات کو گیا تو بولے کل جمعہ کو آنا میں جمعہ کو گیا تو وہاں جماعت کے ساتھیوں سے ملاقات ہوئی انہوں نے مجھ سے معلوم کیا تم مسلمان کیوں ہونا چاہتے ہو؟ میں نے کہا ویسے ہی وہ بولے ایک درخت پر بہت سی چڑیاں بیٹھی تھیں ایک آدمی آیا اس نے پتھر اٹھا کر مارا کچھ چڑیاں مر گئیں کچھ اڑ گئیں کچھ بیٹھی رہ گئیں کسی نے پوچھا تم نے پتھر کیوں مارا تو بولا ویسے ہی تم بھی ویسے ہی مسلمان ہو رہے ہو، مجھے اس طرح ان کا بات کرنا بہت برا لگا میں نے نوئیڈا میں لوگوں سے معلوم کیا کہ ہمارے قریب میں دہلی میں سب سے زیادہ مسلمان کہاں رہتے ہیں لوگوں نے کہا اوکھلا میں، میں نے سوچا میں اوکھلا جا کر مسلمان ہو جاؤں اتفاق سے جمعہ کے دن اوکھلا کی جماعت آ گئی، مجھے شریف نے بلوا اور جماعت والوں سے بتایا کہ یہ لڑکا مسلمان ہو گیا ہے، جماعت والوں نے مجھ سے کہا اوکھلا کی جماعت چالیس دن کے لئے جانے والی ہے آپ اس میں وقت لگا دو، میں تیار ہو گیا تین روز کے بعد میں جماعت میں نکل گیا خرچ کے لئے میں نے گھڑی اور سونے کی انگوٹھی بیچی، پانی پت، سونی پت میں ہمارا وقت لگا مجھے فون کا بہت شوق تھا کبھی، بھوپال

کبھی سیہور فون کرتا کبھی نوئیڈا فون کرتا تھا، میرے ساتھیوں کو مجھ پر شک ہو گیا مجھ سے الگ مشورہ ہو گیا اس لڑکے کو واپس بھیج دو یہ سی آئی ڈی کا آدمی ہے جماعت میں ایک صاحب تھے وہ اپنی (مولانا کلیم صاحب) سے بیعت تھے انھوں نے کہا کہ یہ سی آئی ڈی کا ہے تو کیا ہے، ہم کوئی چوری ڈاکہ تو کر نہیں رہے ہیں لیکن جماعت والے نہیں مانے انھوں نے مولانا صاحب (مولانا کلیم صدیقی) کو فون کیا اور میری ساری بات سنا دی، مولانا نے صرف فون پر سن کر ان سے یہ بات کہی کہ تم اس لڑکے کو اپنے ساتھ میں چالیس دن لگواؤ اگر اس سے کوئی خطرہ ہو گیا تو ذمہ دار میں ہوں گا، آپ اس کو میرا بیٹا سمجھ کر ساتھ رکھو ہر نقصان کا ذمہ دار میں ہوں، مجھ سے بھی مولانا صاحب نے بڑی محبت سے بات کی اور کہا جماعت سے آکر آپ مجھ سے ملنا اور امیر صاحب سے بھی کہا یہ میرا بیٹا ہے ہر نقصان اور خطرہ کا میں ذمہ دار ہوں اس لئے انھوں نے مجھے مشورہ دیا کہ میں جماعت سے واپس جا کر حضرت مولانا سے بیعت ہو جاؤں پانی پت میں حضرت کے یہاں ایک مفتی صاحب (مفتی شرافت صاحب) سے ملاقات ہوئی انھوں نے مجھے بڑی تسلی دی اور مبارک باد دی۔

جماعت سے واپس آکر میں نوئیڈا آگیا اور مولانا صاحب کو بار بار فون کرتا رہا ایک مہینہ تک مولانا سے ملاقات نہ ہو سکی جب فون کرتا تو معلوم ہوتا کہ سفر میں ہیں ایک روز مولانا صاحب نے بتایا کہ صبح نو بجے تک میں ان شاء اللہ دہلی پہنچوں گا آپ مسجد خلیل اللہ آجائیں، میں آٹھ بجے خلیل اللہ مسجد پہنچا، مولانا راستہ میں جام میں پھنس گئے اور گیارہ بجے تک نہیں آئے، مسجد خلیل اللہ میں میرے ایک جماعت کے ساتھی بھائی یوسف سے انھوں نے مجھے مشورہ دیا کہ میں حکیم محمود اجمیری کے پاس جا کر بیعت ہو جاؤں وہ مجھے لے کر ان کے پاس گئے انھوں نے گھر سے آکر مصافحہ ملایا اور بولے میں تو ایک بجے کے بعد ملاقات کر سکتا ہوں، مجھے افسوس بھی ہوا مگر بیعت کے شوق میں جا کر مسجد میں انتظار

کرنے لگا اتفاق سے ساڑھے گیارہ بجے مولانا صاحب آگئے بہت پیار سے گلے لگایا،
دیر ہونے اور اتنے دنوں ملاقات نہ ہونے کے سلسلہ میں بہت معافی مانگی، مجھ سے معلوم
کیا کہ تم کتنے دن پہلے مسلمان ہوئے ہو، میں نے کہا مجھے کسی نے مسلمان نہیں کیا مولانا
صاحب نے کہا کلمہ پڑھے بغیر سارے اعمال بے کار ہیں موت کا کچھ پتہ نہیں پہلے آپ
کلمہ پڑھ لو مجھے کلمہ پڑھوایا اور کہا کوئی نام پسند ہو تو بدل دو میں نے کہا میں نے شرک سے
توبہ کی ہے اس لئے میں اپنا نام بھی توحید رکھنا چاہتا ہوں، مولانا صاحب نے یہ نام بہت
پسند کیا مجھے "آپ کی امانت" کتاب منگا کر دی اور میرے اصرار پر مجھے بیعت بھی کر لیا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: اگلے روز ہمارے ضلع کے کچھ لوگ مولانا صاحب سے ملنے آگئے انھوں نے حضرت سے کہا کہ توحید کو ہم لے جاتے ہیں یہ گھر والوں پر کام کرے گا مولانا صاحب نے مجھے ان کے ساتھ بھیج دیا میں بھوپال میں تھا کہ میرے گاؤں کے کچھ لوگوں نے مجھے دیکھ لیا انھوں نے بتایا کہ گاؤں کے لوگوں کو پتہ چل گیا ہے کہ تو مسلمان ہو گیا ہے تمہیں وہاں فساد کا خطرہ ہے، تمھیں یہاں ہرگز نہیں رہنا چاہئے، میں پھر پھلت آگیا مولانا سے میں نے کہا کہ میں نے بیعت کی تھی سنت کی اتباع پر، مگر میری ایک سنت چھوٹ رہی ہے آپ میری ختنہ کرا دیں، مولانا صاحب نے کہا بہت اچھا ہے اگلے روز نائی کو بلایا اور بہت سارے لوگوں کی ایک ساتھ ختنہ ہو گئی سب کی ختنہ جلد اچھی ہو گئی بس میری اور ایک لڑکے کی ختنہ پک گئی مجھے بخار ہو گیا بہت تکلیف رہی، میرے ساتھی مجھ سے معلوم بھی کرتے رہے، ایک دو لوگوں نے مجھے ڈرایا کہ ختنہ کے پکنے سے آدمی مر بھی جاتا ہے میں نے کہا کہ پیارے نبی ﷺ سنت کے لئے میری جان بھی چلی جائے تو میری خوش قسمتی ہے، الحمد للہ میری طبیعت ٹھیک ہو گئی میں نے مولانا صاحب سے درخواست کی کہ حضرت میں بیعت ہو گیا تھا مگر میرے دل میں یہ بات آئی تھی کہ سنت کی اتباع کا عہد تو

کر رہا ہے مگر ایک سنت چھوٹ رہی ہے اب الحمدللہ وہ سنت بھی ادا ہوگئی، آپ مجھے دوبارہ بیعت فرمالیں حضرت نے مجھے دوبارہ بیعت کرلیا۔

سوال: آپ کی گیتا دیدی کا کیا ہوا؟

جواب: ان کے گھر والے ان کی شادی کرنا چاہتے تھے وہ کئی مسلمانوں کے پاس گئی کہ کوئی ان کو مسلمان کرلے اور ہندو دھرم سے نکلنے کے لئے مدد کرے مگر کوئی اس کے لئے تیار نہ ہوا، سب ڈرتے تھے ان کے گھر والوں نے ایک شرابی اور جواری لڑکے سے منگنی کردی اور سامو ہک وواہ سمیلن میں لے جانے کو کہا، انھوں نے مجھے فون کیا کہ میں آکر اس سے پہلے ان کو لے جاؤں میں نے کہا اتوار کو میری چھٹی ہوتی ہے مگر ہفتہ کے دن ان کی شادی ہونی تھی وہ جمعہ کے روز دسیوں مسلمانوں کے پاس گئیں کہ وہ مسلمان بننا چاہتی ہے اور اگر آج مجھے مسلمان نہ بنایا گیا تو میرے گھر والے میری شادی کردیں گے اور مجھے ہندو ہی رہنا پڑے گا، مگر کوئی آدمی ان کو مسلمان کرنے کے لئے تیار نہ ہوا مجبوراً انھوں نے رات کو سلفاز کی گولیاں کھالیں اور رات کو ان کا انتقال ہوگیا وہ پرچی لکھ گئیں کہ میں ہندو سماج میں رہنے اور شادی کرنے سے زیادہ موت کو پسند کرتی ہوں میرے اللہ مجھے خود مسلمان کرلیں گے، میں اتوار کو بھوپال پہنچا تو مجھے حادثہ کا علم ہوا آج تک میں اس ظلم کو بھلا نہیں سکتا، میں نے دو پیسہ کی نوکری کے لئے کتنا ظلم کیا، میرے اللہ مجھے معاف کرنا۔

سوال: اس کے بعد آپ کہاں رہے؟

جواب: مجھے حضرت نے کالا آنب (ہریانہ) بھیج دیا، وہاں ایک فیکٹری میں ملازمت کی تلاش میں گیا، انھوں نے میرے حالات معلوم کرکے نوکری دینے کا تو وعدہ کیا مگر شرط لگائی کہ تمہیں داڑھی کٹوانا پڑے گی، میں نے کہا نوکری تو کیا چیز ہے میں جان کے لئے بھی داڑھی نہیں کٹوا سکتا، میں سر تو کٹوا سکتا ہوں مگر داڑھی نہیں کٹوا سکتا، مجھے فاقے منظور ہیں مگر نبی ﷺ کی سنت چھوڑنا منظور نہیں، ایک دوسری فیکٹری میں، میں نے آدھی تنخواہ پر

ملازمت کرلی میرے اللہ نے میرے ساتھ کرم کیا میرے کام کو دیکھ کر کمپنی مالک نے میرا پرموشن کردیا اور سپروائزر بنا لیا میرے ساتھی مجھ سے جلنے لگے ایک روز مجھے فیکٹری میں پانچ روپے پڑے ہوئے ملے میں نے جماعت میں سنا تھا کہ پڑی چیز یا تو اٹھانی نہیں چاہئے اگر اٹھالی ہے تو ذمہ داری ہے کہ چھتیس سال تک اعلان کرتا رہے میں نے ایک گتے میں اعلان لکھ کر فیکٹری کے دروازے پر لگا دیا، میرے ساتھیوں نے منیجر کو بھڑکا دیا مجھے مجبوراً ملازمت چھوڑنی پڑی۔

سوال: اسلام میں آنے کے بعد آپ کو کیسا لگتا ہے؟

جواب: اسلام کی ہر چیز سے مجھے عشق ہے مجھے اپنے مسلمان ہونے پر ناز ہے اور اپنی پیارے نبی ﷺ کی سنت مجھے جان سے زیادہ عزیز ہے میں نے بال بڑھا کر پٹے رکھے ہیں، میں جب آئینہ دیکھتا ہوں تو مجھے نبی کی سنت کی وجہ سے اپنے پر بہت پیار آتا ہے میں کپڑے سلوانے گیا، درزی نے معلوم کیا جیب کدھر لگواؤں ایک حافظ صاحب میرے ساتھ تھے، میں نے ان سے معلوم کیا جیب کدھر لگانا سنت ہے انہوں نے کہا مجھے معلوم نہیں میں نے کہا ابھی کپڑے مت سینا مجھے جب تک معلوم نہ ہو جائے کہ میرے نبی ﷺ جیب کدھر لگواتے تھے میں ہرگز کپڑے نہیں سلواؤں گا، میں نے مولانا صاحب کو فون کیا انھوں نے جواب دیا تحقیق کرکے بتاؤں گا پھر وہ عمرہ کو چلے گئے میں کچھ دنوں کے بعد سعودی عرب فون کیا حضرت مولانا نے وہاں بہت سی دعا کی حضرت مولانا نے وہاں علمائے کرام لوگوں سے معلوم کیا مگر اطمینان نہیں ہو سکا، میں نے آج تک نئے کپڑے نہیں سلوائے اور انشاء اللہ جب تک معلوم نہ ہو جائے میرے نبی ﷺ جیب کہاں لگواتے تھے ہرگز ہرگز کپڑے نہیں سلواؤں گا۔

سوال: آپ نے اسلام قبول کرنے کے بعد کوئی دعوتی کام بھی کیا؟

جواب: الحمد للہ ثم الحمد للہ، بھلا حضرت مولانا سے جڑنے کے بعد یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ

دعوت کا کام نہ کریں۔ الحمد للہ ایک سال میں بہت سے فیکٹری کے ساتھیوں کو میں نے دعوت دی اور وہ مسلمان ہوئے آج بھی ایک سفر پر جا رہا ہوں پانچ لوگ جھنجھانہ کے قریب الگ الگ گاؤں کے بالکل قریب ہیں، انشاء اللہ پرسوں تک ان کو کلمہ پڑھوا کر لے کر آؤں گا، ہدایت تو اللہ کے فیصلے میں ہے مگر کوشش پر اللہ نوازتے ہیں۔

سوال: ارمغان کے لئے کوئی پیغام آپ دیں گے؟

جواب: بس اس سے زیادہ پیغام کیا ہوسکتا ہے کہ اسلام کے دشمن خاندان کے ایک انسان کو جب اللہ تعالیٰ سنت سے ایسی محبت دے سکتے ہیں تو بھولے بھالے انسان جو دنیا میں زیادہ ہیں اگر ان کو اسلام سمجھایا جائے تو پھر وہ کیسے نبی ﷺ کے چاہنے والے نہیں بن سکتے، ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔

سوال: بہت شکریہ! توحید بھائی۔

جواب: آپ کا بھی شکریہ احمد بھائی

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، دسمبر ۲۰۰۷ء

۱۴ خودکشی رہ گئی ایمانی دریا میں غرق ہو گئے

عبداللہ کٹکی {سنجیو پٹنا تک} سے ایک ملاقات

مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ وراثت میں ملے اسلام کی مسلمانوں کو کچھ قدر نہیں ہوتی، ان کو خاص طور پر ملی اس دولت میں اس کا احساس ہے کہ اسلام سے محروم انسان کتنے خطرے میں ہیں اور وہ کیسی قابل ترس حالت میں ہیں، خدارا ان پر ترس کھائیں اور ان کو دوزخ کی دردناک آگ سے نکالنے کی فکر کریں، کم از کم اس تکلیف اور درد کا احساس ہی کریں۔ **مولانا احمد اوّاہ ندوی**

احمد اوّاہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عبداللہ عثمانی: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

سوال: عبداللہ بھائی میرا نام احمد ہے، مولانا کلیم صاحب کا بیٹا ہوں، کل ابی نے مجھے آپ کا پتہ دیا تھا، آپ کی طبیعت کیسی ہے؟

جواب: ہاں احمد بھائی میں آپ کو جانتا ہوں، پھلت میں ایک ماہ کے قریب رہا ہوں میری طبیعت الحمدللہ اب ٹھیک ہے۔

سوال: ابی نے مجھے کہا تھا کہ آپ سے ''ارمغان'' کے لئے انٹرویو لوں؟

جواب: ضرور بھیا، مجھ سے مولانا صاحب کہہ رہے تھے کہ میں احمد کو بھیجوں گا، آپ کو اپنی زندگی کی کہانی ان کو سنانی ہے۔

سوال: ذرا آپ اپنا انٹروڈکشن (تعارف) کرا دیں؟

جواب: میرا پرانا نام سنجیو پٹنا تک تھا، میں کٹک اڑیسہ میں ایک تعلیم یافتہ گھرانہ میں ۹ رجنوری ۱۹۶۷ء کو پیدا ہوا، میرے پتاجی (والد صاحب) ایک انٹر کالج میں لکچرر تھے،

ہمارے والد صاحب کا اچانک ہارٹ فیل ہو کر انتقال ہو گیا، اس لئے مجھے مجبوراً ایس سی کے بعد تعلیم روکنی پڑی۔

سوال: اپنے قبول اسلام کا واقعہ بتائیے؟

جواب: والد صاحب کے انتقال کے بعد والدہ اور بہن کی ذمہ داری میرے سر پر تھی، بہن کی منگنی والد صاحب نے کردی تھی میں نے قرض لے کر کسی طرح اس کی شادی کردی، دو سال تک والد صاحب کے اسکول میں، میں جونیر سیکشن میں پڑھاتا تھا، مگر اسکول کے پرنسپل سے میری ان بن رہتی تھی اور مجبوراً مجھے ملازمت چھوڑنی پڑی، اس کے بعد دو چار جگہ تھوڑے تھوڑے وقت کے لئے میں کام کرتا رہا، مگر قرض ادا نہ ہو سکا اور مسلسل مجھ پر دباؤ بڑھتا رہا، چھ سال تک میں روزگار کے لئے پریشان رہا، سوسائڈ (خودکشی) کرنے ارادہ کیا اور ایک بڑی ندی کے پل پر چڑھا کہ ڈوب کر مرجاؤں، میں پل پر چڑھ رہا تھا کہ ایک مولانا صاحب وہاں آگئے، انہوں نے سردی میں مجھے پل پر چڑھتے دیکھا موٹر سائیکل روکی اور میرا ہاتھ پکڑ کر نیچے کھینچا اور مجھ سے پل پر چڑھنے کی وجہ معلوم کی میں نے اپنا ارادہ بتایا، مولانا صاحب نے مجھ سے کہا میری بات پہلے سن پھر جو چاہے کرلینا انہوں نے مجھے بتایا کہ ندی میں چھلانگ لگا کر ضروری نہیں کہ تم مرجاؤ، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی طرح بچ جاؤ اور پانی پھیپھڑوں میں بھر جانے کی وجہ سے بیماری کے ساتھ تمہیں کب تک جینا پڑے اور اگر تمہاری موت ڈوب کر مرجانے میں لکھی ہے تو بھی اس موت کے بعد ایک زندگی جو کبھی ختم ہونے والی نہیں، تمہارے مالک نے یہ زندگی اور جان امانت بنا کردی ہیں، جس کی حفاظت تمہارے ذمہ ہے اگر تم نے اس کی حفاظت کرنے کے بجائے خودکشی کرلی تو قیامت (پرلوک) تک تمہیں یہ سزا دی جائے گی کہ تمہیں بار بار ڈوب کر مرنا پڑے گا، اس لئے اچھا ہے کہ مرنے سے پہلے مرنے کے بعد کی سدا رہنے والی

زندگی کی فکر کرو، میں نے ان سے سوال کیا کہ مرنے کے بعد تو سب گل سڑ جاتے ہیں مولانا صاحب بہت محبت کے ساتھ مثالیں دے کر مجھے سمجھاتے رہے، بیچ بیچ میں قرآن مجید کی آیتیں پڑھتے جاتے تھے، جن کا میرے دل پر بہت اثر ہوا میں نے ان سے مرنے کے بعد کی زندگی کو کامیاب بنانے کے طریقہ کے بارے میں معلوم کیا تو انھوں نے مجھے مسلمان ہونے کو کہا اور مجھے مشورہ دیا کہ آپ ہمارے پیر صاحب کے یہاں یوپی چلے جاؤ، انھوں نے مجھے اطمینان دلایا کہ آپ کو وہاں جا کر کچھ ملے نہ ملے شانتی تو ضرور ملے گی، میں نے ان سے اپنے قرض کے بارے میں بتایا اور بتایا کہ اتنی دور جانے کا کرایہ میرے پاس نہیں ہے وہ مجھے موٹر سائیکل پر بٹھا کر گھر لائے اور مجھے ایک خط لکھ کر دیا اور ۵۰۰ روپے بھی مجھے دیئے۔

میں ماں کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ میری نوکری دلی لگ رہی ہے، ماں نے خوشی سے مجھے اجازت دیدی میں ٹرین میں سوار ہو کر دلی پہنچا یہاں سے دوسری ٹرین میں کھتولی پہنچا اور پھر پھلت، مولانا صاحب سفر پر گئے تھے اتفاق سے مولانا صاحب کے ایک مرید مولانا عتیق کنگی صاحب آئے ہوئے تھے، میری ان سے ملاقات ہو گئی مجھے ہندی بولنا نہیں آتی تھی ان کے ملنے سے میری جان میں جان آ گئی، انھوں نے میری پوری کہانی سنی اور مجھے مبارک باد دی کہ آپ نے بہت مناسب فیصلہ کیا ہے حضرت کل آجائیں گے اور حضرت مولانا صاحب کی بہت تعریف کی، اگلے روز چار بجے وہ سفر سے واپس آ گئے، ملاقات ہوئی مولانا صاحب نے مجھے کلمہ پڑھوایا اور میرا نام عبد اللہ رکھا مجھے صرف اڑیا اور انگریزی زبان آتی تھی، میں نے انگریزی میں مولانا صاحب سے درخواست کی کہ مجھے یہاں رہنا ہے اور مجھے روزگار بھی چاہئے، مولانا صاحب نے مجھے مولانا عتیق صاحب کے ساتھ جسولا گاؤں میں رہنے کے لئے بھیج دیا کہ آپ وہاں رہ کر کچھ دن ہندی اور اردو بولنا سیکھ لیں اور کچھ دین

بھی سیکھ لیں، میں ایک باہر کے سفر پر جا رہا ہوں وہاں سے واپسی پر کسی اسکول میں آپ کی ملازمت لگوا دیں گے، میں اگلے روز صبح کو مولانا عتیق صاحب کے ساتھ جسولہ گاؤں چلا گیا، وہاں پر میں نے قاعدہ پڑھنا شروع کیا، غسل وضو کا طریقہ سیکھا نماز سیکھنی شروع کی، مولانا عتیق صاحب نے پاکی اور بہت سی بیماریوں سے بچنے کے لئے ختنہ کرانے کا مشورہ دیا، میرے خیال میں خود اصل مسلمانی ختنہ ہی تھی اس لئے میں نے بھی خود ختنہ کرانے پر زور دیا، نائی کو بلایا میں نے ختنہ کرا لیا اور مجھے اطمینان ہوا آج میں پکا مسلمان ہوا ہوں۔

سوال: آپ نے کھتولی تھانے ابی کے خلاف ایک رپورٹ کرائی تھی، اس کی وجہ کیا تھی؟

جواب: احمد بھائی میری کم ظرفی تھی، شاید کتا بھی اتنی کم ظرفی اور کمینے پن کی حرکت نہ کرتا، میری آپ کے ابی سے صرف چند گھنٹوں کی ملاقات تھی، بلکہ اس میں بھی مصروفیت کی وجہ سے بیس پچیس منٹ سے زیادہ میری بات نہیں ہوئی، مگر ان بیس پچیس منٹ میں مجھے محسوس ہوا کہ یہ آدمی اس کل یگ کا نہیں، یہ تو پوری انسانیت کے درد میں کڑھنے والا کسی پرانے زمانے کا آدمی ہے جس کی زبان میں ہر دکھے دل کے لئے مرہم ہے، میں سالوں کا مایوس جیسے دوبارہ جنم لے کر پیدا ہوا ہوں، اصل میں میرے مزاج میں غصہ تو پیدائشی تھا مگر اتنی لمبی مایوسی کی زندگی نے مجھے حد درجہ چڑچڑا بنا دیا تھا، مولانا صاحب ایک لمبے سفر پر حج اور عمرے کے لئے چلے گئے، میں جسولہ میں رہ رہا تھا، وہاں بھی میری بار بار استادوں سے لڑائی ہوئی، مگر مولوی عتیق صاحب مجھے سمجھا دیتے، اتفاق سے مولوی عتیق کی والدہ بہت بیمار ہوگئیں اور ان کو اڑیسہ جانا پڑا، میں نے بھی اپنی ماں کی خبر لینے کو ان سے کہا، مجھے لڑائی کے ڈر سے پھلت چھوڑ گئے، میں وہاں خانقاہ میں رہتا تھا، ماسٹر اسلام صاحب جو خود ایک نو مسلم تھے ذمہ دار تھے میری وہاں مہمان سے بار بار لڑائی ہوتی رہی، ماسٹر

صاحب سمجھاتے رہے، بہت عاجز آکر لڑائی سے بچانے کے لئے میرے لئے انھوں نے مسجد کے حجرے میں رہنے کا انتظام کر دیا، وہاں پر موذن صاحب سے بھی میری لڑائی ہوتی رہی ایک روز میں نے موذن صاحب کو بہت گالیاں دیں ماسٹر اسلام صاحب نے مجھے بہت ڈانٹا کہ روز روز کی لڑائی ہم کب تک برداشت کرتے رہیں گے، مجھے غصہ آگیا اور ماسٹر صاحب کو گالیاں بکنے لگا اور ان کا گریبان پکڑ لیا ان کو بھی غصہ آتا تھا، انھوں نے دو چانٹے زور زور سے میرے کو لگا دیے بس کیا تھا میں آپے سے باہر ہو گیا اپنا سامان اٹھایا اور سیدھا کھتولی تھانہ پہنچا اور تھانے جا کر رپورٹ لکھوائی کہ مولانا کلیم صاحب مجھے دلی سے گاڑی کی ڈگی میں ڈال کر زبردستی لائے، مجھے مار مار کر کلمہ پڑھوایا اور مسلمان کیا باندھ کر میرا ختنہ کروایا اور خود تو عرب کے سفر پر چلے گئے اور دو پہلوانوں اسلام اور عبداللہ کو میرے اوپر چھوڑ گئے جو مجھے مار مار کر نماز پڑھواتے ہیں، میں کسی طرح ان کی قید سے چھوٹ کر آیا ہوں پولیس انسپکٹر میری باتیں سن کر بہت ہنسا اور بولا بھلے مانس کچھ تو سچ بھی کہہ لے، آج کے زمانے میں ایسا ہو سکتا ہے؟ تو جوان آدمی ہے، بات بتا کیا ہے تو کس سے لڑ کر آیا ہے؟ میں نے کہا آپ میری رپورٹ لکھیں ورنہ میں ایس پی کے یہاں جا کر لکھواؤں گا۔

سوال: آپ نے اپنی کے خلاف رپورٹ لکھوائی، جب کہ آپ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ان کی ہمدردی سے آپ بہت متاثر ہوتے تھے؟

جواب: احمد بھائی یہی بات یہ ہے کہ میرا ضمیر شاید موت تک اس کمینے پن کو معاف نہیں کر سکتا، مگر مجھ جیسے کتوں کے بھونکنے سے پریم و محبت کی گاڑی کب رکنے والی ہے، میں نے تھانے میں رپورٹ کرائی، رپورٹ کچے کاغذ پر لکھ لی گئی، تھانہ انچارج نے دو سپاہیوں کو پھلت مولانا صاحب کو بلانے بھیجا، مولانا صاحب باہر کے سفر پر گئے ہوئے تھے

مولانا صاحب کے بڑے بھائی وکیل صاحب ایک ڈاکٹر صاحب کو لے کر تھانے آئے، تھانہ میں ایک خطرناک معاملہ زوروں پر تھا، چند دن پہلے کچھ شیو سینکوں نے ایک گاؤں کے ایک جنگل میں ایک ۱۵ سالہ مسلمان لڑکی سے بلاتکار (زنا) کر کے اس کو مار کر مٹی میں دبا دیا تھا مسلمانوں نے احتجاج کیا تو مایاوتی کے آرڈر سے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا شیو سینک پورے علاقے کے اکٹھا ہو کر ان لوگوں کو رہا کرانے کے لئے دھرنا دے رہے تھے ایسے گرم ماحول میں وکیل صاحب نے سوچا کہ کسی طرح اس معاملہ کو رفع دفع کرانا چاہیے، ایک بڑی رقم کا مطالبہ تھانے سے تھا، بڑی کہا سنی کے بعد کہ ہمیں خود کچھ نہیں چاہیے اس آدمی کو دینا ہے جس کے ساتھ ایسا جرم ہوا ہے، نو ہزار روپے میں معاملہ طے ہو گیا، تھانیدار نے مجھے پانچ سو روپے کرایہ کے دیئے، میں نے زیادہ مانگے تو مجھے گالیاں دیں کہ جھوٹی رپورٹ لکھاتا ہے شرم نہیں آتی، میں تھانے سے نکل کر بس میں بیٹھا، دہلی جا کر کٹک کا ٹکٹ لیا اور ٹرین سے گھر پہنچا میری ماں کا دیہانت (انتقال) ہو چکا تھا، لوگوں نے مجھے بتایا کہ وہ مولانا صاحب جو کلیم صاحب کے مرید تھے، انھوں نے میری ماں کا بہت علاج کرایا اور بہت خدمت کی اور وہ مسلمان ہو کر مریں اور مسلمانوں کے قبرستان میں ان کو دفن کیا گیا، میں ایک ایسے بدقسمت فقیر کی طرح جس کو خواب میں بادشاہت مل گئی ہو اور پھر اچانک آنکھ کھل جائے اور فقیر کا فقیر رہے، پھلت سے واپس لوٹا، ایک انجانا سا ڈر مجھے اندر ہی اندر محسوس ہو رہا تھا کہ ایسے احسان اور ہمدردی کرنے والوں کے ساتھ اس کمینے پن کی سزا مجھے زندگی میں ضرور بھگتنی پڑے گی اتنے دنوں اسلام کی باتیں جاننے کے بعد مجھے ہندو بن کر جینے کو تو دل بالکل نہیں چاہتا تھا مگر میرا منہ بھی نہیں تھا کہ میں کسی مسلمان کے پاس جاؤں، ایک دو مہینہ میں کٹک میں گذارا کرتا رہا کبھی کچھ سوچتا کبھی کچھ، ایک روز ایک پنڈت جی سے ملاقات ہوئی، وہ بنارس کے ایک بڑے آشرم کے ذمہ دار تھے

میں نے یہ سوچ کر کہ یہ دھارمک آدمی ہیں اپنی پریشانی کا ذکر کیا انھوں نے مجھ سے بنارس ساتھ چلنے کے لئے کہا میں ان کے ساتھ بنارس آشرم میں چلا گیا، ایک سال میں وہاں رہا، مگر مجھے ہندو دھرم کی کوئی بات بھی بھائی نہیں تھی۔

انھیں دنوں بنارس کے کئی آشرموں میں بم ملے، ہمارے آشرم میں بھی بم رکھے ملے پولیس نے سخت ایکشن لیا، خود مندروں میں رہنے والوں اور پجاریوں کی تحقیق و تفتیش ہوئی، نئے لوگوں میں مجھ پر پولیس کو شک ہوا، ہمارے پورے آشرم سے صرف مجھے، پولیس گاڑی میں بٹھا کر تھانے لے گئی، تھانہ انچارج نے مجھ سے تفتیش شروع کی، توان کو مجھ پر اور بھی شک ہو گیا، کہنے لگے یہ لشکر طیبہ کا آدمی ہے، اس کی پینٹ اتار کر دیکھو یہ مسلمان ہے، میری پینٹ اتاری گئی، میری ختنہ دیکھ کر ان کو یقین ہو گیا کہ یہی آتنک وادی ہے، میں نے ان سے کہا کہ میری ختنہ بردستی کرادی گئی تھی اور کھتولی تھانہ میں رپورٹ بھی لکھی ہوئی ہے، تھانہ انچارج نے کھتولی رابطہ کیا کھتولی والوں نے بتایا کہ ہمارے یہاں ایسی کوئی رپورٹ دو سالوں میں بھی نہیں لکھی ہوئی ہے، پھر کیا تھا میرے ساتھ سختی ہونے لگی، مجھ سے تفتیش کے بعد اور جرم کے اقرار کے لئے جو بھی حیوانیت ہو سکتی تھی، کی گئی سخت ماری گئی میرے ناخن کھینچے گئے، حیوانیت کا کوئی ظلم ایسا نہ تھا جو میں نے نہ سہا ہو خیال ہوتا تھا کہ میں اب مرجاؤں گا وہ مجھ سے دہشت گردوں کا پتہ مانگتے تھے مگر میں کہتا کہ یہ میرا جرم نہیں ہے جس کی سزا تم مجھے دے رہے ہو، بلکہ میرا جرم یہ ہے کہ میں نے اپنے محسن کے ساتھ دغا کی، مگر ان ظالموں کو کہاں سمجھ میں آنے والا تھا، میرے فوٹو اخباروں میں چھپے کہ لشکر کا پرانا آتنک وادی پجاری کے بھیس میں ایک سال دکاس آشرم میں رہا، پورا پرشاسن حرکت میں تھا، سب کچھ کرنے کے بعد جب ان کو مجھ سے کچھ سراغ نہیں مل سکا تو مجھے ڈی آئی جی کے یہاں لے جایا گیا میرے پاؤں کی ہڈیوں میں فریکچر آ

گئے تھے اس لئے مجھے لیٹا کر کے جایا گیا، یہ ڈی آئی جی بریلی سے پروموشن ہو کر ڈی آئی جی بنے تھے، انھوں نے سارے پولیس والوں کو الگ کر کے محبت سے مجھ سے بات کی اور مجھے سچ بتانے کو کہا، میں نے رو رو کر اپنی کہانی ان کو بتائی اور بتایا کہ یہ سب سزا مجھے اس گھناؤنے جرم کی مل رہی ہے کہ میں نے اپنے محسن کو دغا دی مولانا کلیم صاحب کو وہ جانتے تھے، وہ مولانا صاحب سے دہلی میں ملے تھے اور ان کی کتاب "آپ کی امانت آپ کی سیوا میں" پڑھ چکے تھے انھوں نے مجھے وہ منگوا کر دکھائی، ڈی آئی جی کو میرے سچ پر یقین آ گیا، انھوں نے مجھے بتایا کہ میں نے خود مولانا صاحب کے ہاتھ چھ مہینے پہلے کلمہ پڑھا ہے، مگر ابھی میں نے اعلان نہیں کیا، واقعی تم نے بہت بری حرکت کی، انھوں نے مجھ سے کہا اب بھی اگر سکھی جیون چاہتے ہو، تو مولانا صاحب کے پاس پھلت جاؤ میں تمہیں یہاں سے چھڑوا دیتا ہوں، شرط یہ ہے کہ تم اسلام پر جمے رہو، انھوں نے مجھے پولیس کی گاڑی میں بٹھا کر، بنارس کے ایک مدرسے میں بھیج دیا، مدرسے والوں نے مجھے رکھنے سے صاف منع کر دیا کہ جس شخص پر دہشت گردی کا الزام ہو ہم لوگ اسے نہیں رکھ سکتے لوگ مدرسوں کو اور بھی بدنام کریں گے، مجھے ایک سرکاری اسپتال میں بھرتی کر دیا گیا میرے دونوں پاؤں پر پلاسٹر ہوا دو مہینے بعد میری ہڈیاں جڑ گئیں اور بیساکھیوں سے چلنے لگا مگر میری صحت بالکل خراب ہو گئی تھی سخت چوٹوں کی وجہ سے میرے گردے خراب ہو گئے تھے بنارس کے ایک حاجی صاحب نے ڈی آئی جی کے کہنے پر میرے علاج پر کافی رقم خرچ کی مگر میری صحت بحال نہ ہوئی، تو مجھے دہلی علاج کے لئے جانے کا مشورہ دیا گیا آل انڈیا میڈیکل انسٹی ٹیوٹ کے لئے مجھے ڈاکٹر نے پرچہ لکھ دیا کچھ رقم حاجی صاحب سے لے کر دہلی آیا دہلی آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ میں ایک ہفتہ چکر لگاتا رہا مگر میرا داخلہ نہ ہو سکا، مجبوراً میں صفدر جنگ اسپتال میں داخل ہو گیا، میں علاج سے بالکل مایوس ہو گیا تھا

مجھے یہ خیال ہوتا تھا کہ کاش موت سے پہلے میں مولانا صاحب سے ایک بار ملاقات کر کے، ان کے قدموں میں پڑ کر ان سے معافی مانگ لوں، شاید موت کے بعد کی زندگی کے لئے رحمت کا ذریعہ بن جائے، مجھے بار بار ڈی آئی جی صاحب کی وہ بات یاد آ رہی تھی کہ اب بھی اگر سکھی جیون چاہتے ہو تو مولانا صاحب کے قدموں میں پھلت چلے جاؤ، مجھے یہ بھی خیال آ رہا تھا کہ اس محسن کی کیا بات ہے کہ ایسے غدار کو اتنی مشکل سے نجات ملی، تو ڈی آئی جی سے ان کے رشتہ کی وجہ سے ورنہ نہ جانے کس طرح جیل میں سڑ کر مرتا مجھے مولانا صاحب کی بہت یاد آئی اور روز بروز جیسے علاج سے مایوسی بڑھتی رہی یاد بڑھتی گئی کہ کاش کوئی صورت آخری ملاقات کی ہو جائی۔

۹ مارچ کو اچانک میری عید ہو گئی ۱۱ بجے کے قریب مولانا صاحب اپنے کسی دوست ڈاکٹر صاحب سے ملنے صفدر جنگ پہنچے، وہ ڈاکٹر صاحب ہمارے وارڈ میں تھے میں نے دروازے سے مولانا کو آتے دیکھا تو میں گیٹ سے نہ جانے کس طاقت سے کود کر مولانا صاحب کے قدموں سے چمٹ گیا، مولانا صاحب شروع میں تو ڈر سے گئے مگر جب میں نے بتایا کہ میں آپ کا کمینہ نمک حرام احسان فراموش عبداللہ کنک والا ہوں تو مولانا نے مجھے اٹھایا اور گلے لگایا اور معلوم کیا کہ یہ کیا حال ہو گیا، میں نے رو رو کر پوری کہانی سنائی مولانا صاحب نے معلوم کیا اب اسلام پر ہو کہ نہیں، میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے حقیقی مسلمان اب بنایا ہے، اب بس آپ کے قدموں میں جان دینے کی آخری آرزو ہے مولانا صاحب میری حالت زار دیکھ کر بہت دکھی بھی ہوئے اور اس بات پر خوش بھی ہوئے کہ میں انہیں مل گیا، مولانا صاحب نے میری شرمندگی اور ندامت کو اور بھی بڑھا دیا کہ اتنی کم ظرفی کے باوجود بھی وہ اس کے لئے فکر مند تھے کہ کہیں میں ہندو ہو کر نہ مر جاؤں اور ہمیشہ کی دوزخ کا ایندھن بنوں، انھوں نے بتایا کہ حج و عمرہ کے سفر میں ہر موقع پر میرے لئے دعا کی کہ

میرے اللہ! میرے عبداللہ کو میرے یہاں بھیج دیجئے اور اسے اسلام پر موت نصیب فرمایئے، مولانا صاحب نے مجھے بتایا کہ میں نے تمہارے اسلام پر چلنے کے لئے روزوں کی نذر مانی، نفلوں اور صدقوں کی نذر مانی، نذر بڑھاتا رہا، اب تک چالیس روزے، سو رکعت نفل اور دس ہزار روپے صدقہ کی نذر میں تمہارے اسلام پر واپس آنے کے لئے کر چکا ہوں، میں یہ سن کر بلک گیا کہ ایسے احسان فراموش کے ساتھ ایسی ہمدردی، یا اللہ یہ کائنات ایسے لوگوں کی وجہ سے قائم ہے، میں مولانا صاحب کے قدموں میں بار بار چمٹتا تھا کہ خدا کے لئے اس کمینہ کو معاف کر دیں میری وجہ سے بھائی صاحب کو نو ہزار روپے تھانے میں بھی دینے پڑے، مولانا صاحب بار بار مجھے گلے لگاتے اور کہتے کہ ہمارے اسلام پر چلنے کے بعد مجھے کسی بات کا بھی احساس نہیں رہا اور وہ نو ہزار روپے تو اللہ نے مجھے واپس دلوا دیے تھے میں نے کہا وہ کیسے احمد بھائی دیکھئے اللہ کے یہاں سچے انسانیت دوستوں اور ہمدردوں کی کیسی ناز برداری ہوتی ہے، مولانا صاحب نے بتایا کہ میں باہر کے سفر سے واپس آیا لوگوں نے میرا پورا واقعہ سنایا، میں نے ساتھیوں سے کہا آپ لوگوں کو سمجھانا چاہئے تھا، نو ہزار روپے کی تو ایسی بات نہیں ہے البتہ اگر وہ مرتد ہو گیا تو ایک آدمی کا ایمان سے چلے جانا ساری دنیا لٹ جانے سے زیادہ ہے مولانا صاحب نے بتایا، مجھے یہ بھی خیال ہوا کہ اگر تھانے میں رشوت کا سلسلہ چل گیا تو یہ خون پولیس والوں کے منہ لگ جائے گا، حسن اتفاق کے کچھ زمانہ پہلے مولانا صاحب نے حضرت مولانا رابع صاحب کا ایک پیام انسانیت کا دورہ علاقہ میں کرایا تھا جس میں میرٹھ، کھتولی، بجنور مظفر نگر میں پیام انسانیت کے زبردست جلسے ہوئے تھے، مظفر نگر کے جلسے میں ایس پی سٹی جناب اے کے جین بھی شریک ہوئے تھے جو پیام انسانیت تحریک سے لکھنو پوسٹنگ کے زمانے سے واقف تھے، انھوں نے مظفر نگر میں میری تقریر سنی تو مجھ سے کہا کہ مولانا صاحب میں آپ کے اس فورم کا آجیون (

تاحیات) سیوک ہوں، مجھے آپ ممبر بنانے کے لئے لائف ممبر شپ کی فیس لے لیں اور رات دن میں دیش کے جس کونے میں جس سیوا کے لئے آپ مجھے بلائیں گے، میں حاضر رہوں گا، تھانوں کا چارج ایس پی سٹی کے ہاتھ میں ہوتا ہے، مولانا صاحب نے سنایا کہ میں نے معلوم کرایا کہ جین صاحب ابھی مظفر نگر میں ہیں یا نہیں؟ خدا کا کرنا کہ ابھی تک وہ ایس پی سٹی تھے، میں نے ان کو فون کیا کہ مجھے ضروری کام ہے، جین صاحب نے بڑی معذرت سے کہا کہ مجھے خود سیوا میں حاضر ہونا چاہئے تھا، مگر اس وقت ایک مسئلہ یہ ہے کہ کاوڑ چل رہے ہیں، اگست کے مہینے میں ہریدوار سے لوگ کاندھے پر کاوڑ میں جل لے کر اپنے مندروں پر چڑھاتے ہیں، بیسیوں لاکھ لوگ اس میں شریک ہوتے ہیں، پورے علاقے کے راستے بند کر دیے جاتے ہیں اور پولیس پر انتظام کے لئے بڑا دباؤ ہوتا ہے اور آئی جی کی میٹنگ ہے اس لئے آپ ہی زحمت کریں مظفر نگر پہنچا بہت خوشی سے ملے، میں نے پورا واقعہ بتایا کہ روزگار سے پریشان خودکشی کرنے والے ایک گریجویٹ کو ہمارے ایک دوست نے میرے پاس بھیجا تھا وہ ہندی نہیں جانتا تھا اس لئے میں اس کو اڑیا جاننے والے دوست کے پاس چھوڑ کر باہر چلا گیا، بعد میں کسی سے اس کی لڑائی ہوگئی اور اس نے جھوٹی رپورٹ لکھوائی اور تھانیدار نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بھائی صاحب سے نو ہزار روپے لے لئے آپ اگر ہمیں دیش میں رہنے کا حق دار سمجھتے ہیں تو بتایئے ورنہ پھر ہمیں یہاں سے نکل جانے کے لئے کہیں جین صاحب نے بہت افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ ہمارے ہوتے ہوئے اگر آپ کے ساتھ ظلم ہوگا تو ہمارا جیون کس کام کا؟ مگر آپ کو کل مجھے آدھا گھنٹہ اور دینا پڑے گا کل دس بجے آپ میری کوٹھی پر آجائیں اور بس ایک کپ چائے پی لیں میں آپ کا دل ٹھنڈا کر کے بھیجوں گا اور میں چائے بالکل ایک نمبر کی پلاؤں گا، مولانا صاحب نے بتایا کہ میں اگلے روز جین صاحب کی کوٹھی پر پہنچا جین صاحب نے کھتولی کے تھانے دار کو بلا رکھا

تھا اور کوتوال کھتولی بھی موجود تھے، تھانیدار کو بہت گالیاں دیں کہ تم دیوتاؤں کو نہیں پہچانتے،
ان سے رشوت لے کر گل جاؤ گے، سارا دیش، دیش کو جلا رہا ہے، یہ بجھانے والے دیوتا ہیں
ان کی مدد نہیں کر سکتے تو ان کے ساتھ ظلم تو نہ کرو، جین صاحب نے کہا بس آخری بات یہ ہے
کہ کل تک تیری وردی مولانا صاحب کے ہاتھ میں ہے، اگر صبح سویرے مولانا صاحب
کے چرنوں میں نو ہزار روپے رکھ کر چھما یاچنا (معافی) کریگا اور مولانا صاحب معاف کریں
گے تو تیری وردی رہے گی ورنہ پلیٹ اتار کر یہاں جمع کر دینا۔

مولانا صاحب نے بتایا، میرے اللہ کا شکر ہے کہ وہ تھانیدار صبح پھلت آیا نو ہزار روپے میرے قدموں میں رکھ کے دیر تک معافی مانگتا رہا، میں نے اسے اٹھایا گلے لگایا اور کہا آپ اب میرے مہمان ہیں اس نے موبائیل جین صاحب کو ملا کر مجھے دیا کہ صاحب سے کہہ دیجئے میں نے معاف کر دیا، میں نے جین صاحب سے ان کو معاف کرنے کو کہا اور اللہ کا شکر ادا کیا اور آج تک سوچتا ہوں کہ شاید ہندوستان کی تاریخ میں پہلا واقعہ ہو کہ داروغہ رشوت لے کر قدموں میں واپس لے کر آئے اور معافی مانگے، اس سے زیادہ میرے رب کے وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ترجمہ: اور حساب کیلئے تو اللہ ہی کافی ہے' کے دائمی کیسا تھ وعدہ کی اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔

سوال: پھر اسکے بعد کیا ہوا؟

جواب: مولانا صاحب نے مجھے ساتھ لے کر صفدر جنگ سے چھٹی کرائی اور اپنے جاننے والے ایک ڈاکٹر صاحب کو آل انڈیا میڈیکل میں فون کیا، وہ فوراً صفدر جنگ آگئے اور مجھے آل انڈیا لے گئے اور مجھے داخل کرایا اور علاج کرایا الحمد للہ ایک مہینہ میں زندگی کے آثار دکھائی دینے لگے، مجھے خود مولانا صاحب سے مل کر بڑا علاج مل گیا تھا، اب الحمد للہ ایک مہینہ پہلے میں اسپتال سے آگیا ہوں، اگرچہ علاج اب بھی چل رہا ہے پرانی دلی کے

ایک مدرسہ میں مولانا صاحب نے میرے رہنے کا انتظام کرادیا ہے وہاں میں انگلش پڑھا رہا ہوں اور ہر لمحہ اپنے اللہ کا شکر کرتا ہوں کہ ایسے ناقدرے کو اسلام کی طرف کس طرح زبردستی لوٹایا، اصل میں تو یہ مولانا کے درد اور دعاؤں کا صدقہ تھا۔

سوال: اب آپ کیسا محسوس کرتے ہیں؟

جواب: میں بیان نہیں کرسکتا کہ میں اپنے کو دنیا کا کس قدر خوش قسمت انسان سمجھتا ہوں کہ اتنی کم ظرفی کے باوجود میرے اللہ نے مجھے گھیر کر اسلام پر لوٹایا، میرا رواں رواں کانپ جاتا ہے کہ اگر پھلت سے لوٹنے کے بعد مجھ پر مسائل نہ آئے ہوتے اور میں بنارس کے وکاس آشرم میں کفر پر مرگیا ہوتا مرنے کے بعد ہمیشہ کی سزا میں کس طرح برداشت کرتا، حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں اسلام وایمان کے لئے میں سب سے زیادہ نا اہل انسان تھا۔

سوال: ارمغان کے قارئین کے لئے آپ کچھ پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ وراثت میں ملے اسلام کی مسلمانوں کو کچھ قدر نہیں ہوتی، نہ ان کو خاندانی طور پر ملی اس دولت میں اس کا احساس ہے کہ اسلام سے محروم انسان کتنے خطرے میں ہیں اور وہ کیسی قابل ترس حالت میں ہے، خدارا ان پر ترس کھائیں اور ان کے دوزخ کی دردناک آگ سے نکالنے کی فکر کریں، کم از کم اس تکلیف اور درد کا احساس ہی کریں۔

سوال: بہت بہت شکریہ عبداللہ بھائی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ فی امان اللہ

جواب: آپ کا بہت بہت شکریہ آپ میرے پاس آئے، واقعی میری کہانی بہت سے لوگوں کے لئے بڑا سبق ہے، اچھا ہوا مولانا صاحب نے آپ کو بھیج دیا۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، جون ۲۰۰۶ء

۱۴ بھنگی خاندان کا شخص مسلمان ہوا اور سید صاحب نے اپنی لڑکی سے شادی کر دی

بھائی ڈاکٹر محمد احمد {رام چندر} دہلی سے گفتگو

ہمارے ملک میں پچاس کروڑ دلت ہیں، بنگلہ دیش میں پچاس لاکھ لوگ دلت رہتے ہیں، اس طرح دنیا میں ڈیڑھ ارب لوگ وہ ہیں جو ذات پات کے نظام سے متاثر اور مظلوم ہیں، ان میں ہر ایک میری طرح صرف ایک بار ساتھ کھلانے کے لئے ترس رہا ہے، رسول ﷺ کے آخری حج کے خطبے کو حقیقی معنوں میں اگر ان تک پہنچا دیں اور ذرا اسلامی انداز میں ان کو گلے لگا لیا جائے تو اتنی بڑی آبادی دونوں جہاں میں ہدایت یاب ہو کر دوزخ کی آگ سے بچ سکتی ہے ہم نے پھلت میں دیکھا ہے صفائی کرنے والا جمعدار اور کام کرنے والے دلت مزدور مولانا کے برابر میں بیٹھ کر چائے اور ناشتہ کرتے ہیں۔

مولانا احمد اواہ ندوی

احمد اواہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ڈاکٹر محمد احمد: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

سوال: بھائی محمد احمد صاحب بہت شکریہ آپ تشریف لے آئے، میں نے اس لئے آپ کو زحمت دی کہ ابی کا حکم تھا کہ میں آپ کو فون کر کے بلاؤں اور آئندہ ماہ کے ارمغان کے لئے آپ سے ایک انٹرویو لوں۔

جواب: احمد بھائی شکریہ کی کوئی بات نہیں مجھے بھی مولانا صاحب کئی ماہ سے فرما رہے تھے کہ میں خود آپ سے مل کر ارمغان کے لئے کچھ باتیں کروں مگر مجھے خود آپ سے کہنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی، مجھے خیال آتا تھا کہ میری حیثیت ہی کیا ہے کہ میں ایک اہم میگزین

کے لئے اپنے انٹرویو کی پیشکش کروں، مجھے یہ بھی خیال تھا کہ مجھے حکم کی تعمیل کرنی چاہئے آپ نے خود مجھ پر بڑا احسان کیا میری مشکل حل کردی۔

سوال: آپ اپنا تعارف کرائیے؟

جواب: میرا پرانا نام رام چندر ہے جو میرے گھر والوں نے رکھا، میں تقریباً ۲۸ سال قبل مہرولی دہلی کے ایک بھنگی خاندان میں پیدا ہوا میرے چاچا نے پتاجی سے زبردستی کرکے مجھے چھ سال کی عمر میں ایک اسکول میں داخل کرادیا جہاں سے میں نے آٹھویں کلاس پاس کی، بچپن سے مجھے پڑھائی کا شوق تھا اور ذہن بھی اللہ نے اچھا دیا تھا، سرکاری اسکول میں نویں کلاس میں داخلہ لے لیا، جب میں گیارہویں کلاس میں تھا تو میرے والد صاحب کا انتقال ہوگیا میں گھر میں بڑا تھا بڑی مشکل سے مزدوری کرکے میں نے انٹر پاس کیا سائنس سے، انٹرمیڈیٹ میں نے الحمد للہ فرسٹ ڈویژن سے پاس کیا تھا میرے گھریلو حالات ایسے خراب تھے کہ میں بیان نہیں کرسکتا کہ انٹرمیڈیٹ تک میں کس طرح پہنچا، کئی بار ایسا خیال ہوا مجھے پڑھائی چھوڑنی پڑے گی میرے چاچا گورنمنٹ کالج میں ملازم تھے، ہمارے کالج میں کئی برہمن ٹیچر تھے اور ایک راجپوت بھی تھے مجھے بھنگی سمجھ کر مجھ سے جس طرح کا معاملہ کرتے تھے میں اس ذلت آمیز رویہ کو بیان نہیں کرسکتا، کبھی کبھی میرا دل چاہتا کہ میں خودکشی کرلوں کبھی یہ بھی خیال آیا تھا کہ میں ان لوگوں کو قتل کردوں، انٹر کے بعد میں ریگولر تعلیم جاری نہیں رکھ سکا اور ملازمت کی تلاش میں میرے والد صاحب ایک سید صاحب کی کوٹھی پر جو گریٹر کیلاش میں ہے ملازم تھے میں سید صاحب کے یہاں گیا انھوں نے مجھے کوٹھی پر صفائی اور چوکی داری کے لئے ملازم رکھ لیا، میں نے پرائیویٹ بی اے کا فارم بھردیا بس یہ میرا ابتدائی تعارف ہے۔

سوال: اپنے قبول اسلام کا واقعہ سنائیے؟

جواب: احمد بھائی میرا قبول اسلام، میرے نبی پر کروڑوں اربوں سلام اور درود ہوں،

ان کے رحمۃ للعالمین ہونے کا زندہ ثبوت ہے، ایک بھنگی پر اللہ کا ایسا احسان ہے کہ ہر روز احساس شکر سے میرا رواں رواں کھڑا ہو جاتا ہے، ہندو مذہب کے ذات پات کے نظام ہے، میں بیان نہیں کر سکتا کہ اس چھوٹی سی زندگی میں، میں نے کتنے تکلیف دہ واقعات کا سامنا کیا ہے، ذات پات کے ظالمانہ نظام سے کچلا ہوا حد درجہ شکستہ دل تھا کہ اچانک رحمت اسلام کا ایک جھونکا مجھے چھو گیا اور اس ایک جھونکے کی ٹھنڈک نے مجھے ماں کی ممتا کی طرح اپنی آغوش میں لے لیا شاید مولانا صاحب نے آپ سے واقعہ بتایا ہو۔

سوال: ایک بار ابی نے اپنی تقریر میں بڑے درد کے ساتھ آپ کا واقعہ سنایا تھا اور مسلمانوں کو جھنجھوڑا تھا کہ نبی رحمت ﷺ امانت کے ہم امین، برادران وطن کے رواجوں سے متاثر ہو کر اونچ نیچ اور ذات پات کے نظام میں جی رہے ہیں، پچاس کروڑ ہمارے خونی رشتہ کے دلت بھائی صرف ہمارے ساتھ کھانے اور ہمارے برتن میں پانی پینے کو ترس رہے ہیں، ہم اللہ کو کیا منہ دکھائیں گے، آپ ذرا پورا واقعہ سنایئے؟

جواب: سید ندیم صاحب جن کے یہاں میں کوٹھی میں صفائی اور چوکی داری پر ملازم تھا، مالدار اور خاندانی آدمی ہیں، وہ الہ آباد کے رہنے والے ہیں، گریٹر کیلاش میں ان کی کوٹھی ہے، نوئیڈا میں دو کارخانے ہیں، آپ کے والد صاحب (مولانا کلیم صدیقی) سے کافی دنوں سے تعلق رکھتے ہیں اور دینی مزاج رکھتے ہیں ان کی خواہش تھی کہ مولانا صاحب ان کی دعوت ایک بار قبول کر لیں، ایک بار مولانا صاحب نے وعدہ کر لیا تھا مگر وہ کسی وجہ سے نہیں آسکے، ایک روز پہلے فون آگیا کہ کوئی حادثہ ہو گیا ہے جس کی وجہ سے نہیں آسکیں گے، اصل میں مجھ سے سید صاحب نے کہا تھا کہ رام چندر ہمارے مولانا صاحب آئیں گے میں تمہیں ان سے ملواؤں گا، ان سے دعا کو کہنا مجھے بھی خوشی تھی کہ کوئی دعا رکھ کر دیتے ہیں اچھا ہے ملاقات ہو جائے گی مگر ان کے فون آنے سے مایوسی ہو گئی تھی ہو ۲ر جون ۱۹۹۹ء کو انھوں نے اپنے لڑکے کے سفر سے واپسی پر ہمارے سید صاحب کے یہاں کھانے پر دوپہر

بعد آنے کا وعدہ کیا، پونے تین بجے مولانا صاحب آنے میں بھی انتظار کر رہا تھا، آندھی اور تیز ہوا کی وجہ سے پوری کوٹھی میں مٹی کوڑا ہو گیا تھا میں اس خیال سے کہ مولانا صاحب آنے والے ہیں جھاڑو لے کر صفائی کرنے لگا ابھی صفائی آدھی کی تھی کہ مولانا صاحب کی کار آ گئی میں چونکہ بار بار سید صاحب سے معلوم کرتا رہا تھا کہ مولانا صاحب کب آئیں گے، اس لئے جیسے ہی میں نے کار کو اندر کھڑا کرنے کے لئے دروازہ کھولا سید صاحب نے میرا تعارف کرایا کہ یہ ہمارا جمعدار رام چندر ہے میں نے اس سے آپ کے آنے کا ذکر کر دیا تھا یہ آج دوپہر کو کھانا کھانے بھی نہیں گیا، مولانا صاحب نے مجھے اوپر سے نیچے کو دیکھا، نہ جانے کس طرح جیسے میرے اندر کے زخموں کو انھوں نے دیکھ لیا ہو، سید صاحب سے پہلے مجھ سے ہاتھ ملایا اور پھر اپنے سینہ سے لگایا اور دیر تک میری پیٹھ کو پیار سے دباتے رہے اس کے بعد سید صاحب سے ملے، دوپہر کے کھانے کو دیر ہو گئی تھی، فوراً ڈرائنگ روم میں تخت پر دسترخوان لگا دیا گیا میں اپنی جھاڑو کو پورا کرنے لگا، میرے اندر ایک بھونچال سا آ گیا یہ مسلمانوں کے دھرم گرو ہیں میں تو سمجھتا تھا کہ وہ مجھ سے ملیں گے بھی نہیں، مگر یہ کس سنسار کے آدمی ہیں ایک بھنگی کو سید صاحب سے پہلے گلے لگا لیا، ایک چوکیدار ایک چپراسی کو ایسی محبت سے گلے لگانے والے یہ کس لوک کے آدمی ہیں، میں سوچ رہا تھا کہ مولانا صاحب ڈرائنگ روم سے باہر آئے اور بولے آؤ رام چندر کھانا کھا لو پہلے تو میں یہ سمجھا کہ مولانا صاحب ایسے ہی فارملٹی پوری کر رہے ہیں، مگر انھوں نے زور دینا شروع کیا اور کہا کہ دیکھو تم نے کھانا تو کھایا نہیں اور میرے ہاتھ سے جھاڑو لے کر ایک طرف رکھ دی اور میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچ کر واش بیسن کے پاس لے گئے کہ ہاتھ دھولو، مجھ سے کہا تمہارے ہاتھ جھاڑو کے ہو رہے ہیں صابن سے دھولو، ہاتھ دھلا کر میرا ہاتھ پکڑا اور ڈرائنگ روم میں لے گئے اور تخت پر بٹھانے لگے، میں بار بار نیچے بیٹھنے پر زور دیتا رہا مگر مولانا صاحب نے میری ایک بھی نہ مانی اور کہا تمھیں میرے برابر میں بیٹھ کر کھانا کھانا ہے

میرے لئے بالکل عجیب تجربہ تھا میرے لئے اس دسترخوان پر بیٹھنا کتنا مشکل کام تھا اور پھر بیٹھ کر ساتھ کھانا کھانا، پلیٹ میں مولانا صاحب نے اپنے ہاتھ سے سالن نکالا روٹی اٹھا کر میرے ہاتھ میں دی، ایک ایک لقمہ میرے لئے کتنا مشکل ہو رہا تھا میں بیان نہیں کر سکتا، اچانک مولانا صاحب نے ایک لقمہ میری پلیٹ میں لگایا میں اچھل سا گیا، مولانا صاحب نے محبت سے معلوم کیا کہ رام چندر مجھ گندے سے گھن (کراہیت) آرہی ہے؟ تمہارے ساتھ خوب اچھی طرح صابن سے ہاتھ دھوتے ہیں، میری آواز نہ نکل سکی، مولانا صاحب نے میری پلیٹ میں اپنی پلیٹ کا سالن الٹ دیا اور پھر میری پلیٹ میں کھا نے لگے، بریانی بھی نکالی اور میٹھا بھی ایک پیالے میں کھایا، مجھ سے کھانا تو کہاں کھایا رہا تھا مجبوراً کچھ نہ کچھ کھاتا رہا دسترخوان اٹھا لیا گیا مگر میں اس لائق نہیں رہا تھا کہ اپنے پاؤں اٹھ سکوں، میں سوچ رہا تھا کہ اس سنسار میں اس جنم میں میرے ساتھ یہ سب کچھ ہوا، میرے مالک جن کا میں چوکیدار ہوں ان کے پیر صاحب اور دھرم گرو میری پلیٹ میں کھانا کھائیں، میں یہ سب خواب تو نہیں دیکھ رہا تھا، کیا واقعی یہ سچ تھا مجھے خود اپنے حواس اعتماد وسا اٹھتا جا رہا تھا، شاید آدھا گھنٹہ میں اسی حالت میں بیٹھا رہا اور نہ جانے کیا کیا سوچ رہا اچانک سید صاحب نے کہا رام چندر تمہیں گھر نہیں جانا؟ مولانا صاحب سے کیوں ملنا چاہتے تھے، کچھ کہنا ہو کہہ لو اور گھر جاؤ، گھر پر تمہارا انتظار ہو رہا ہوگا، تمہاری ماں پریشان ہو رہی ہوگی کہ کھانا کھانے کیوں نہیں آیا، میں نے ہمت کر کے سر اٹھایا اور سید صاحب سے کہا میاں صاحب اب آپ مجھے اس گندگی میں کیوں بھیج رہے ہو جب ساتھ کھلا لیا ہے تو بس مسلمان کر کے اپنے میں ملا لو، مولانا صاحب نے جواب دیا کہ بیٹے تم ہمارے ہی تو ہو، کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ تم ہم ایک ماں باپ کی اولاد ہیں اور تم ہمارے خونی رشتے کے بھائی ہو، یا بھتیجے البتہ ایک خاندان کے لوگوں کو ایک خدا کا بندہ بن کر ایک اسلام قانون ضرور ماننا چاہیے، اللہ کے نبی ﷺ قانون اسلام کی شکل میں ہمارے لئے

لائے اور جس نے اونچ نیچ، ذات پات کے نظام کو آکر پیروں کے نیچے روندا اس کا ماننا تمہارے لئے بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا ہمارے لئے، تم نے بہت اچھا سوچا بس تم نے ارادہ کرلیا تو مسلمان تو تم ہو گئے، مگر ہم بھی ساکشی (گواہ) بن جائیں اس لئے اپنے مطلب کے لئے تم سے کہتے ہیں کہ دو لائنوں کا کلمہ ہے وہ پڑھ لو میں نے کہا جی پڑھاؤ، مولانا صاحب نے مجھے کلمہ پڑھوایا اور ہندی میں اس کا ترجمہ بھی کہلوایا اور پھر کہا نام بدلنا ضروری نہیں مگر نام بھی بدلنا چاہو تو بتادو، میں نے کہا نہیں جی نام تو ضرور بدل دو، مولانا صاحب نے کہا میں تمہارا نام محمد احمد رکھتا ہوں، اس لئے رکھتا ہوں کہ محمد اور احمد ہمارے نبی ﷺ کے نام ہیں، تم نے چونکہ ایک زمانے تک اونچ نیچ کے نظام میں ذلت برداشت کی ہے اب اسلام میں تمہارے لئے، میں سب سے عزت والا بلکہ دونوں ناموں کو ملا کر معزز ترین نام رکھتا ہوں اور مجھے جماعت میں جانے کا مشورہ دیا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: شام کو میں گھر چلا تو گیا مگر مجھے وہاں حد درجہ گھٹن محسوس ہوئی ساری رات خیالوں میں مجھے نیند نہ آئی اگلے روز میں ڈیوٹی پر گیا تو سید صاحب نے مجھے جماعت میں جانے کا مشورہ دیا گھر والوں سے یہ کہہ کر کہ مجھے میرے مالک سوا مہینہ کے لئے باہر بھیج رہے ہیں، میں جماعت میں چلا گیا مرکز کے سامنے سے کچھ کتابیں ہندی انگریزی میں مجھے سید صاحب نے خرید کردیں، علی گڑھ کی جماعت کے ساتھ مرادآباد میں ہمارا وقت لگا، سب پڑھے لکھے لوگ تھے میرا وقت بہت اچھا لگا جماعت میں وقت لگا کر میں واپس آیا تو سید صاحب جن کو میں اب ابی کہتا ہوں مجھے لینے کے لئے مرکز آگئے، مجھے لے کر گریٹر کیلاش پہنچے، ساتھ میں کھانا کھلایا پھر مجھ سے کہا تم نے پڑھائی کیوں چھوڑ دی ہے میں نے گھر یلو حالات کے بارے میں بتایا انھوں نے مجھ سے کہا میں تمہارا داخلہ کرادوں؟ میں نے کہا اگر کہیں ہو جائے تو اس سے بہتر میرے لئے اور کیا ہو سکتا ہے، جامعہ میں میں

داخلہ اللہ کے کرم سے سفارشوں کے بعد ہوگیا، میں نے بی اے آنرس کرلیا اور الحمدللہ فرسٹ ڈویژن، بی اے میں بھی آئی، پھر انگلش سے ایم اے بھی کیا اس دوران میں نوئیڈا فیکٹری میں جانے لگا، ایم اے پہلے سال میں ایک روز شام کو سید صاحب نے مجھے بلایا اور کہنے لگے کہ اگر تمھیں قبول ہو تو میں تم سے اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتا ہوں، میں ششدر رہ گیا کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں، میں خاموش ہوگیا تو انھوں نے کہا آج رات تمہارا نکاح ہوگا عشاء کی نماز کے بعد کچھ لوگ اکٹھا ہو گئے سید صاحب نے خود میرا نکاح پڑھایا اور لوگوں کو بتایا کہ بہتر ہے کہ لڑکی کا باپ اگر نکاح پڑھا سکتا ہو تو وہ نکاح پڑھائے، مدینہ کی کھجوریں نکاح کے بعد تقسیم ہوئیں، رخصتی تو بعد میں ہونی طے تھی نکاح کے بعد ساری رات میں سوچتا رہا آخر میں کون سی دنیا میں آگیا۔ ۱۰ر جنوری ۲۰۰۳ء کو میرا نکاح ہوا اور اسی سال مئی میں رخصتی ہوئی اور رخصت کرکے ہم دونوں کے لئے ابی صاحب نے عمرہ کا پروگرام بنایا، عمرہ میں میری عجیب کیفیت رہی مدینہ منورہ ہم پہنچے تو روضہ اطہر پر میری عجیب کیفیت ہوگئی، مجھے خیال تھا، یہ ساری نئی دنیا میرے اس محسن نبی ﷺ کے قدموں کا صدقہ ہے جی چاہتا تھا کہ فرط عقیدت میں جان دیدوں، میں نے ابھی تک داڑھی بھی نہیں رکھی تھی روضہ مبارک پر حاضر ہوا تو مجھے ایسا لگا کہ میرے نبی ﷺ مشرکوں کی صورت بنائے ہوئے امتی کو دیکھ رہے ہیں، میں نے اسی وقت داڑھی رکھنے کا عہد کیا حرم کے اماموں کو قرآن شریف پڑھتے ہوئے سن کر میرا دل بہت متاثر ہوتا تھا، مجھے احساس ہوا کہ یہ بھی کوئی بندگی ہے کہ اپنے مالک کا کلام بھی نہ سمجھ سکے، الحمدللہ قرآن شریف ناظرہ میں نے تجوید کے ساتھ ایم اے کے دوران پڑھ لیا تھا اور اردو بھی خوب لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا میں نے عربی پڑھنے کا بھی عزم کیا اور مدینہ منورہ میں ہی ایک مولانا صاحب سے اس کی بسم اللہ بھی کرائی، الحمدللہ یہ عمرہ کا سفر میرے لئے بڑا مبارک رہا، میں نے بارہا اپنے رسول ﷺ خواب میں زیارت کی ایک بار میں خواب میں آپ کے قدموں سے

چمٹ کیا اور خوب بوسے دیئے، اسی سال دوبارہ الحمدللہ ہم دونوں کا حج کا سفر بھی ہوا، پی ایچ ڈی میں میرا رجسٹریشن ہو گیا تھا، الحمدللہ ۲۰۰۳ء سے اس سال میری تحقیق مکمل ہو گئی ہے۔

سوال: آپ نے کس مضمون میں پی ایچ ڈی کیا اور عنوان کیا تھا؟

جواب: میں نے جے این یو سے انگریزی میں پی ایچ ڈی کیا ہے، میرا عنوان بھی بہت پیارا تھا، اس کے لئے مجھے وزرات تعلیم سے زور ڈلوانا پڑا، میری پی ایچ ڈی کا عنوان تھا "انسانیت اور تہذیبوں پر محمد رسول اللہ ﷺ کے احسانات"

سوال: آپ کی پی ایچ ڈی مکمل ہو گئی؟

جواب: جی الحمدللہ تقریباً مکمل ہو گئی، وایوا کا ایک مرحلہ مکمل ہو گیا ہے، ایک باقی رہا ہے۔

سوال: آپ کی اہلیہ محترمہ کا رویہ آپ کے ساتھ کیسا ہے؟

جواب: وہ بہت دین دار لڑکی ہے، میں نے چار سالہ ملازمت میں اس کو نہیں دیکھا تھا ایک دین دار خاتون ہونے کی حیثیت سے وہ مجھے اپنا شوہر سمجھتی ہیں، اسلام میں آنے کے بعد سب سے بڑا مجاہدہ اور مشکل میرے لئے ان کو بیوی سمجھنا ہے، مجھے ہر لمحہ یہ خیال ہوتا ہے یہ میرے نبی ﷺ کی آل سے ہیں، الحمدللہ میں نے کبھی ان سے پانی بھی اس اکرام کی وجہ سے نہیں مانگا، بڑا ذوقی ذہن ہے، مولانا صاحب کی ساری ذوقی کتابیں پڑھتی ہیں کبھی کبھی جب مجھے نبی اکرم ﷺ عقیدت کا جذبہ آتا ہے تو میں بے اختیار ان کے قدموں کو چوم لیتا ہوں کہ ان قدموں میں میرے نبی کا خون ہے، پیارے نبی کا ذکر، آپ کا خیال، میرے لئے زندگی کا سہارا ہے، آپ کی رحمۃ للعالمینی کا جو پر تو میری زندگی پر ہے وہ شاید کسی کو نصیب ہوا ہو، کاش بلکتی انسانیت کو آپ ﷺ کا تعارف کرایا جاتا تو انسانیت ظلم کے اندھیروں سے نکل سکتی ابھی کچھ روز پہلے ڈنمارک کے نا سمجھوں اور احمقوں کا واقعہ ہوا، اپنے کو ترقی یافتہ سمجھنے والے مغرب اور یورپ کے لوگ کیسی ذلالت کی

حرکت کرتے رہے، میں بیان نہیں کرسکتا مجھے کیسی تکلیف ہوئی، میں نے بلک بلک کر دعائیں کیں میرے اللہ ان کمینوں نے میرے پیارے نبی ﷺ پر جو لاکھوں سلام ہوں آپ پر اور کروڑوں درود، کی شان کو نہیں سمجھا، میرے اللہ ان کو سزا دیجئے، مجھے امید ہے کہ دنیا ان بدبختوں کا انجام ضرور دیکھے گی اور آگ ان کو کھائے گی، کئی بار میں اٹھ کر بیٹھ جاتا، میرے نبی ﷺ کی توہین کرنے والوں کو اللہ کی زمین پر رہنے کا حق نہیں ہے اور جی چاہتا کہ ابھی اٹھ کر چل دوں اور ان کمینوں کو اپنے جوتوں کے نیچے مسل دوں، ایک روز مولانا صاحب سے میں نے اس کا ذکر بھی کیا، مولانا صاحب نے بتایا کہ اس توہین کے ایک واسطہ ذمہ دار ہم مسلمان ہیں کہ ہم نے رسول رحمت ﷺ سے دنیا کو تعارف ہی نہیں کرایا، تو مجھے واقعی اپنے قصور کا احساس ہوا اور غصہ کچھ کم ہوا، پھر بھی مجھے اپنے رب سے امید ہے کہ وہ بدبخت ضرور اس دنیا میں اس کا خراب انجام دیکھیں گے۔

سوال: آپ نے عربی پڑھنے کا کیا کیا؟

جواب: الحمدللہ دو گھنٹہ روز عربی پڑھ رہا ہوں اللہ کا شکر ہے پورا قرآن شریف سمجھ میں آرہا ہے، شیخ سدیس اور شیخ شریم دونوں کے لہجوں میں قرآن شریف پڑھ لیتا ہوں، میں نے حفظ کرنا بھی شروع کردیا ہے اور چار پارے مکمل کرلئے ہیں، اس مرتبہ میں نے نوئیڈا کی مسجد میں جمعہ کی نماز بھی پڑھائی مولانا صاحب نے مجھ سے اصرار کیا، میں نے بھی سعادت سمجھ کر قبول کرلیا۔

سوال: آپ کو دیکھ کر بالکل نہیں لگتا کہ آپ نئے مسلمان ہیں بلکہ آپ کو سب لوگ مولانا ہی کہتے ہوں گے۔

جواب: آپ نے بالکل ٹھیک فرمایا اکثر لوگ مجھے دیکھ کر مولانا ہی کہتے ہیں، میں معذرت کرتا ہوں کہ میں تو مولانا کے قدموں کی خاک بھی نہیں ہوں۔

سوال: آپ خود آئینہ دیکھتے ہیں، تو کیسا لگتا ہے؟

جواب: میرا خود اپنے چہرے کو بوسہ لینے کو جی چاہتا ہے، یہ خیال ہوتا ہے کہ میرے نبی کی اتباع میں یہ چہرا ہے، یہ نہیں لگتا کہ مجھ گندے کا یہ چہرا ہے، میرے اللہ نے میرے حلیہ کو بھنگی سے سید بنا دیا، مجھے غیر اسلامی حلیہ میں ہر شخص ایسا لگتا ہے جیسے مجھ بھنگی کا اسلام سے پہلے کا چہرہ اور حلیہ ہو۔

سوال: مگر کسی کو حقیر تو نہیں سمجھنا چاہئے۔

جواب: آپ کے علم میں ہے کہ ہم دونوں مولانا صاحب سے بیعت ہیں الحمد للہ کسی کافر کی حقارت کبھی نہیں آئی کسی کو غیر اسلامی حلیے میں دیکھتا ہوں خصوصاً مسلمانوں کو تو اندر سے دعا نکلتی ہے، الٰہی اندر سے تو یہ مسلمان ہے اس کو باہر سے بھی مسلمان بنا دیجئے اور اس کو یہ سمجھا دیجئے کہ بھنگی کے حلیے میں عزت ہے یا سید کے حلیے میں؟

سوال: اپنے گھر والوں کے بارے میں آپ نے کچھ کام شروع کیا؟

جواب: اصل میں تعلیمی مصروفیات میں زیادہ رہیں، تاہم دعوت سے بالکل غافل نہیں رہا میری والدہ اور ایک بہن مسلمان ہو گئی ہے اور ہم نے ایک گھر نوئیڈا میں بنا لیا ہے، اس سال میرا عمرے کے لئے جانے کا ارادہ ہے اور پھر ہم دونوں بس دعوت کے لئے زندگی کو وقف کریں گے، میری اہلیہ محترمہ تو بہت جذبے کی داعی خاتون ہیں، الحمد للہ ان کی کئی سہیلیاں مسلمان ہو چکی ہیں اور انھوں نے اپنے والد کے خرچ پر ان کی شادیاں بھی کی ہیں ایک ہزار بار درود شریف اور ایک منزل قرآن مجید روزانہ پڑھتی ہیں۔

سوال: آپ کے معمولات کا کیا حال ہے۔

جواب: میں بھی الحمد للہ ان کے پیچھے پیچھے ساتھ ساتھ چلتا ہوں سونے سے پہلے ایک ہزار بار درود شریف اور ایک منزل قرآن حکیم پورا کر لینا تو ہم دونوں ضروری سمجھتے ہیں، بس اللہ ان میں جان اور اخلاص پیدا فرمائیں۔

سوال: آپ ارمغان کے قارئین کے بارے میں کچھ پیغام دینا چاہیں گے۔

جواب: ہمارے ملک میں پچاس کروڑ دلت ہیں، بنگلہ دیش میں پچاس لاکھ لوگ دلت رہتے ہیں، اس طرح دنیا میں ڈیڑھ ارب لوگ وہ ہیں جو ذات پات کے نظام سے متاثر اور مظلوم ہیں، ان میں ہر ایک میری طرح صرف ایک بار ساتھ کھلانے کے لئے ترس رہا ہے، رسول ﷺ کے آخری حج کے خطبے کو حقیقی معنوں میں اگر ان تک پہنچادیں اور ذرا اسلامی انداز میں ان کو گلے لگا لیا جائے تو اتنی بڑی آبادی دونوں جہاں میں ہدایت یاب ہوکر دوزخ کی آگ سے بچ سکتی ہے ہم نے پھلت میں دیکھا ہے صفائی کرنے والا جمعدار اور کام کرنے والے دلت مزدور مولانا کے برابر میں بیٹھ کر چائے اور ناشتہ کرتے ہیں اور اللہ کا شکر ہے ہدایت یاب ہوتے ہیں اور دلت اور پسماندے اور کالے ہی کیا اسلام تو پوری دنیا کے ظالمانہ نظام کا تریاق ہے انسانیت تک اسلام اور نبی رحمت ﷺ کا تعارف اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیے۔

سوال: بہت بہت شکریہ جزاکم اللہ خیر الجزاء، آخر میں چند آیتیں شیخ شریم کے لہجے میں سنائیے۔ (آپ قراء میں کس کو زیادہ پسند کرتے ہیں؟)

جواب: مجھے شیخ شریم سے زیادہ مناسبت اور عقیدت ہے ایک تو وہ خود بہت سادہ مزاج کے انسان ہیں (نیز وہ) اندر اندر گھلتے ہیں اور حدیث میں جو آتا ہے کہ خوش الحانی یہ ہے کہ قاری کی آواز اور لہجے سے یہ محسوس ہو رہا ہو کہ عظمت قرآن سے دبا جارہا ہے، شیخ شریم کے پڑھنے میں یہ بات پائی جاتی ہے جیسے رعب میں آواز دبی جارہی ہو۔ (شیخ شریم کے لہجہ میں اعوذ باللہ بسم اللہ سے شروع کرکے پوری سورہ مدثر تلاوت کی)

سوال: سبحان اللہ محمد احمد بھائی آپ نے تو تڑپا کر رکھ دیا قرآن مجید سے اس درجہ مناسبت بہت مبارک ہو۔

جواب: احمد بھائی آپ کو بھی مبارک ہو، ہمیں بھی مبارک ہو، قرآن مجید مبارک ہو، اسلام مبارک ہو قرآن مجید کے الفاظ مبارک ہو اس کا لہجہ مبارک ہو، اس کی زبان مبارک ہو

اس کا رسول مبارک ہو، اس کی ہدایت مبارک ہو، اس کی تعلیمات مبارک ہوں، بلا شبہ مبارک صد مبارک ہزار مبارک، اہل زمین کو مبارک ساری کائنات کو مبارک خصوصاً آپ کو مبارک ہو آپ کے گھرانے کو مبارک ہو، نبی کا فیض مبارک ہو قرآنی دعوت کی توفیق مبارک ہو اللہ کے یہاں آپ کے گھر کا انتساب مبارک ہو، آپ کو ارمغان مبارک ہوں ارمغان دعوت مبارک، ہدیہ دعوت مبارک، تحفہ دعوت مبارک۔ (بہت زیادہ روتے ہوئے)

سوال : اچھا محمد احمد صاحب بہت بہت شکریہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جواب : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، جولائی ۲۰۰۱ء

۱۵ اسلام لانے سے پہلے جنت و جہنم دیکھنے والا خوش قسمت انسان

سہیل صدیقی {یوراج سنگھ} گجرات سے ایک چشم کشا ملاقات

ایک آدمی سفر کرتا ہے ریل میں، دو تین گھنٹے کا سفر، کبھی تو ریل میں چیکنگ ہو جاتی ہے ورنہ جب اسٹیشن کے گیٹ سے گھر کے لئے جاتا ہے تو ٹکٹ چیک ہوتا ہے، اس دنیا کی ریل میں سے اپنے گھر آخرت کے دروازے پر ٹکٹ کی چیکنگ ضرور ہوتی ہے اور یہاں کا ٹکٹ ایمان ہے بغیر ایمان کے بغیر ٹکٹ یاتری' کی طرح آدمی نرک (دوزخ) کی جیل کے منہ میں ہے اس لئے ہمیں ساری دنیا کے انسانوں کو اس ٹکٹ کے حاصل کرنے کے لئے کہنا تو چاہئے، اسلام ایسی سچائی ہے کہ اگر وہ لوگوں تک پہنچ جائے تو سب کا حال میری طرح بدل جائے گا اور ہم مسلمانوں کی یہ خاص ذمہ داری ہے، جس کو آخرت اور جنت دوزخ پر یقین نہ آئے میرے دل سے پوچھ لے کہ دوزخ کیسی خطرناک جگہ ہے۔

مولانا احمد اواہ ندوی

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد سہیل : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : سہیل بھائی آپ کے علم میں ہے کہ ہمارے یہاں سے ایک دعوتی میگزین ارمغان کے نام سے نکلتی ہے اس میں اسلام قبول کرنے والے خوش قسمت بھائی اور بہنوں کی آپ بیتی انٹرویو کے ذریعہ شائع کی جاتی ہے، ابی کا حکم ہے کہ میں آپ سے اس کے لئے ایک انٹرویو لوں، اس لئے آپ کو اندر بلایا ہے۔

جواب: بھائی احمد ضرور، میری خود بڑی خواہش ہے کہ مجھ گندے پر اللہ کے کرم کی کہانی لوگ پڑھیں، تاکہ لوگوں کو فائدہ ہو۔

سوال: آپ اپنا خاندانی پریچے (تعارف) کرائیں؟

جواب: میں گجرات کے مہسانہ ضلع کے ایک گاؤں کے ٹھاکر زمین دار کا بیٹا ہوں میرا پرانا نام یوراج سنگھ ہے، یوراج سنگھ سے ہی لوگ مجھے جانتے ہیں، بعد میں پنڈتوں نے میری راشی کے لئے مشہور نام ہٹا کر میرا نام مہیش رکھا مگر یوراج ہی مشہور ہو گیا ۱۱ راگست ۱۹۸۳ء میری تاریخ پیدائش ہے، ہمارا اپنا خاندانی کالج ہے، اے جے جسپال ٹھاکر کالج، اس سے میں بی کام کر رہا تھا کہ مجھے تعلیم چھوڑنی پڑی میرے ایک بھائی اور ایک بہن ہے، میرے بہنوئی بڑے نیتا ہیں، اصل میں وہ بی جے پی کے ہیں، مقامی راجنیتی میں اپنا وزن بڑھانے کے لئے انھوں نے اس سال کانگریس سے الیکشن لڑا ہے اور جیت گئے ہیں۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتایئے؟

جواب: گودھرا کانڈ کے بعد ۲۰۰۲ء کے فسادات میں ہم آٹھ دوستوں کا ایک گروپ تھا، جو فسادات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا تھا، ہمارے علاقہ میں درندگی کا ننگا ناچ ہو رہا تھا ہمارے گاؤں سے ۱۵ ارکلو میٹر دور سندر پور میں ۶۰، ۷۰ رلوگوں کو زندہ جلا دیا گیا تھا، ہم لوگ بھی جوانی کے زعم میں بہادری سمجھ کر اس میں حصہ لیتے تھے ہمارے گھر کے قریب گاؤں میں ایک چھوٹی سی مسجد تھی، لوگ کہتے تھے یہ بڑی اچھا سک (تاریخی) مسجد ہے اس کو بڑے پیر صاحب جن کو لوگ پیر ہمدانی کہتے ہیں نے بنوائی تھی، گجرات کے لوگ ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، ہمارے گاؤں کی اس مسجد کو ہمیں ڈھا دینا چاہیے، ہم آٹھوں ساتھی اس کو گرانے کے لئے گئے، بہت کوشش کے باوجود اصل مسجد کو ہم گرا نہ سکے پیما

لگتا تھا کہ ہمارے کدال لکڑی کے ہیں، لوہے کے نہیں، بہت مجبور ہو کر ہم نے باہر والی دیوار گرانی شروع کی، جو ابھی کچھ سال پہلے گاؤں والوں نے بنوائی تھی اس دیوار کو گرا کر ہم نے سوچا کہ اس مسجد کو جلا دینا چاہیے اس کے لئے پٹرول لایا گیا اور پرانے کپڑے میں پٹرول ڈال کر مسجد کو جلانے کے لئے ایک ساتھی نے آگ لگائی تو خود اس کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہ وہیں جل کر مر گیا، میں تو یہ منظر دیکھ کر ڈر گیا، میرے ساتھی کوشش کرتے رہے، مسجد کو کچھ نقصان پہنچا دو مہینوں کے اندر میرے چار ساتھی اچانک ایک کے بعد ایک مر گئے، ان کے سر میں درد ہوتا تھا اور وہ تڑپ تڑپ کر مر گئے، میرے علاوہ باقی دو پاگل ہو گئے، مجھ پر ڈر طاری ہو گیا میں ڈرا ڈرا چھپا پھرتا تھا، رات کو اس ٹوٹی مسجد میں جا کر روتا تھا کہ اے مسلمانوں کے بھگوان مجھے شما (معاف) کر دو، اپنا ماتھا وہاں ٹیکتا، اس دوران مجھے سپنے (خواب) بہت دکھنے لگے اور خواب میں نرک اور سورگ (جنت اور دوزخ) دونوں دکھتے۔

سوال: جنت اور دوزخ کس طرح دکھائی دیتے تھے، ایک دو خواب سنائیے؟

جواب: میں نے ایک بار دیکھا میں نرک میں ہوں اور وہاں کا ایک داروغہ ہے وہ میرے ان ساتھیوں جو مسجد کو گرانے میں میرے ساتھ تھے اپنے جلادوں سے سزا دلوا رہا ہے، اور سزا یہ ہے کہ لمبے لمبے لوہے کے کانٹوں کا ایک جال ہے، اس پر ڈال کر ان کو کھینچ رہے ہیں اور ماس (گوشت) اور کھال گردن سے پیروں تک اتر جاتا ہے پھر ٹھیک ہو جاتا ہے اس کے بعد ان کو الٹا لٹکا دیا اور نیچے آگ جلا دی گئی جو منھ سے اوپر کو نکل رہی ہے اور وہ جلاد ہتھوڑوں سے ان کو مار رہے ہیں وہ رو رہے ہیں، چیخ رہے ہیں کہ ہمیں معاف کر دو ہم اب کسی مسلمان کو نہیں ماریں گے نہ کوئی مسجد ڈھائیں گے داروغہ جلال میں کہتا ہے توبہ کا موقع ختم ہو گیا ہے موت کے بعد کوئی توبہ نہیں ہے اس طرح کے وحشت ناک منظر مجھے روز دکھتے

دکھائی دیتے اور میں ڈر کے مارے پاگل سا ہونے کو ہوتا، تو پھر مجھے سورگ دکھائی جاتی سورگ جنت ہے دیکھتا کہ دودھ کے تالاب سے بھی چوڑی نہر ہے دودھ بہہ رہا ہے اور خوبصورت لہریں چل رہی ہیں، ایک نہر مدھو یعنی شہد کی ہے، ایک ٹھنڈے پانی کی، اتنی اچھی کہ میری تصویر اس میں صاف دکھ رہی ہے، ایک نہر مدرا کی ہے (یہ شراب کی نہر) میں نے کہا شراب تو گندی چیز ہے، ہمارے پریوار میں شراب بہت بری سمجھی جاتی ہے، جواب دیا یہ پاک اور خوشبو والی شراب ہے اس کو پی کر نشہ نہیں ہوتا، ایک بار دیکھا کہ بہت خوبصورت درخت ہے اتنا بڑا کہ ہزاروں لوگ اس کے سایہ میں آجائیں کبھی بہت اچھے باغ دیکھتا اور ہمیشہ مجھے وہاں اللہ اکبر اللہ اکبر کی تین بار آواز آتی، مجھے اچھا نہ لگتا اور جب میں ساتھ میں اللہ اکبر نہ کہتا تو مجھے اٹھا کر سورگ سے باہر پھینک دیا جاتا، میری آنکھ کھلتی میں بستر سے نیچے پڑا ملتا۔

ایک بار میں نے سورگ کو دیکھا تو لاالہ الا اللہ کہا وہاں کے بہت بہت سارے لڑکے لڑکیاں، وہاں سورگ میں میری خدمت میں لگ گئے اس طرح کافی دن گذر گئے گجرات میں فساد ہوتا رہا مگر اب مجھے اندر سے ایسا لگتا تھا جیسے میں مسلمان ہوں جب مسلمانوں کے قتل کی خبر سنتا تو میرا دل بہت دکھتا، میں ایک روز بیجاپور گیا، وہاں ایک مسجد دیکھی، وہاں کے امام صاحب سہارنپور کے تھے وہ ہریانہ میں مولانا کلیم صاحب کے ساتھ کام کر چکے تھے ان سے میں نے پورا حال بتایا انھوں نے کہا کہ اللہ کو آپ سے بہت پیار ہے، اگر آپ سے پیار نہ ہوتا تو اپنے ساتھیوں کی طرح آپ بھی دوزخ میں جل رہے ہوتے آپ اس رحمت کی قدر کریں اور اسلام قبول کرلیں، انھوں نے بتایا کہ بابری مسجد کو شہید کرنے والے سب سے پہلے کدال چلانے والے دونوں نوجوان بھی ہمارے مولانا صاحب (مولانا کلیم صاحب) کے ہاتھ پر مسلمان ہو چکے ہیں، شاید آپ کو بھی اللہ کو

ہدایت دے کر سچے راستہ پر لاتا ہے اب دیر نہیں کرنی چاہئے ہریانہ کے ایک روڈا کو دس
کے مسلمان ہونے کے قصے بھی انھوں نے سنائے، خوابوں سے پہلے اسلام کے نام سے
میں چڑتا تھا، تھا کہ کالج میں کسی مسلمان کو داخل بھی نہیں ہونے دیتا تھا مگر نہ جانے کیوں
اسلام کی ہدایات اب مجھے اپنی لگنے لگی بیچا پورے میں گھر آیا اور میں نے ارادہ کرلیا کہ
مجھے مسلمان ہونا چاہئے ورنہ اپنے ساتھیوں کی طرح مجھے بھی نرک کی سزا بھگتنی پڑے گی۔
میں نے احمد آباد جامع مسجد گیا اور اسلام قبول کرلیا، مولانا صاحب نے گھر
والوں سے اسلام کو چھپانے کو کہا میں احمد آباد سے رہبر نماز نام کی کتاب لے کر آیا اور نماز
یاد کرنے لگا اور رفتہ رفتہ نماز یاد کر کے چھپ کر نماز پڑھنا شروع کردی، امتحان کے بعد
گرمیوں کی چھٹی ہوئی تو میں نے جماعت میں جانے کا پروگرام بنایا گھر والوں سے
گھومنے کے لئے ٹکٹ بنوایا اور اپنے دوست کو اپنے ٹکٹ پر بھیج دیا میرا چلہ بڑودہ میں
لگا فضائل اعمال اور مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ میں نے پڑھیں تو جب میں جنت دوزخ
کے حال کو پڑھتا تو وہ سب مجھے آنکھوں دیکھا لگتا تھا، چلہ لگا کر میں گھر آیا تو چھپ چھپ کر نماز
پڑھتا، ایک روز ہمارا نوکر دویندر سنگھ اچانک دودھ لے کر میرے کمرے میں آگیا اس
نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا اس نے میرے پتاجی اور گھر والوں کو بتادیا کہ چھوٹے
بابو تو مسلمانوں کی بھانتی نماز پڑھ رہے تھے، میرے پتاجی کو کچھ شک سا پہلے ہی ہوگیا تھا
میں کالج سے آیا تو میرے پتاجی نے دروازے میں مجھے روک دیا اور بولے ہمیں معلوم
ہوگیا کہ تو مسلمان ہوگیا ہے، اب یا تو اسلام یا گھر ایک چیز چھوڑنی پڑے گی ایسے ادھر
کے لئے اس گھر کا دروازہ نہیں کھل سکتا، میں جماعت میں تھا تو میں سوچتا تھا کہ اسلام کے
لئے اگر مجھے دیش چھوڑ کر بھاگنا پڑے تو خوشی سے جاؤں گا میں نے سوچا کہ اللہ کا شکر
ہے اسلام میرے رگ رگ میں اس طرح رچ بس گیا ہے کہ جان، سانس اور اسلام میں

سے ایک چیز چھوڑنے کے لئے مجھے کہا جائے تو جان سانس کا چھوڑنا میرے لئے آسان ہوگا، اسلام چھوڑنے کا تصور بھی میرے لئے جان لیوا ہے، میں نے سوچا کہ اللہ کی زمین پر کب تک گھٹ گھٹ کر جیوں گا، من چاہی چھوڑ کر رب چاہی جینے کا نام ہی تو اسلام ہے، جب من چاہی چھوڑی ہے تو رب چاہی کے لئے جن (عوام) چاہی چھوڑنا کیا مشکل ہے، میں نے پتاجی سے پورے وشواس کے ساتھ کہا کہ اگر یہ بات ہے تو میں گھر چھوڑتا ہوں اسلام چھوڑ دوں یہ خیال بھی حماقت ہے میرا موبائیل، میرا اے ٹی ایم اور کریڈٹ کارڈ مجھ سے چھین لیا گیا، میں احمد آباد پہنچا وہاں پر جوہا پورہ مسجد میں گیا مگر وہاں پر سب لوگ ڈرے ہوئے تھے اس لئے وہاں کے لوگوں نے مجھے رہنے کی اجازت نہیں دی، وہاں سے دریا پور ہمارے مرکز گیا انھوں نے میرے سرٹیفکٹ وغیرہ دیکھے انھوں نے فون وغیرہ کرکے میرے بارے میں تحقیق کی جب ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ میرے والد کے وہاں کے مشہور بی جے پی لیڈر جواب منتری بھی بن گئے ہیں سے تعلقات ہیں، تو انھوں نے بھی وہاں رہنے کی اجازت نہیں دی اور معذرت کردی، میرے پاس کھانے کے لئے پیسے نہیں تھے میں چائے اور بسکٹ لیتا اور بسم اللہ پڑھ کر یقین سے کھالیتا اور دعا کرتا میرے اللہ آپ ہر چیز پر قادر ہیں مجھے اس چائے اور بسکٹ سے تین دن کی طاقت دیدے، میرے اللہ کا شکر ہے کہ تین تک مجھے بھوک نہ لگی، ایک صاحب نے مجھے پالن پور بھیج دیا وہاں پر ایک حاجی صاحب نے مجھ سے کہا کہ اگر سدھ پور چلے جاؤ تو وہاں پر تمہارا انتظام ہوسکتا ہے سدھ پور پہنچا جہاں سے مجھے راجستھان میں شیو جے پور ہوٹل (جو جے پور اجمیر ہائی وے پر ہے) وہاں بھیج دیا ہوٹل کے مالک ذکرو بھائی نے مجھے ۲ ہ دن وہاں رکھا وہاں نماز پڑھتا اور اپنی مرضی سے کچھ ہوٹل کا کام بھی کرتا حالانکہ وہ مجھے منع کرتے تھے، انھوں نے احمد بھائی ڈلکس سے رابطہ کیا وہ مولانا کلیم صاحب کے خاص آدمی تھے انھوں

نے مجھے پھلت جانے کا مشورہ دیا، پتہ لے کر میں دہلی آیا اور پہلے جامع مسجد پہنچا خیال تھا کہ اسلام قبول کرنے کا سرٹیفکٹ بنوالوں تا کہ لوگ شک نہ کریں، وہاں کوئی بخاری صاحب امام ہیں انھوں نے مجھے جمعہ کو آنے کو کہا، جب یہاں (پھلت) آیا تو یہاں کا ماحول دیکھ کر بالکل ایسا لگا کہ میں اپنے گھر میں آیا ہوں۔

سوال: یہاں آکر آپ نے کیا خاص بات محسوس کی؟

جواب: یہاں پر ہم سب لوگ مولانا صاحب کو ابّی جی کہتے ہیں، مجھے پھلت آکر صحابہ کے وہ قصے جو حکایت الصحابہ میں پڑھے تھے اور ہمارے نبی ﷺ زندگی کے سارے حالات آنکھوں دیکھے لگنے لگے، کبھی کبھی گھر کی یاد آتی ہے، مولانا صاحب کے بارے میں معلوم ہوتا ہے کہ آج سفر سے آنے والے ہیں پہلے سے خوشی ہونے لگتی ہے اور مولانا صاحب آئے اور مصافحہ ملایا کبھی گلے لگایا جس سے سارے غم دھل گئے۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟ آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر آپ اسلام قبول نہ کرتے تو کیا ہوتا؟

جواب: کفر پر مرجانے کا تو تصور بھی میرے لئے دوزخ سے کم نہیں، میرے بھائی، میرے کو بس اللہ کا کرم ہے، ورنہ اپنے ساتھیوں سے زیادہ دوزخ کا مستحق تھا، میں زمین داری اور مالداری کے زعم میں کیسے کیسے ظلم کرتا تھا اللہ کی زمین پر چلتا اس کا دیا کھاتا تھا اس کے دیئے ہوئے شریر (جسم) سے نہ صرف یہ کہ اس کا حق ادا نہیں کرتا تھا بلکہ اس مرضی کے خلاف ہی ہر کام کرتا تھا، میں نے اسلام قبول کیا تو ایک روز گھر میں وشنو بھگوان کی مورت دیکھ رہا تھا اس پر میری ماں نے پرساد چڑھایا تھا وہ تین چیونٹیاں اس پرساد سے کھینچ کر لے جارہی تھیں، تھوڑی دیر میں ایک کتا باہر سے آگیا اس نے وہ پرساد کھا اور سارا چاٹ کرٹانگ اٹھا کر وہاں پیشاب کردیا نہ وہ چیونٹی کو روک سکے نہ کتے کو، میر

اپنی عقل پر بہت ہنسا کہ کیسا اگر میرے خدا کی مجھ پر مہربانی نہ ہوتی اور مجھے ہدایت نہ دی ہوتی تو میں کیسی حماقت کے ساتھ اس مورتی کے آگے سر جھکاتا، جب کبھی اپنے ہندو بھائیوں سے بات کرتا تو مجھے اور بھی افسوس اور حیرت ہوتی وہ کہتے کہ دیکھو ہم جس بھگوان کی مورتی کی پوجا کرتے ہیں وہ تو ہمارے ساتھ ہے، مسلمان جس خدا کی پوجا کرتے ہیں اسے کس نے دیکھا ہے؟ میں ان سے کہتا اچھا بتاؤ جس ہوا میں سانس لیتے ہو اس میں آکسیجن ہے کہ نہیں؟ وہ کہتے اگر آکسیجن نہ ہو تو مر جائیں، میں نے کہا جس آکسیجن سے تم سانس لیتے ہو اس کو تم نے دیکھا ہے؟ وہ کہتے کہ ہم اپنی عقل سے محسوس تو کرتے ہیں، میں کہتا کہ آکسیجن کو تم بغیر دیکھے محسوس کرتے ہو اور وشواس کرتے ہو اور آکسیجن کے پیدا کرنے والے مالک کو نہ محسوس کرتے نہ اس کے اوپر وشواس کرتے ہو، افسوس ہے تمہاری عقل پر، میرا ارادہ ہے ذرا معاملہ ٹھنڈا ہو جائے تو ورلڈ نیوز میں اپنی کہانی بھیجوں گا اس لئے ہمارا پریوار پورے علاقے میں ہر طرح سے بڑا سمجھا جاتا ہے لوگ مجھے دیکھ کر یہ سمجھتے تھے کہ تو سورگ میں رہتا ہے، اسلام کے نام سے میں چڑھتا تھا شاید جو شبد (لفظ) میرے لئے سب سے گھرڑاں (نفرت) کا لفظ تھا وہ مسلمان تھا مگر جب حق آیا اور میری عقل سے پردے ہٹے تو مجھے خیال ہوتا ہے کہ اپنے سچے مالک کو، اس کی مرضی نہ مان کر میں کیسے نرک میں ہی رہا تھا اب سب سے پیارا لفظ کوئی ہے تو میرے لئے اسلام ہے، اگر کوئی مجھ سے اسلام اور مسلمان کے لئے جان اور خون مانگے تو میں سوچتا ہوں کہ میں اپنے لئے سو بھاگیہ (خوش قسمتی) سمجھ کر دوں گا، میں اس لئے لوگوں کے سامنے اپنی کہانی سنانا چاہتا ہوں کہ لوگ جانیں کہ ایسے بڑے گھر کا لڑکا کسی لالچ میں تو فیصلہ نہیں کرے گا، اسلام حق ہوگا جو سب گھربار چھوڑ کر اس نے اسلام کو قبول کیا۔

سوال: اپنے گھر والوں کے بارے میں آپ فکر کرتے ہیں؟

جواب: خون کا رشتہ ایک جذباتی رشتہ ہوتا ہے، اپنے گھر والوں کو بہت یاد کرتا ہوں، بلکہ گھر والوں سے زیادہ مجھے ان کی موت بہت یاد رہتی ہے، ابھی تو میرے لئے وہاں رابطہ کرنا بھی آسان نہیں ہاں میں دعا کرتا ہوں، میں نے ابی جی (مولانا کلیم صاحب) سے دعا کے لئے کہا ہے، مجھے یقین ہے، انھوں نے وعدہ کیا ہے اور مجھ سے کہا ہے کہ وہ دعا کرتے ہیں، اللہ ان کی دعا ضرور قبول کریں گے، اور انشاء اللہ ضرور بالضرور میرا پریوار (خاندان) اسلام کے سایہ میں آئے گا ایک روز میں نے ابی جی مولانا کلیم صاحب سے کہا آپ میرے باپ اور گرو سب کچھ ہیں آپ سے ایک چیز مانگوں گا، تو آپ دیں گے؟ میرا نام مولانا صاحب نے سہیل خان رکھا تھا، میرا دل میرا چاہتا ہے کہ میرا نام آپ سے جڑے جب آپ میرے ماں باپ بلکہ ماں باپ نے دھکے دیے ہیں، آپ تو ماں باپ سے بھی زیادہ ہیں، تو میں اگر سہیل صدیقی لکھنے لگوں آپ مجھے اجازت دیں مجھے امید ہے اگر میں اپنا نام سہیل صدیقی لکھنے لگوں گا تو مولانا کلیم صدیقی کی طرح اللہ ہمیں بھی لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائیں گے، کم از کم میرے پریوار کے لئے تو اسلام کے فیصلے ہو جائیں گے، ابی جی نے کہا بیٹا پکی بات یہ ہے کہ ابھی تو کلیم صدیقی خود بھی مسلمان نہیں ہوا اصل بات یہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں سچی خبر دی ہے کہ قیامت سے پہلے ہر کچے پکے گھر میں اسلام داخل ہو جائے گا، وہ خبر تو سچ ہونی ہے، نام کلیم صدیقی کا ہو رہا ہے، ایسے گندے سے نسبت سے کیا فائدہ، اصل میں یہ صدیقی نسبت حضرت ابو بکر صدیق کی طرف ہے، جنھوں نے بغیر پس و پیش اور جھجک کے پہلے لمحہ میں اللہ کے رسول ﷺ کی تصدیق کی اس لئے آپ صدیق کہلائے آپ نے جنت و دوزخ خواب میں دیکھ کر اسلام کی سچائی کی تصدیق کی آپ اس نیت سے اپنے کو سہیل صدیقی لکھا کریں اس کے بعد سے میں اپنا نام سہیل خان کی جگہ سہیل صدیقی بتاتا ہوں۔

سوال: مسلمانوں کے لئے کوئی پیغام آپ دیں گے؟

جواب: ایک آدمی سفر کرتا ہے ریل میں، دو تین گھنٹے کا سفر، کبھی کبھی تو ریل میں چیکنگ ہوجاتی ہے ورنہ جب اسٹیشن کے گیٹ سے گھر کے لئے جاتا ہے تو ٹکٹ چیک ہوتا ہے، اس دنیا کی ریل میں سے اپنے گھر آخرت کے دروازے پر ٹکٹ کی چیکنگ ضرور ہوتی ہے اور یہاں کا ٹکٹ ایمان ہے بغیر ایمان کے بغیر ٹکٹ یاتری کی طرح آدمی نرک (دوزخ) کی جیل کے منہ میں ہے اس لئے ہمیں ساری دنیا کے انسانوں کو اس ٹکٹ کے حاصل کرنے کے لئے کہنا تو چاہئے، اسلام ایسی سچائی ہے کہ اگر وہ لوگوں تک پہنچ جائے تو سب کا حال میری طرح بدل جائے گا اور ہم مسلمانوں کی یہ خاص ذمہ داری ہے، جس کو آخرت اور جنت دوزخ پر یقین نہ آئے میرے دل سے پوچھ لے کہ دوزخ کیسی خطرناک جگہ ہے، (جھرجھری لیتے ہوئے) اللہ بچائے، اللہ بچائے اور جنت کیسی جگہ ہے اس کے آدمی قربان ہوجائے۔

سوال: بہت بہت شکریہ !! السلام علیکم

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فی امان اللہ

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، اپریل، مئی ۲۰۰۶ء

۱۶ سفر میں اجنبی مسلمان کی مدد نے گرویدہ کر دیا

ماسٹر عبدالواحد {سنجیو استھانا} سے ایک ملاقات

مصیبت میں اجنبی کے ساتھ مولانا صاحب کی ایسی ہمدردی نے ہمیں متاثر کیا مگر ہمارے قبول اسلام کی وجہ وہ ہمدردی نہ تھی بس اس سے یہ ہوا کہ ایسی بے لوث ہمدردی سے ہمارے دل میں مولانا کی ہمدردی پر اعتماد پیدا ہوا اور آپ کی امانت کو ہم نے اپنا ہمدرد اور بہی خیر خواہ کی بات سمجھ کر پڑھا، قبول اسلام کا ذریعہ اسلام کی حقانیت اور انسانی فطرت سے قریب توحید اور اسلامی نظریہ ہوا، ہمدردی تو لوگ کتنی کرتے ہیں کون اپنا مذہب بدلتا ہے ہمارے دل میں یہ خیال کہ اسلام کے حق نے ایک انسان کو فرشتہ بنا دیا وہ اسلام ہمارا بھی حق ہے۔

مولانا احمد اواہ ندوی

احمد اواہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ماسٹر عبدالواحد: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: عبدالواحد بھائی ابی نے مجھے حکم کیا ہے کہ اپنی اردو میگزین کے لئے آپ سے کچھ باتیں کروں تا کہ دعوت کا کام کرنے والوں کے لئے کار آمد ہوں۔

جواب: رات مجھے بھی مولانا صاحب نے کہا تھا کہ احمد آپ سے کچھ باتیں کریں گے۔

سوال: آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیں۔

جواب: ہمارا خاندان پہلے سے آسامی ہے گوہاٹی میں ہمارے دادا انگریزی دور میں افسر تھے، استھانا گوت سے ہمارا تعلق ہے، میرے پتا جی بھی سیل ٹیکس افسر تھے، بنگال

کے الگ الگ شہروں میں رہتے رہے آخر میں کلکتہ میں گھر بنا لیا تھا اور وہیں پر ان کا انتقال ہوا، میرا پرانا نام سنجیو استھانا تھا میں گیارہ ستمبر ۱۹۵۵ء کو مالدہ میں پیدا ہوا، شروع کی تعلیم بھی مالدہ میں ہوئی، اسکول کے بعد کالج کا نمبر آیا تو ہمارے والد کا کلکتہ ٹرانسفر ہو گیا اور وہیں میری تعلیم ہوئی ایم ایس سی، بی ایڈ کیا اور سرکاری ہائیر سکنڈری اسکول میں سائنس کا ٹیچر ہو گیا، بعد میں ایک ڈگری کالج میں لیکچرر رہا اور آج بھی اللہ کے شکر سے سائنس پڑھاتا ہوں میری شادی بھی ایک پڑھے لکھے گھرانے میں اب سے چودہ سال پہلے ہوئی میرے سسر صاحب ایک کالج کے پرنسپل ہیں اور میری اہلیہ بھی ایک کانونٹ اسکول میں پڑھاتی ہیں،

سوال: اپنے قبول اسلام کے واقعے کو ذرا تفصیل سے بتائیے۔

جواب: تین سال میں بحیثیت سرکاری ملازم کے ہم لوگوں کو خاندان کے گھومنے کے لئے خرچ دیا جاتا ہے، اب سے نو سال پہلے ۱۹۹۸ء کو ہم ساؤتھ کے پکنک ٹور پر اپنی بیوی بچوں کے ساتھ گئے جاتے وقت دو روز کے لئے بھوپال میں بریک جرنی کر کے بھوپال دیکھنے کا بھی پروگرام تھا، بھوپال ہم اترے ایک ٹیکسی اسٹیشن سے کرائے پر لی، مجھے اتفاق سے بخار ہو گیا، ٹیکسی والے سے کسی مناسب ہوٹل کا پتہ معلوم کیا اس نے کہا کہ تھوڑے فاصلے پر اچھے اور سستے ہوٹل کا میں انتظام کرا دیتا ہوں ٹیکسی والا غلط آدمی تھا، وہ ہمیں لے کر ایک ہوٹل گیا، مجھ سے کہا آپ ہوٹل میں کمرہ پسند کر لیں میں ہوٹل کے اندر گیا کمرہ پسند کر لیا مجھ سے ٹیکسی والے نے کہا کہ میں بچوں اور سامان کو لاتا ہوں آپ کو بخار ہو رہا ہے آپ کمرہ میں آرام کر لیں، گاڑی میں جا کر میری اہلیہ سے کہا کہ آپ بچوں کو لے کر چلیں میں گاڑی سے سامان اتار کر لاتا ہوں میری قسمت کی خرابی کہو یا خوبی کہ سفر میں کبھی بھی کسی ٹیکسی والے کو کرتا تو ہمیشہ گاڑی کے نمبر نوٹ کرنے کا عادی تھا، مگر بخار کی تیزی میں مجھے

نمبر نوٹ کرنا یاد نہیں رہا ٹیکسی والا ٹیکسی لیکر سامان سمیت فرار ہو گیا، سارا سامان کپڑے، پرس کے پانچ سو روپے کے علاوہ ٹکٹ بھی گاڑی میں تھے، بخار کی حالت میں اس حادثے پر اجنبی شہر میں جو گذری بیان نہیں کر سکتا، بخار کی شدت میں میں ہوٹل سے اترا پولس تھانہ کا پتہ لگایا پولس میں رپورٹ کی، تھانہ والوں نے تسلی بہت دی مگر شام تک ہم لوگ تھانہ میں پڑے رہے مگر کوئی کاروائی نہیں کی بخار کے لئے اسٹور سے دوائی لی بخار کچھ اترا واپسی کے لئے ریلوے اسٹیشن پہونچے گھر فون لگایا مگر تیز بارش اور سیلاب کی وجہ سے بنگال کی لائنیں خراب ہو رہی تھی فون نہ لگ سکا، جھانسی جانے والی ایک گاڑی تیار تھی بغیر ٹکٹ اس میں بیٹھ گئے ریزرویشن کے ڈبے میں ٹی، سی ٹکٹ چیک کرنے کے لئے آیا سے پینلٹی سمیت ٹکٹ لینے کے لئے اصرار کرنے لگا میں نے اپنا پورا تعارف کرایا اور اپنے ساتھ جو حادثہ پیش آیا تھا بتایا تو وہ نرم ہوا اس نے کہا آپ فکر نہ کریں جھانسی سے کہار کی گاڑی فوراً ملے گی آپ وہ پکڑ لیں میرے جاننے والے کئی ٹی، سی اس میں مل جائیں گے میں ان سے کہہ دوں گا وہ آپ کو اپنے ساتھ بغیر ٹکٹ ہی لے جائیں گے کہار میں آپ کوئی صورت بنا لینا میری جان میں جان آئی کہ چلو کہار تک جانے کی صورت بنی، بھوپال سے چلتے ہی مجھے پھر بخار ہوا، بخار اس قدر تیز ہوا کہ میرا پورا جسم کانپنے لگا مجھے ہاتھوں پیروں کے جلنے کا دورہ سا ہونے لگا، کسی طرح جھانسی پہونچے مگر میرا حال اتنا خراب تھا کہ میں آگے سفر کے لائق نہیں تھا مجبوراً فیصلہ کیا کہ جھانسی کے کسی سرکاری ہسپتال میں داخل ہونا چاہئے، جھانسی اسٹیشن پر اتر کر ہسپتال معلوم کیا اور کسی طرح آٹو رکشہ کر کے ہسپتال پہونچے ڈاکٹروں نے بتایا کہ دماغی بخار ہے، اگر علاج میں دیر کی تو آپ بے ہوش ہو سکتے ہیں، میں نے کہا آپ ہمیں ایڈمٹ کر لیں اور علاج شروع کریں دوا وغیرہ کے پیسے اگر ضرورت پڑے گی تو ہم گھر سے رابطہ کی کوشش کریں گے، دس روز ہسپتال میں رہے الحمد

ہسپتال کے ڈاکٹر نے ترس کھا کر ہمارے کھانے کا نظم بھی ہسپتال سے کر دیا، ان دنوں میں میری اہلیہ ہمارے اور اپنے گھر فون کرنے کی کوشش کرتی رہیں مگر کوئی رابطہ نہ ہو سکا، طبیعت کچھ سنبھلی تو ڈاکٹروں نے ہمیں سفر کی اجازت دیدی، ہم لوگ اسٹیشن پہنچے تو اتفاق سے وہ ٹی، سی جو ہمیں بھوپال سے لائے تھے ہمیں اسٹیشن پر مل گئے، ان کی ٹرین دو گھنٹے لیٹ ہوگئی تھی، میں نے ان کو پہچان کر ان سے درخواست کی کہ وہ ہمیں کہار کی گاڑی میں سوار کرادیں وہ بیچارے اپنے ساتھیوں کو تلاش کرنے لگے، وہ مل گئے، دو گھنٹے بعد ٹرین جانے والی تھی، انھوں نے ہمیں ٹرین میں سوار کر دیا، راستہ میں مجھے بخار آیا اور میرے جسم کی حالت پھر اسی طرح ہوگئی، کپکپی کا دورہ مسلسل ہونے لگا، کتنی مشکل سے کہار تک کا سفر پورا کیا بیان کرنا مشکل ہے، کہار بہت سی گاڑیاں کلکتہ کے لئے تھیں گاڑیاں آئیں تو ٹی سی سے بات کی مگر کوئی بھی ہمیں بغیر ٹکٹ ساتھ لے جانے پر راضی نہ ہوا میری جیب میں تیرہ روپے بچے تھے، بچوں نے رات سے کھانا بھی نہیں کھایا تھا بھوک سے بیتاب بچے رونے لگے تو میں نے بیوی سے تیرہ روپے کا کھانا لانے کو کہا دال بھات لے کر آئی بیوی بچوں نے کھانا کھایا اسٹیشن پر فقیروں کی طرح ہفتوں کے میلے کپڑوں میں دال بھات کھاتے دیکھ کر میں بہت رویا بس میرے رونے پر میرے مالک کو ترس آگیا اور نہ صرف یہ کہ مجھے اس امتحان اور مشکل سے نکالنے کا فیصلہ فرمایا بلکہ مرنے کے بعد مجھے دوزخ سے بچانے کا فیصلہ بھی انشاء اللہ ان آنسوؤں پر کر دیا۔

سوال: دال بھات کھاتے دیکھ کر رونے سے اس کا کیا مطلب؟

جواب: ہاں مطلب یہ ہے، میں پلیٹ فارم پر جہاں لیٹا تھا میرے بچے سامنے کھانا کھا رہے تھے بخار کی تیزی سے میں کراہ رہا تھا اور پورا جسم جل رہا تھا میری ساری بیماریوں کے مسیحا کو میرے مالک نے میرے سامنے لا بٹھایا، آپ کے ابی مولانا کلیم صاحب بہار

کے ایک سفر سے واپس آرہے تھے اور ان کو کہار سے راجدھانی ایکسپریس پکڑنی تھی گاڑی چار گھنٹے لیٹ تھی جو لوگ مولانا کو اسٹیشن چھوڑنے آئے تھے ان کو ٹرین سے جانا تھا مولانا صاحب نے ان کو زور دیکر واپس کر دیا اور خود گاڑی کے انتظار میں پلیٹ فارم پر بیٹھ گئے، میرے سامنے بینچ پر آکر بیٹھے مجھے کراہتے ہوئے انھوں نے دیکھا وہ میرے قریب آئے تو میں رو رہا تھا، مولانا صاحب نے مجھ سے کراہنے کی وجہ معلوم کی میں تو اس حال میں نہیں تھا کہ کچھ کہہ سکوں، میری بیوی نے اپنا دکھڑا سنایا، مولانا صاحب ہماری پریشانی سن کر رو دئے اپنے ساتھی کو سامان سنبھال کر اسٹیشن سے باہر گئے اور اسٹور سے دوا لائے اور ساتھی سے چائے اسٹال سے دودھ منگایا اور دودھ کے ساتھ اپنے ہاتھ سے نکال کر دوا کھلائی اور پانچ روز کی دوا ہمیں دی، تھوڑی دیر میں میرے جسم کے درد کو بہت آرام ہوا مجھ سے بولے بھائی صاحب مجھے بہت شرم آرہی ہے مگر میری مجبوری ہے مجھے آپ سے رکویسٹ (درخواست) کرنی ہے کہ آپ ہمارے خونی رشتہ کے بھائی ہیں آپ کی جگہ ہمارے ساتھ بھی یہ حادثہ ہو سکتا ہے، آپ دو ہزار روپے مجھ سے قرض لے لیجیے، قرض اس لئے کہہ رہا ہوں کہ آپ بڑے آدمی ہیں آپ کو برا نہ لگے، ورنہ میرا دل دو ہزار روپے آپ کو بھینٹ (تحفہ) دینے کو چاہ رہا ہے، پلیز یہ آپ قبول کر لیجیے، میں بیان نہیں کر سکتا کہ میرا کتنا عجیب حال تھا میرے دل میں خیال آیا کہ یہ کوئی ایشدوت (غیبی فرشتہ) ہے ایک اجنبی کے ساتھ یہ معاملہ کر رہا ہے کتنے لوگوں کو اپنا حال سنایا بس ٹیکسی والے کی برائی کرنے اور ہائے وائے کرنے کے سوا کسی کو خیال نہ آیا اور یہ غیر مذہب کے مسلمان کس انداز سے رقم دے رہے ہیں جیسے دے نہ رہے ہوں بھیک مانگ رہے ہوں، میں نے ان سے کہا کہ ہمیں پیسوں کی اتنی ضرورت ہے ہم کیسے منع کر سکتے ہیں مگر آپ پہلے اپنا پتہ دیدیجئے تا کہ گھر پہنچ کر یہ رقم منی آرڈر کر دیں، مولانا صاحب نے کہا کہ پیسے تو رکھئے ابھی

پتہ بھی لکھ کر دیتا ہوں اور اپنے ساتھی سے کہا ماسٹر جی ان کو پتہ لکھ کر دے دینا اور ان کے کان میں آہستہ سے کچھ کہا، وہ اٹھ کر گئے اور بچوں کے لئے آئس کریم اور کیلے لے کر آئے، بچوں نے لینے سے منع کیا تو ہم نے بچوں سے کہا لیلو بیٹا یہ آپ کے اصل انکل ہیں مولانا صاحب سے میں پتہ لکھنے کو کہتا رہا اور وہ ٹالتے رہے، ابھی لکھتے ہیں تب لکھتے ہیں میں نے زور دیا کہ کہنے لگے بھائی صاحب آپ تلاش کریں گے تو ہم مل جائیں گے، کیا آپ اپنے خونی رشتہ کے بھائی کو بھی تلاش نہیں کر سکتے؟؟ اتنی دیر میں ہماری گاڑی آ گئی، ٹکٹ ان پیسوں میں سے مولانا صاحب کے ساتھی نے لا کر دے دیا تھا، ہمیں سوار کرایا میں نے پتہ کے لئے کہا تو مولانا صاحب کے ساتھی ماسٹر جمشید صاحب نے اپنے بیگ سے جلدی ایک کتاب نکال کر دی کہ وہ مولانا صاحب کی کتاب ہے، اس پر نیچے حضرت کا پتہ لکھا ہے دن کا وقت تھا، ریزرویشن کے ڈبے میں خالی دیکھ کر ہم لوگ بیٹھ گئے اور پتہ دیکھنے کے لئے کتاب نکالی کتاب کا نام تھا "آپ کی امانت آپ کی سیوا میں" کتاب کے شروع میں دو شبد مولانا وصی صاحب کے لکھے ہوئے تھے، مولانا صاحب کا گویا ان کے اندر کا تعارف تھا کیوں کہ ہم اس فرشتہ صفت مسیحا کو دیکھ کر آئے تھے ایک ایک لفظ دل میں اترتا گیا، بخار کے باوجود چلتے چلتے میں نے پوری کتاب پڑھی پھر بیوی کو پڑھنے کو دی انھوں نے بھی ایک بار میں پوری پڑھی، مجھ سے کہنے لگیں کہ مولانا صاحب اگر یہ کتاب ہمیں اسٹیشن پر دیتے تو اچھا تھا، بیچ میں چھوڑنے کو دل نہیں چاہا، دوا کی دوسری خوراک میں نے ریل میں لی، دوا نے جادو کا اثر کیا اور کلکتہ پہنچتے تک ایسا لگا جیسے میں بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں، میں اور میری بیوی آپ کی امانت کے ایک ایک لفظ کے شکار ہو گئے اور سچائی اور محبت کے پیغام کے سامنے اپنے کو بے بس سمجھ چکے تھے، میں نے کلکتہ اتر کر اپنی بیوی سے کہا میری طبیعت کافی اچھی ہے، میرا دل چاہتا ہے کہ گھر جا کر پیسے لے کر آج ہی مظفر

گھر چلا جاؤں اور کچھ شے (وقت) مولانا کے ساتھ گذاروں، بیوی نے کہا دوا پوری کر لیجئے اس کے بعد جلدی چلے جایئے، ہم گھر پہونچے، طبیعت بالکل ٹھیک ہوگئی، بیوی نے کہا پہلے پیسے منی آرڈر کر دیجئے اور پھر کچھ روز بعد چھٹی لے کر ملنے چلے جایئے، منی آرڈر کر نے کے لئے کتاب تلاش کی پتہ لکھ لیں گے مگر نہ جانے شیطان نے وہ کتاب کہاں چھپا دی، دو روز ہم دونوں ایک ایک چیز الٹتے پلٹتے رہے مگر کتاب نہیں ملی۔

مجھے یہ تو یاد تھا کہ مولانا صاحب کا نام محمد کلیم ہے، مگر میں مظفر نگر کی بجائے مظفر پور ضلع کر رہا تھا ایک دو لوگوں سے معلوم کیا انھوں نے بتایا کہ مظفر پور یو، پی میں نہیں بلکہ بہار میں ہے بے چینی کے حال میں مظفر پور بہار کا ٹکٹ بنوایا ایک روز پہلے ایک یو، پی کے آدمی سے ملاقات ہوئی میں نے ان سے معلوم کیا کہ یو، پی میں کوئی ضلع مظفر پور بھی ہے انھوں نے کہا کہ وہاں مظفر نگر ہے مظفر پور نہیں، مظفر نگر سن کر مجھے یاد آیا کہ یہ پتہ صحیح ہے انھوں نے بتایا کہ مظفر نگر کی کوئی گاڑی ڈائریکٹ نہیں ہے، آپکو دہلی یا سہارنپور جانا پڑے گا وہاں سے مظفر نگر کے لئے بس یا ٹرین مل سکتی ہے، میں نے دہلی کا ریزرویشن کرایا اور ۲۷ را کتوبر کو دہلی اور دہلی سے مظفر نگر پہونچا اسٹیشن پر ایک میاں جی ملے، میں نے کہا کہ مظفر نگر میں آپ مولانا کلیم صاحب کو جانتے ہیں؟ انھوں نے کہا وہ مظفر نگر میں نہیں رہتے بلکہ آپ کو کھتولی اور وہاں سے پھلت جانا ہوگا، اسٹیشن سے بس اڈے پہونچے کھتولی کی بس میں سوار ہوئے تو میرے برابر میں ایک نوجوان مولوی صاحب بیٹھے تھے ان سے تعارف ہوا تو معلوم ہوا کہ پھلت مدرسہ میں رہتے ہیں ریزرویشن کے لئے مظفر نگر آئے تھے ان سے معلوم ہوا کہ مولانا صاحب تو پھلت نہیں ہیں پنجاب کے سفر پر گئے ہوئے ہیں ان کے ساتھ پھلت پہونچے، مولانا صاحب کے گھر پہونچے تو معلوم ہوا کہ آج رات تک پہونچیں گے انتظار کا مزہ لیا، مولانا صاحب رات کو ایک بجے پہنچے میں

جاگ رہا تھا ملاقات ہوئی مولانا صاحب فوراً پہچان گئے مجھے ٹھیک دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور صبح کو ملاقات کے لئے کہہ کر گھر میں چلے گئے اگلے روز صبح ۸ بجے ملاقات ہوئی میں نے وہ پیسے پیش کئے مولانا صاحب بہت زور دیتے رہے کہ ان کو آپ بھینٹ میں قبول کرلیں تو مجھے زیادہ خوشی ہوگی، آپ نے صرف یہ پیسے دینے کے لئے اتنا لمبا سفر کیا بہت زیادتی کی یہ پیسے تو ہم خود آکر وصول لیتے، مولانا صاحب ہنس کر بولے دیکھئے آپ نے تلاش کرنا چاہا تو تلاش بھی کرلیا، بغیر پتے کے تلاش کرلیا میں نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہے کہ ہم سے پتہ یعنی کتاب کھوگئی تھی؟ مولانا صاحب نے کہا کیسی کتاب؟ اصل میں ہم نے پتہ دینا ہی نہ چاہا، میں نے بتایا کہ آپ کے ساتھی "آپ کی امانت آپ کی سیوا میں" گاڑی میں چلتے چلتے پکڑا گئے تھے وہ ہم نے پڑھ بھی لی اور ہمیں شکار بھی کرگئی اور گھر نہ جانے کیسے کھوگئی، اب میں نے پورا حال بتایا مولانا صاحب بہت خوش ہوئے، مولانا صاحب نے فرمایا کہ آپ کی امانت پڑھ کر آپ نے کیا فیصلہ کیا میں نے کہا آپ کے گھر آئے ہیں، آپ جو چاہے کرلیجئے یا چھوڑ دیجئے، مولانا صاحب نے کہا میرا اپنے سے تو کام بننے والا نہیں جس نے پیدا کیا ہے اس کا بننے سے کام چلے گا میں نے کہا اسی لئے تو آپ کے پاس آئے ہیں، مولانا صاحب نے کہا کہ کلمہ آپ نے پڑھ لیا؟ ہم نے کتاب میں تو پڑھ لیا آپ بھی پڑھا دیجئے، مولانا صاحب نے ۲۹ ر اکتوبر کو ساڑھے نو بجے ہمیں کلمہ پڑھوایا میرا نام عبدالواحد رکھا مولانا صاحب نے مجھ سے کہا کیا بھابی نے بھی کتاب پڑھی ہے؟ میں نے کہا کہ انھوں نے تین بار پڑھی ہے، مولانا صاحب نے کہا ان کا کیا ارادہ ہے؟ ہم نے جو ارادہ کیا ہے وہ ہمارے ساتھ ہیں، کچھ کتابیں مولانا نے منگوا کر ہمیں دیں، ایک روز قیام کرنے کے بعد کلکتہ واپس ہوا مولانا صاحب کے مشورہ کے مطابق کلکتہ کے مرکز گیا وہاں علی گڑھ کی ایک جماعت آئی تھی اس کے ساتھ چالیس

روز گزارے الحمد للہ یہ چالیس روز ہمارے لئے بہت مفید رہے نماز بھی مکمل یاد کرلی اور ضروری باتیں معلوم ہو گئیں۔

سوال: آپ کی اہلیہ صاحبہ کا کیا ہوا؟

جواب: الحمد للہ پھلت لے جا کر میں نے کلمہ پڑھوایا وہ بہت خوش ہوئیں۔

سوال: اسلام قبول کر کے آپ کو کیا محسوس ہوا؟

جواب: اسلام ملنے کے بعد میں بیان نہیں کرسکتا کتنی خوشی ہوئی، اب میں اس ٹیکسی والے کو دعا دیتا ہوں کہ اگر وہ میرا سامان نہ لوٹتا تو میرا کیا ہوتا؟ میرے اللہ کی رحمت کہ قربان کہ کوڑیاں لٹوا کر ہمارے دل کی تجوری ایمان کے خزانے سے بھر دی، ہم دونوں جب بھی بیٹھتے ہیں بس اسی بات پر شکر ادا کرتے ہیں کہ اللہ آپ نے ہمارا سامان لٹوایا ہمیں ایمان کا مالدار کرنے کے لئے اور کفر و شرک کی موت سے بچانے اور شفاء عطا کرنے کے لئے واقعی احمد بھائی اللہ کی رحمت کا کوئی کیا اندازہ لگا سکتا ہے!!

سوال: ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ آپ کو انہی کی ہمدردی اور اخلاق نے زیادہ متاثر اور اسلام کے قریب کیا یا آپ کی امانت نے یا اسلام کی حقانیت نے؟

جواب: احمد بھائی! ایسی مصیبت میں اجنبی کے ساتھ مولانا صاحب کی ایسی ہمدردی نے ہمیں متاثر کیا مگر ہمارے قبول اسلام کی وجہ وہ ہمدردی تھی بس اس سے یہ ہوا کہ ایسی بے لوث ہمدردی سے ہمارے دل میں مولانا کی ہمدردی پر اعتماد پیدا ہوا اور آپ کی امانت کو ہم نے اپنا ہمدرد اور سچے خیر خواہ کی بات سمجھ کر پڑھا، قبول اسلام کا ذریعہ اسلام کی حقانیت اور انسانی فطرت سے قریب توحید اور اسلامی نظریہ ہوا، ہمدردی تو لوگ کتنی کرتے ہیں کون اپنا مذہب بدلتا ہے ہمارے دل میں یہ خیال کہ اسلام کے حق نے ایک انسان کو فرشتہ بنا دیا وہ اسلام ہمارا بھی حق ہے۔

سوال : اب آپ بچوں کی تعلیم کا کیا کر رہے ہیں؟

جواب : اب میرے بچے انگلش میڈیم میں پڑھ رہے ہیں اور ہم نے ایک مولانا صاحب کا ٹیوشن بھی لگا رکھا ہے، بچے اور ہم دونوں روزانہ رات کو قرآن، دینیات اور اردو پڑھ رہے ہیں۔

سوال : گھر والوں نے آپ کے اسلام کی مخالفت نہیں کی؟

جواب : بہت زیادہ کی، جب کسی نے کی تو ہم نے اسے پورا واقعہ بتایا، پورا واقعہ سن کر ہمارے چچا جو بہت ہی زیادہ مسلمان ہونے سے ناراض تھے انہوں نے کہا بیٹا تم نے بہت اچھا کیا اور کتاب ہمیں بھی دینا، وہ دیناج پور اسٹیشن پر پوسٹیڈ ہے میں نے آپ کی امانت ان کو دی، مولانا صاحب کے مشورہ سے سفر کر کے ان کے یہاں گیا، رات کو دو بجے تک میں ان کی خوشامد کرتا رہا الحمد للہ دو بجے رات ہی میں انہوں نے کلمہ پڑھا، الحمد للہ میرے خاندان کے پچاس سے زیادہ لوگ مسلمان ہو چکے ہیں۔

سوال : ارمغان کے قارئین کے لئے آپ کوئی پیغام دیجئے۔

جواب : بہت محبت بھرا دل ہو، انبیاء کی طرح بغیر لالچ کے، اسلام جیسا حق ہاتھ میں ہو تو پھر کوئی سخت سے سخت آدمی ایسا نہیں جو اسلام کا اسیر نہ ہو، اس لئے ہمیں انسانیت کا حق ادا کرنا چاہئے۔

سوال : شکریہ ماسٹر صاحب بہت بہت شکریہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جواب : شکریہ تو آپ کا کہ ہماری بات آپ نے اتنی دیر سنی۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، نومبر ۲۰۰۶ء

۱۷ نچلی ذات کے لوگ اسلام کے لئے بیتاب ہیں مگر۔۔۔

محمد اسحاق {اشوک کمار} سے ایک دلچسپ ملاقات

بابری مسجد کو شہید کر کے احمد بھیا یوں تو ہم نے اپنے ارمان پورے کر لئے، مگر نہ جانے صرف محمد اکیلے کو ہی نہیں، ہم تینوں کا حال یہ تھا کہ ہم اپنے دل میں انجانے خطرے سے ڈرے سے رہتے تھے اور ہر ایک کو یہ لگتا تھا کہ شاید اب کوئی خطرہ آجائے، کبھی کبھی تو ایسا لگتا تھا کہ آسمان سے کوئی آگ کی چٹان ہمیں دبانے والی ہے۔

مولانا احمد اواہ ندوی

احمد اواہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد اسحاق: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

سوال: اسحاق بھائی آپ سے تو پچھلے سال ۷ دسمبر کی رات کے بعد ملاقات ہی نہ ہو پائی، کل ابی نے بتایا کہ آپ کا فون آیا تھا آپ دہلی آرہے ہیں تو خوشی ہوئی، رات ہی ابی نے فرمادیا تھا کہ آئندہ ماہ کے لئے آپ سے انٹرویو لوں۔

جواب: ہاں احمد بھائی! مولانا صاحب نے مجھ سے بھی آج صبح ہی بتایا کہ ارمغان میں اس مہینے تمہارا انٹرویو چھپنا ہے، میں نے کہا مجھے شرم آتی ہے مگر انھوں نے حکم کیا کہ تمہارا حال سن کر لوگوں میں دعوت کا جذبہ پیدا ہوگا اور دعوت کا کام کرنے والوں میں خوف کم ہوگا، تمہیں بھی ثواب ملے گا، میں نے کہا پھر تو اچھا ہے۔

سوال: اسحاق بھائی اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

جواب: احمد بھائی! میں یوپی کے مشہور ضلع رام پور میں ٹانڈہ بادلی قصبے کے قریب ایک

گاؤں کے سینی خاندان میں، ۷ رد سمبر ۱۹۶۷ء میں پیدا ہوا، گھر والوں نے میرا نام اشوک کمار رکھا، پتاجی (والد صاحب) شری پورن سنگھ جی ایک کم پڑھے لکھے کسان تھے میں نے آٹھویں کلاس تک اپنے گاؤں کے جونیر ہائی اسکول میں پڑھا، اسکول اور انٹر میں نے رام پور میں کیا بعد میں لکھنؤ میں سول انجینئرنگ میں ڈپلومہ کیا، ایک پرائیویٹ کنسٹرکشن کمپنی میں نوکری لگ گئی تھی، بچپن میں غصہ بہت تھا کئی بار اسکول میں ٹیچر سے بھی لڑائی ہوئی، کمپنی میں روز روز کچھ نہ کچھ ہوتا رہتا تھا نوکری چھوڑ آیا، میرے دو دوست پہلی کلاس سے انٹر تک ساتھ پڑھے تھے ایک کا نام یوگیش کمار اور دوسرے کا یوگیندر سنگھ تھا، دونوں ہماری برادری کے تھے، ایک رشتے میں بھائی ہوتے تھے تینوں ساتھ پڑھتے اور ورزش بھی ساتھ کرتے تھے، کچھ روز پہلوانی بھی کی، رام جنم بھومی بابری مسجد کا جھگڑا ہوا تو ہم تینوں نے بجرنگ دل میں اپنا نام لکھوایا، ایڈوانی جی کی رتھ یاترا میں ہم لوگ گوالیار جا کر شامل ہوئے اور چار روز ساتھ چلے، ہمارے گھر والے بھی اس فیصلہ سے بہت خوش ہوئے ایک روز یوگیش کے پتاجی نے جو اسکول میں ٹیچر بھی تھے ہم تینوں کو اپنے گھر بلایا میرے اور یوگیندر کے پتاجی کو بھی بلایا اور بولے کہ ہم تم تینوں بھائیوں کو رام نام پر چھوڑتے ہیں اگر رام مندر کے نام پر تمہاری بلی بھی چڑھ جائے تو پیچھے نہ ہٹنا، دنیا میں تم امر ہو جاؤ گے، انھوں نے ہمارے تینوں کے سروں پر انگوچھا باندھا، ہم لوگوں کا بڑا حوصلہ بڑھا اور بھی جوش پیدا ہوا ۳۰ ر اکتوبر کو ہم لوگ کارسیوا میں پہنچ کر ہم ابھی جگہ پر پہنچ نہیں پائے تھے کہ ملائم سرکار میں گولی چل گئی اور ہمیں پولیس نے گرفتار کر لیا اور ٹرین میں سوار کر کے رام پور لا کے چھوڑا ہمارے غصہ کی حد نہ رہی میں نے راستہ میں کئی سپاہیوں کی پٹائی بھی کی مگر انھوں نے ہمیں یہ کہہ کر ٹھنڈا کیا ملائم سرکار تو گرے گی، ہماری سرکار آئے گی تو اس وقت

اپنے ارمان پورے کر لینا، نومبر ۱۹۹۱ء میں ہم لوگ بابری مسجد شہید کرنے کے شوق میں ایودھیا پہنچ گئے سردی کے کپڑے بھی پورے ساتھ نہیں تھے الگ الگ آشرموں میں رہتے ہمیں وہاں رہ کر بڑی حیرت ہوئی کہ اکثر سادھوؤں نے ہمیں بابری مسجد شہید کرنے میں شامل ہونے سے منع کیا اور انھوں نے ہمیں اس طرح ڈرایا جیسے ہم کوئی پاپ کر رہے ہوں، ایک سادھو نے تو یہ کہا کہ میں سچ کہتا ہوں اگر رام چندر جی جیوت (زندہ) ہوتے تو بھی ہرگز یہ پاپ یعنی بابری مسجد گرانے کا کام نہ کرنے دیتے ہمیں ان بھگانے والوں پر بہت غصہ آتا ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کو بھیڑ مسجد کے پاس جمع ہو گئی ہمارے سنچالک نے ہمیں بتایا تھا کہ جیسے ہم اشارہ کریں گے دھاوا بول دینا، ابھی اوما بھارتی نے نعرہ لگایا تھا کہ ہم چل پڑے، یوگیش تو بھیڑ میں گر گیا، لوگ اس پر چلتے رہے کسی نے دیکھ کر اس کا ہاتھ پکڑا، وہ اٹھا، مہینوں بیمار رہا، اس کی پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں، خوشی خوشی ہم ایک اینٹ لے کر گھر آئے راستے میں لوگ ہمارا سواگت (استقبال) کرتے تھے، گھر والوں نے ہمارے سواگت میں ایک پروگرام کیا اور ہم کو پھولوں سے تولا گیا، اتنے سال تک لوگ ہمیں شاباشی دیتے رہے

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں کچھ بتائیے؟

جواب: بابری مسجد کو شہید کر کے احمد بھائی یوں تو ہم نے اپنے ارمان پورے کر لئے، مگر نہ جانے صرف مجھ اکیلے کو ہی نہیں ہم تینوں کا حال یہ تھا کہ ہم اپنے دل میں انجانے خطرے سے ڈرے سے رہتے تھے اور ہر ایک کو یہ لگتا تھا کہ شاید اب کوئی خطرہ آ جائے، کبھی کبھی تو ایسا لگتا تھا کہ آسمان سے کوئی آگ کی چٹان ہمیں دبانے والی ہے، بابری مسجد کی شہادت کی ہر برسی پر یعنی ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کو ہمارے لئے دن رات کاٹنا مشکل ہوتا تھا ایسا لگتا تھا کہ آج تو ضرور کوئی آفت آئے گی پچھلے سال ۶ دسمبر کو یہ خطرہ پچھلے سالوں سے زیادہ ہی تھا، ہم لوگ ڈر کی وجہ سے ۶ دسمبر کو کبھی گھر سے نہیں نکلتے تھے اور جب ۶ تاریخ گذر

جاتی تو ہم لوگ بہت سکون محسوس کرتے ۷ دسمبر ۱۹۹۲ء کی صبح کو ہم تینوں گھر سے نکلے مجھے رامپور میں ایک ضروری کام تھا میرے ساتھی بھی ساتھ ہو لئے، رام پور بس اڈہ پر ہمارا ایک کالج کا ساتھی رئیس احمد ملا، اس نے ہمیں دیکھا تو قریب آیا مذاق کے انداز میں بولا، اشوک اب تم لوگوں کی باری ہے تیار ہو جاؤ میں نے کہا کس چیز کی باری ہے، اس نے کہا پہلے پاگل بننے کی اور پھر مسلمان ہونے کی، میں نے کہا چونچ بند کر، اس نے کہا اخبار پڑھا ہے کہ نہیں، میں نے کہا اخبار میں کیا ہے؟ اس نے اپنے بیگ سے ایک اردو سہارا اخبار نکالا اور محمد عامر اور عمر کے اسلام قبول کرنے کی خبر پوری سنادی، ہم لوگوں کو غصہ بھی آیا اور ڈر بھی لگا میں نے کہا اردو کا اخبار ہے جھوٹی خبر ہو گی اس نے ہندی کے دو اخبار نکالے اور مجھے دکھائے، چھوٹی چھوٹی دونوں میں خبریں دکھائیں میں نے دوبارہ اردو کی خبر جو تفصیل سے تھی پڑھنے کو کہا میرے دوسرے دونوں ساتھیوں کو بھی غصہ آیا اور مشورہ کیا کہ پھلت جا کر معلوم کرنا چاہئے کہ جھوٹی خبر کیوں چھپوائی ہے اور خبر چھپوانے والوں کو سمجھانا چاہئے، بات کو صاف کرنا چاہئے ورنہ کتنے لوگوں کے (دھرم بھرشٹ) دین خراب ہو جائیں گے، رام پور سے ہم لوگ میرٹھ کی بس میں بیٹھے اور پھر کھتولی پہنچے اور ایک جگہ میں بیٹھ کر پھلت پہنچے مولانا صاحب کا پتہ معلوم کر کے آپ کے گھر پہنچے، مولانا صاحب نماز کے لئے گئے تھے نماز پڑھ کر آئے تو ایک صاحب نے بتایا کہ یہ مولانا کلیم صاحب ہیں، ہم لوگ کچھ تو غصہ میں تھے اور کچھ زیادہ سخت لہجہ میں میں نے مولانا صاحب کو اخبار دکھا کر کہا، یہ خبر آپ نے چھپوائی ہے، آپ نے کس طرح یہ خبر چھپوائی ہے؟ ہم تین بالکل جٹ انداز میں بڑے سخت لہجہ میں بات کر رہے تھے مگر مولانا صاحب نہ جانے کس دنیا کے آدمی تھے بہت ہی پیار سے بولے، میرے بھائی، آپ اپنے ایک خونی رشتہ کے بھائی کے یہاں آئے ہیں، آپ ہمارے ہم آپ کے، یہ تو بڑ تو شہر کے لوگوں میں ہوتی ہے،

آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں، پہلے یہ بتائیے؟ ہم رام پور ٹانڈہ، باولی کے پاس سے آئے ہیں، مولانا صاحب بولے میرے بھائیو! اتنی سردی میں آپ نے اتنا لمبا سفر کیا، کتنے تھک رہے ہوں گے، یہ آپ کا گھر ہے آپ کسی غیر کے یہاں نہیں ہیں، آپ جو معلوم کریں گے ہم بتائیں گے، پہلے آپ بیٹھئے، چائے پانی ناشتہ کیجئے، کھانا کھائیے، خبر ہم لوگوں نے تمہیں چھپوائی ہے مگر ہے خبر سچی، ہم لوگ کچھ ٹھنڈے ہو گئے تھے، پھر سے گرمی سی آگئی، میں نے کہا آپ کیسے کہہ رہے ہیں سچے لوگوں کا دھرم بھرشٹ کرنا چاہتے ہیں، مولانا صاحب نے پھر پیار سے کہا چلو اگر آپ سچ مانو گے تو مان لینا ورنہ ہمیں اس کی بھی کوئی ضد نہیں عامر اور عمر میں سے محمد عمر اتفاق سے ایک نو مسلموں کی جماعت لے کر پھلت آئے ہوئے تھے جس میں نو مسلم تھے، امیر نہ ملنے کی وجہ سے مولانا صاحب نے ان کو پھلت بلایا تھا، جن میں تین ہریانہ کے تھے اور دو گجرات کے اور چار یوپی کے، دو ان میں مندر کے سادھو بھی تھے، مولانا صاحب نے ایک حافظ صاحب کو بلایا اور ان سے کہا عمر میاں کو بلاؤ، تھوڑی دیر میں محمد عمر آگئے، مولانا صاحب نے ہم سے کہا: دو جن کی خبر چھپی ہے ان میں ایک محمد عمر یہ ہیں، آپ ان سے مل لیں اور معلوم کریں خبر کیا ہے اور کتنی سچی ہے؟ عمر بھائی کے ساتھ ہم برابر والے چھوٹے کمرے میں بیٹھ گئے مولانا صاحب نے ان کو آواز دی اور کچھ سمجھایا بعد میں بھائی عمر نے مجھے بتایا کہ مولانا صاحب نے مجھے بہت تاکید کی کہ یہ کتنا بھی غصہ ہوں تم صبر کرنا اور بہت پیار نرمی سے مریض سمجھ کر بات کرنا اور دل دل میں اللہ سے دعا کرنا، میں بھی گھر میں جا کر دو رکعت پڑھ کر اللہ سے ہدایت کی دعا کرتا ہوں، تھوڑی دیر میں پر تکلف ناشتہ آگیا، ہم بھی کو سردی لگ رہی تھی عمر بھائی نے ضد کر کے دو پیالی چائے پلائی اور خوب خاطر کی اور ہمیں سمجھاتے رہے اور بتایا کہ پانی پت سے سونی پت تک ایڈوانی جی کی رتھ یاترا میں ہم دونوں سب سے پیش پیش تھے

۳۰/اکتوبر میں ہم دونوں کے اوپر گنبد پر گولی لگی تھی، تھوڑی دیر میں کھانا بھی آگیا اب ہم تینوں کو لگا کہ ہمیں جو خوف تھا وہ سچ تھا اور ۶/دسمبر کو ہماری یہ حالت کیوں ہوئی تھی، میں نے عمر سے کہا اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ انھوں نے مجھے بتایا کہ دنیا کا عذاب تو کچھ نہیں، مرنے کے بعد بڑے دن کے عذاب سے بچنے کے لئے آپ کو میری رائے ماننی چاہئے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جانا چاہئے، ہم تینوں باہر مشورہ کے لئے آنے لگے تو عمر بھائی نے کہا میں ایک کام کے لئے باہر جاتا ہوں آپ اندر بیٹھے رہیں، ہم تینوں نے مشورہ کیا اور سب نے طے کیا کہ ہم کو مسلمان ہو جانا چاہئے پھر عمر بھائی کو آواز دی اور اپنا فیصلہ بتایا، عمر بھائی نے کہا کہ وہ دو رکعت نماز پڑھ کر سچے مالک سے آپ کے لئے دعا کرنے گئے اور مولانا صاحب بھی آپ کے لئے دعا ہی کرنے اندر گئے ہیں، خوشی خوشی عمر نے گھر میں مولانا صاحب کو آواز دی اور درخواست کی کہ ان تینوں بھائیوں کو کلمہ پڑھوادیں مولانا صاحب نے ہمیں کلمہ پڑھوایا، احمد بھائی وہ حال میں بتا نہیں سکتا کہ ہم تینوں پر کیا گذری جیسے جیسے مولانا صاحب نے ہمیں کلمہ پڑھوایا اور توبہ کروائی ایسا لگ رہا تھا جیسے کانٹوں کا ایک لباس جس سے جسم بندھا تھا ہمارے جسم سے اتر گیا، اندر سے خوف ایک دم کافور ہو گیا، جیسے ہم نہ جانے کس خطرہ سے نکل کر ایک محصور قلعہ میں آگئے ہوں، مولانا صاحب نے میرا نام محمد اسحاق رکھا، یوگیش کا محمد یعقوب رکھا اور یوگیندر کا محمد یوسف اور حضرت یوسف، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب کا قصہ بھی سنایا اور ہمیں بتایا کہ کل سے فون آرہے تھے کہ یہ خبر چھپ گئی ہے خدا خیر کرے کوئی فساد نہ ہو جائے، میں دوستوں سے کہہ رہا تھا آپ ڈریئے نہیں ہم نے خبر نہیں چھپوائی، اللہ نے چھپوائی ہے انشاء اللہ اس میں ضرور خیر ہوگی، اللہ نے اتنی بڑی خیر ظاہر کردی، مولانا صاحب نے کھڑے ہو کر گلے لگایا مبارک باد دی اور تینوں کو "آپ کی امانت آپ کی سیوا میں" دی۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: صبح کو نو مسلموں کی جماعت کے ساتھ ہم تینوں کو شامل کر دیا گیا ایک مفتی صاحب بلند شہر کے سال لگا رہے تھے، ان کو ہمارا امیر بنایا گیا اور دو لوگوں کو سکھانے کے لئے شامل کیا گیا ۱۵ ر لوگوں کی جماعت ایک روز میرٹھ رہی، ہم تینوں نے میرٹھ میں سرٹیفکٹ بنوائے اور پھر جماعت کا رخ آگرہ کی طرف بنا آگرہ اور متھرا ضلع میں ۴۰ ر دن پورے کئے جماعت میں وقت ٹھیک لگا، نئے نئے لوگ تھے ایک دو بار لڑائی بھی ہوئی ایک روز ہم تینوں نے لڑ کر واپس آنے کی سوچی رات کو پکا ارادہ کیا کہ صبح چلے جائیں گے رات میں یوسف نے ایک خواب دیکھا، مولانا صاحب فرما رہے ہیں آپ کو اللہ نے کس طرح ہدایت دی پھر بھی آپ اللہ کے راستے سے بھاگ رہے ہیں، اس نے بعد میں ہم دونوں کو بتایا، ہم لوگوں نے طے کر لیا کہ جان بھی چلی جائے گی تو چلہ پورا کر کے ہی مولانا صاحب کو منہ دکھائیں گے الحمد للہ ہمارا چلہ پورا ہو گیا۔

سوال: جماعت سے واپس آنے کے بعد پھر کیا ہوا؟

جواب: مولانا صاحب نے مجھ سے معلوم کیا کہ اب آپ کا ارادہ کیا ہے؟ اور مشورہ دیا کہ گھر پر فوراً جانا ٹھیک نہیں ہے مگر ہم نے مولانا صاحب سے کہا کہ ہم بچے نہیں ہیں، اب ہمارا ذاتی معاملہ ہے اور ہمارا حق ہے کہ حق کو مانیں، ہم گھر جا کر گھر والوں پر کام کریں گے اور ہمیں کسی طرح کا کوئی خطرہ نہیں ہے، مولانا صاحب کے سمجھانے کے باوجود ہم لوگ اپنے گاؤں پہنچے پورے علاقہ میں ماحول خراب تھا خبر مشہور تھی کہ مسلمانوں نے ان کو قتل کر دیا ہے، ہم لوگوں نے گھر والوں کو جا کر صاف صاف بتا دیا، پھر کیا تھا پوری برادری میں ماتم مچ گیا بار بار پنچایت ہوئی دور دور کے رشتہ دار آ گئے ایک بار اخبار والے بھی آ گئے گاؤں والوں نے ان کو پیسے دے دلا کر واپس کیا اور راضی کیا کہ خبر اخبار

میں پھر گرفتار کر دی جائے ورنہ اور بھی لوگوں کو خطرہ ہے، ہمارے گھر والوں پر برادری والوں نے دباؤ دیا کہ اپنے لڑکوں کو کسی طرح باز رکھیں مگر اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے ہمیں مخالفت سے اور پکا کر دیا ہمارے ساتھ بہت سختیاں بھی ہونے لگیں، ہمارے بیوی بچوں کو گھر بھیج دیا گیا مجبوراً ہمیں گھر چھوڑنا پڑا، ہمیں پھلت جاتے ہوئے شرم آئی کہ مولانا صاحب کی بات نہیں مانی، ہم لوگ پہلے دہلی گئے اور پھر ایک صاحب ہمیں پٹنہ لے گئے، پٹنہ میں ہم نے بڑی مشکل اٹھائی، کچھ دن رکشہ بھی چلائی، ضرورت کے لئے مزدوری بھی کی، بعد میں مجھے ایک صاحب اپنی کمپنی میں کلکتہ لے گئے اور پھر میرے دونوں ساتھی بھی کلکتہ آ گئے الحمدللہ ہماری مشکل کا زمانہ زیادہ طویل نہیں ہوا اور اب ہم سیٹ ہیں، اس دوران ہم تینوں کو باری باری حضور ﷺ کی زیارت بھی ہوئی، جس سے ہمیں بڑی تسلی ہوئی، مولانا صاحب کی یاد ہم لوگوں کو بہت آرہی تھی مگر موقع نہیں مل سکا، اللہ کا کرم ہے آج ملاقات ہو گئی، مولانا صاحب سے ملنے کے بعد تو دس مہینے کی تکلیفیں ساری جیسے ہوئی ہی نہیں تھیں۔

سوال: اپنے گھر والوں سے کوئی رابطہ آپ نے کیا کہ نہیں؟

جواب: ہم لوگوں نے فون پر بات کی ہے، ماں اور بھائی بہنوں سے بات ہو جاتی ہے پتا جی سے بات تو نہیں ہو پاتی، انشاء اللہ وقت کے ساتھ ساتھ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا البتہ میری بیوی اور دونوں بچے ابھی میری سسرال میں ہیں، وہ بات نہیں کرتے ہیں، میں نے ایک دوست کو کسی طرح بھیجا تھا اس نے ہماری سسرال کی ایک مسلمان عورت کو ان کے گھر بھیجا تھا، میری بیوی نے کہا جب کہیں جہاں کہیں جانے کو تیار ہوں، میری بھابھیوں سے بالکل نہیں بنتی اور میں خود ایک پتی کی رہ کر مرنا چاہتی ہوں، آج مولانا صاحب سے مشورہ ہو گیا ہے میں اب کسی طرح ان کو لے کر ہی جاؤں گا۔

سوال: دعوت کے سلسلہ میں آپ سے ابی نے کوئی بات نہیں کی، اس سلسلہ میں کچھ بتائیے؟

جواب: مولانا صاحب نے ہم سے عہد لیا ہے کہ بابری مسجد شہید کرنے والوں کی فکر کرنی ہے اور کارسیوکوں پر کام کرنا ہے اور ان کے لئے اور گھر والوں کے لئے دعا کرنی ہے مولانا صاحب سے مشورہ ہوا ہے میں بہت جلد کلکتہ سے جماعت میں وقت لگاؤں گا اور اللہ کے راستہ نکل کر اپنے اللہ سے منظور کروانے کے لئے دعا کروں گا اور پھر آ کر گھر والوں اور کارسیوں پر کام کروں گا۔

سوال: ارمغان کے قارئین کے لئے کچھ پیغام دیجئے؟

جواب: اسلام ہر انسان کی ضرورت ہے کسی آدمی کو اسلام دشمنی میں سخت دیکھ کر یہ نہ سوچنا چاہئے کہ اس کے مسلمان ہونے کی امید نہیں، سارے اسلام دشمن غلط فہمی یا نہ جاننے کی وجہ سے اسلام دشمن ہیں، ہمارے حال سے زیادہ اس کا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے، اسلام قبول کرنے سے پہلے ہم بجرنگ دلی تھے اسلام اور مسلمان ہمارے سب سے بڑے دشمن تھے اور اب، ہم ہی ہیں، یہ تصور کہ خدا نخواستہ ہم ہندو مر جاتے (دھڑ دھڑی دے کر روتے ہوئے) تو ہماری ہلاکت کا کیا حال ہوتا اور کس طرح اللہ کی ناراضگی اور دوزخ کا ہمیشہ ہمیش کا عذاب برداشت کرتے۔

سوال: شکریہ اسحاق بھائی! آپ تینوں کا شکریہ آپ دونوں سے بھی کسی وقت دوبارہ بات ہوگی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، دسمبر ۲۰۰۷ء

۱۸ بابری مسجد توڑنے والے تین شخص کا قبول اسلام

محمد سلمان {بنواری لال} سے ایک ملاقات

بس یہ بات میں سوچتا ہوں کہ سنسار میں لگ بھگ دو ارب کم سے کم ڈیڑھ ارب تو دلت کالے، اور بیک ورڈ، پسماندہ طبقے کے لوگ ہیں اسلام اور صرف اسلام ان کے دکھ کا علاج ہے، ان کو مظلومیت سے صرف اسلام بچا سکتا ہے، اگر مسلمان ان کو اسلام کے انصاف اور برابری کا صرف پریچے (تعارف) اپنے سو بھاؤ سے کرا دیں تو سب اسلام لا سکتے ہیں اور سارے دبے کچلے سماج کے لوگ، اونچ نیچ کے ظلم سے بچ کر میری طرح ایسا محسوس کریں گے کہ ان کو پھانسی سے رہائی ملی ہے اس لئے دو ارب انسانوں پر تو ضرور ترس کھائیں۔

مولانا احمد اواہ ندوی

احمد اواہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

محمد سلمان: وعلیکم السلام

سوال: اللہ کا شکر ہے آپ بہت وقت پر آگئے ہم کل ہی مکہ معظمہ سے واپس آئے ہیں ابی مکہ معظمہ میں آپ کا ذکر کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں تھانہ جا کر آپ سے ملوں اور ارمغان جو ہمارا میگزین ہے اس کے لئے آپ سے انٹرویو لوں۔

جواب: مجھے قاری صاحب نے فون پر بتایا تھا کہ مولانا صاحب جہاں حج کو جاتے ہیں کعبہ کے سفر پر گئے ہیں اور ۱۰ اگست کو آئیں گے پھر میں نے کل فون کیا تو معلوم ہوا آپ لوگ آگئے ہیں میرا دل بہت ملنے کو چاہ رہا تھا کچھ چیزوں میں مشورہ بھی کرنا تھا اس لئے میں رات ہی دہلی ڈیڑھ بجے پہنچا، مالک کا شکر ہے کہ ملاقات بھی ہوگئی اور بہت

اطمینان بھی ہو گیا۔

سوال: آپ اپنا تعارف کرائیں یعنی پریوارک پریچے کرائیں؟

جواب: میرا پہلا جنم تو مظفر نگر کے ملہو پورہ محلہ کے ایک دلت بلکہ چمار گھرانے میں ۶/ اگست ۱۹۵۸ء کو ہوا، ایسا میرے اسکول کے سرٹیفکٹ میں چڑھا ہے اصل جنم تتھی (تاریخ پیدائش) تو کسی چمار کے گھر وہ بھی پچاس سال پہلے کیسے پتہ ہوگی، میرے پتا جی (والد صاحب) بیچارے مزدوری کرتے تھے بعد میں کمزور ہو گئے تو سبزی بیچنے لگے، ان کا اتر سنگھ جی نام تھا، انھوں نے میرا نام بنواری لال رکھا، ہمارے خاندان میں پڑھائی کا رواج نہیں تھا، بس ہمارے ایک ماموں ایک بینک میں چپراسی تھے اور آٹھویں کلاس پاس تھے، انھوں نے مجھے پڑھانے کی کوشش کی اور اپنے خاندان میں میں نے بارھویں کلاس پاس کی پھر ٹائپنگ سیکھ لی اور پولیس میں مجھے کلرک کی نوکری مل گئی، بڑی وپریت استھتی (مخالف ماحول) میں میں نے پڑھائی کی اسکول میں ہیڈ ماسٹر ایک پنڈت جی تھے بس اتنا ذلیل کرتے تھے کہ کئی بار زہر کھانے کو جی کرتا تھا، کلاس میں سب سے پیچھے بٹھاتے تھے اور بری بری گالیاں دیتے تھے، زندگی بھر اونچی ذات والوں سے ہم ذلیل ہوتے رہے پولیس کی نوکری بھی بڑی بری ہے ۲۸ سال میں ایک سو سترہ تھانوں میں میرا استبادلہ ہوا، آپ کے یہاں رتن پوری تھانے میں بھی رہا اور آپ کے یہاں ہی مجھے صدر محرر کی ترقی ہو گئی تھی، میرا دوسرا جنم (پیدائش) اب سے دو مہینے پہلے ۱۸/ جولائی کو ہوا۔

سوال: اچھا اچھا، وہ تو ہمارے پورے گھر والوں کو معلوم ہے، مگر آپ پھر بھی اس جنم کے بارے میں ذرا اپنی زبانی بتائیے، یعنی اپنے اسلام قبول کرنے کے بارے میں بتائیے، اس لئے آپ کو کہانی سنانی پڑے گی؟

جواب: جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے ایک بڑے ڈاکٹر کی لڑکی میرٹھ کالج میں

پڑھتی تھی اور اپنی بوا کے گھر رہتی تھی، اس کے ناجائز تعلقات ایک مسلمان لڑکے سے ہو گئے، لڑکے کا نام بلال تھا، دونوں میں بات بڑھتی گئی دونوں نے ٹھان لی کہ شادی کرلیں گے، ایک روز لڑکی اپنی بوا کا گھر چھوڑ کر لڑکے کے پاس آ گئی کہ مجھے مسلمان کر کے شادی کرو، لڑکا بہت سیدھا اور کمزور دل کا تھا اس نے منع کیا کہ میرے گھر والے تو کسی طرح تجھے گھر نہیں رکھ سکتے اور میرے حالات کہیں رکھنے کے نہیں ہیں، لیکن لڑکی نہ مانی اس نے کہا کہ اگر تو نے مجھ سے شادی نہ کی تو میں زہر کھا لوں گی، لڑکا مجبور ہوا، کئی جگہ شادی اور نکاح کے لئے لے گیا، کوئی تیار نہ ہوا، کسی نے اس کو پھلت جانے کا مشورہ دیا وہ پھلت پہنچا مولانا کلیم صاحب نے پورے حالات سنے، لڑکی سے خوب ٹھونک کر پوچھا، اس نے کہا کہ میرے گھر والے تو تیار ہو جائیں گے میرے والد تو آدھے مسلمان ہیں روزانہ قرآن شریف پڑھتے ہیں، حضرت صاحب نے کلمہ پڑھوا کر ان کا نکاح کروا دیا اور قانونی کارروائی مکمل کرنے کا مشورہ دیا، وہ لڑکا بہت سیدھا تھا، وہ بولا اب میرا کوئی ٹھکانہ نہیں میرے نانا کلکتہ میں رہتے ہیں میں نے سوچا تھا ہم وہاں چلے جائیں گے ان سے فون پر بات کی تو انھوں نے صاف منع کر دیا، میرے گھر والے ہرگز مجھے گھر میں داخل نہیں ہونے دیں گے، مولانا صاحب نے کہا: تیرے گھر والے تجھے نہیں رکھتے تو ہم کیسے رکھ سکتے ہیں ؟ مگر بلک بلک کر رونے لگا حضرت صاحب کو ترس آ گیا، انھوں نے ان دونوں کو دو چار روز تک پھلت رکھ کر دہلی بھیج دیا اور ایک کمرہ کرایہ پر دلوا دیا اور اپنی بہن سے لڑکی کی پڑھائی یعنی اسلام کی پڑھائی طے کر دی، لڑکی کا نام شازیہ رکھا مولانا صاحب کی بہن کے یہاں لڑکی کو بہت کم وقت میں اسلام سمجھ میں آ گیا اور ایمان اب اس کے لئے بلال سے زیادہ پیارا ہو گیا، لڑکی کی بوا نے بلال اور اس کے گھر والوں کے خلاف اغوا کی تھانہ میں شکایت لکھوائی، بہار کے ایک سینئر آئی پی ایس افسر لڑکی کے رشتہ دار تھے، انھوں

میرٹھ کے ایس ایس پی پر زیادہ دباؤ دیا کہ وہ لڑکی کو برآمد کریں، بلال کے والد اور گھر والوں کو پولیس اٹھا کر لے گئی، مولانا صاحب کے بار بار دباؤ دینے کے باوجود بلال اپنی سستی اور کم ہمتی میں قانونی کاروائی نہیں کراسکا، لڑکی نے تھانہ میں فون کیا کہ میں گریجویٹ ہوں اور میں نے اپنی مرضی سے شادی کی ہے، مگر پولیس پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا، بلال کے بڑے بھائی نے کسی طرح مولانا صاحب کا نمبر لیا اور فون کیا کہ کسی طرح بلال کا پتہ بتادیں، ہمیں صرف قانونی کاغذات لینے ہیں تا کہ تھانہ میں دکھا کر اپنے گھر والوں کو چھڑا لیں، مولانا اس وقت ممبئی میں تھے انھوں نے ان کو مشورہ دیا کہ دو روز بعد بلال دہلی کی کسی مسجد میں آئے گا آپ وہاں مل لیں ہمارے بھائی آپ سے ان کی ملاقات کرادیں گے دوپہر کی نماز میں بلال مسجد میں نہیں پہنچا اور بلال کے بھائی معلوم کرتے کرتے مولانا صاحب کے دہلی والے گھر پہنچ گئے، وہاں گھر والوں نے کہا کہ ہم کسی بلال کو نہیں جانتے پھر اس نے مولانا صاحب کو فون کیا مولانا صاحب نے کسی طرح بلال کو تلاش کرکے اس کو بھائی سے ملنے کو کہا، پولیس کا دباؤ پڑا تو بلال کے اس بھائی کو بھی پکڑ لیا، ان سب پر دباؤ بھی دیا اور لالچ بھی کہ ہمیں صرف لڑکی چاہیے، اگر لڑکی کا پتہ تم لوگ بتادو ہم سب لوگوں کو چھوڑ دیں گے، بلال کے بھائی نے اپنے چھوٹنے کے لالچ میں تھانہ انچارج سے کہا کہ لڑکی دہلی میں مل سکتی ہے، وہ اس کو اور لڑکی کے بھائی کو لے کر رات کو دہلی پہنچے اور ۱۷ رجولائی کی رات کے ساڑھے تین بجے بٹلہ ہاؤس میں حضرت صاحب کے گھر چھاپہ مارا مولانا صاحب کسی انتقال میں جانے کی تیاری کررہے تھے پولیس نے گھر کی تلاشی لی اور مولانا صاحب سے بلال کا پتہ معلوم کیا، مولانا صاحب نے بتایا کہ بلال ان کے پاس نہیں ہے بلکہ کل اس کا فون آیا تھا، رورہا تھا کہ آپ کا کمرہ تو خالی کردیا اب میں کیا کروں؟ میں نے سفر سے فون پر اس کو پنجاب کے ایک دوست کا نمبر

کہ کوشش کرلو، اگر وہ تمہیں کرایہ کا مکان اور کوئی نوکری دلوادیں، پولیس مولانا صاحب کو جامعہ نگر چوکی لے گئی اور پھر فوراً میرٹھ کے اس تھانہ میں روانہ ہوگئی، موبائل بھی اپنے قبضہ میں کرلیا، مولانا صاحب بتاتے ہیں، زندگی میں پولیس سے ایسا پہلا سابقہ تھا فوراً مجھے خیال ہوا کہ دعوت ہر مشکل کا علاج ہے، مولانا دعوت کی بات شروع کی ایک گاڑی میں تھانہ انچارج موتلہ صاحب اور حضرت صاحب تھے، مولانا صاحب نے تھانہ انچارج سے معلوم کیا کہ آپ پولیس والے ہی ہیں یا انسان بھی ہیں، وہ بولے پہلے ہم انسان ہیں بعد میں پولیس والے، مولانا ہم پہاڑ کے رہنے والے ہیں اترا کھنڈ کے اور پہاڑی لوگ پہلے انسان ہوتے ہیں، مولانا صاحب نے کہا آپ میری طرف دیکھئے، میرے چہرے سے آپ کو کیا جرائم ٹپک رہے ہیں، کیا میں کوئی لڑکی اغوا کرسکتا ہوں؟ موتلہ صاحب نے کہا: سر ہم نے آپ کا کوئی انادر (بے عزتی) تو نہیں کی، آپ پولیس کی مدد کیجئے، ہمیں صرف لڑکی چاہئے، ہم پر بہت دباؤ ہے، مولانا صاحب نے کہا کہ یہ کوئی آدر ہے کہ آپ ایک شریف آدمی کو تین بجے رات میں بغیر کسی جرم کے تھانہ لے جا رہے ہیں مولانا مرادنگر مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت چاہی، تو موتلہ جی ہاتھ جوڑنے لگے، سر میں مسجد میں نماز پڑھنے نہیں دے سکتا آپ کہیں راستہ میں نماز پڑھ لیں، گاڑی میں چٹائی ہے، مولانا صاحب نے کہا نماز تو آپ کو بھی پڑھنی چاہئے، ایک دن مالک کے سامنے آپ کو بھی جانا ہے، وہاں آپ سے اس کا سوال ہوگا کہ آپ نے نماز کیوں نہیں پڑھی، مولانا نے اس کو اسلام کے بارے میں بتانا شروع کیا، تھانہ پہنچ گئے، تھانے میں کرسی پر بٹھا کر اس سپاہی کو چائے اور بسکٹ لانے کو کہا، حضرت صاحب نے منع کیا، اگر ہم لوگ پولیس چائے نہیں پیتے، مگر موتلہ جی نے کہا کہ چائے والے سے معلوم کرلیجئے کہ ہم کس طرح پیسے دیتے ہیں، اگر آپ سنتوشٹ (مطمئن) ہوں تو چائے لے لیجئے، ورنہ چائے کے

پیسے اپنے پاس سے ادا کر دیجئے، چائے تو پی لیجئے مولانا جی نہانے اور ناشتہ کے لئے میرٹھ گھر چلے گئے، تھوڑی دیر میں مولانا صاحب کے بہنوئی اور ایک دو وکیل آ گئے، مولانا صاحب ان سے بات کر رہے تھے، مولانا صاحب نے بتایا کہ تھانے کا ایک سنتری آیا اور بولا: مولانا صاحب آپ اپنی کرسی لے کر اندر الگ بیٹھئے، مولانا صاحب نے سوچا تھانے میں اپنی عزت بچانی چاہئے، بس وہ اندر آ گئے، اصل میں میرے مالک کو مجھ مظلوم پر رحم آ گیا کہ کنویں کو پیاسے کے پاس گرفتار کر کے بھیجا، میں اپنے ماتحت سپاہی سے بحث کر رہا تھا وہ بلاوت چودھری تھا، میں نے کہا کہ سارے کام ہم کرتے ہیں، بس تمہارے پاس بدھی تو ہے ورنہ سارے کام ہم کرتے ہیں، میں نے کہا: میاں صاحب امندر ہم بنائیں، مسجد ہم بنائیں، سب کام ہم کریں اور ہمیں گھسنے بھی نہیں دیتے، مولانا صاحب نے کہا مندر کی بات آپ سچ کہہ رہے ہیں، مسجد کی یہ بات نہیں ہے، آپ کسی مسجد میں امام کے پیچھے چلے جائیں، کوئی آپ کو روکے گا نہیں، آپ ہندو پہچان کے ساتھ دہلی کی جامع مسجد میں جائیے، آپ کو کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے نہیں روکے گا، میں نے کہا مولانا صاحب اصل میں ہم چمار ہیں، بس بتا نہیں سکتا کیسے دکھ بھرے ہیں ہم نے، اسکول میں ماسٹر سب سے پیچھے بٹھاتا تھا، آواز بالکل ہلکی تھی، کچھ سوال کر لیتا تو بس گالیاں دیتا، کتنی بار دل میں آیا کہ مالک نے ہمیں ہندو کیوں بنا دیا، کئی بار خیال آیا کہ بودھ مسلمان ہو جاؤں۔

مولانا صاحب نے بتایا بودھ بننے سے تو امبیڈکر جی کا مسئلہ حل نہیں ہوا، انھوں خود لکھا ہے کہ مسلمان ہونا ہی مسئلہ کا حل تھا، میں نے کہا کہ ہمیں تو کوئی مسلمان کرنے ملتا نہیں، مولانا صاحب نے کہا کہ میں آ گیا ہوں نہ آج، میں نے کہا کہ مولانا صاحب آپ تو مذاق میں لے رہے ہیں، میرا دل تو کڑھ رہا ہے میں بہت سیریس لی بات کر رہا

ہوں، مولانا صاحب نے کہا کہ میں آپ سے کئی گنا زیادہ سیریس (سنجیدہ) ہوں اور بولے، پڑھو لو کلمہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھو جلدی، بس ہوجاؤ گے مسلمان، میں نے کہا یہ تو مجھے یاد ہے مولانا صاحب نے کہا کہ مجھے سناؤ میں نے سنایا مولانا صاحب بولے اب اس کو مسلمان ہونے کی نیت سے سچے دل سے پڑھ لیجیے، یہ خیال کر کے کہ قرآن جو مالک کی طرف سے سنودھان (منشور) ہے، اس کی شپتھ (حلف) لینے کے لئے پڑھ رہا ہوں کہ اس منشور کو مانوں گا، مولانا کے زور دینے پر میں نے پڑھا، مولانا نے کہا بس مسلمان ہو گئے، میں نے کہا اب مجھے مسلمان ہونے کے لئے کیا کرنا ہے؟ مولانا صاحب نے کہا کہ مسلمان ہونے کے لئے کچھ نہیں کرنا ہے، بس اچھا مسلمان ہونے کے لئے اسلام کو پڑھنا ہے، نماز سیکھنی ہے، صفائی کا اسلامی طریقہ سیکھنا ہے میں نے کہا مجھے کہاں جانا پڑے گا؟ مولانا صاحب نے کہا کہ پھلت آجانا، میں نے کہا پھلت جو رتن پوری تھانہ میں ہے اور جہاں بڑا مدرسہ ہے اور جہاں کے مولانا مشہور ہیں، مولانا صاحب نے کہا ہاں وہی، مولانا صاحب نے کہا فون نمبر لکھ لیں اچھا ہے میری موجودگی میں آئیں، احمد مولانا صاحب امیں بیان نہیں کرسکتا کہ مجھے کلمہ پڑھ کر ایسا لگا جیسا میں نے ایک تنگ اور گھٹن کی زندگی سے ایک نئے جگت (جہان) میں جنم لیا ہے۔

مولانا صاحب بتاتے ہیں کہ انھوں نے مجھے جیسے ہی کلمہ پڑھوایا، موتلہ صاحب کے پاس ہوم سکریٹری اور لیڈروں اور افسروں کے فون آئے، انھوں نے تھانے میں فون کیا، انسپکٹر سے بات ہوئی، موتلہ صاحب نے کہا کہ مولانا صاحب کو آدر سے آفس میں بٹھاؤ اور ناشتہ وغیرہ کراؤ، میں آتا ہوں۔

موتلہ جی آگئے مولانا صاحب سے معذرت کی کہ پولیس کو اصل حال معلوم نہیں تھا، آپ باعزت جاسکتے ہیں، آپ سے درخواست ہے کہ آپ آگے کوئی کاروائی

کریں، مجھے بالکل ایسا لگا جیسے میرے مالک نے مجھے دنیا کی تنگی اور ظلم سے نکالنے کے لئے مولانا صاحب کو گرفتار کر کے بھیجا مولانا کہتے بھی ہیں کہ آپ مجھے ایسے ہی بلوا لیتے، رات کو تین بجے کلمہ پڑھوانے کے لئے گرفتار کروایا میں کس منھ اپنے پیارے مالک کا شکر ادا کرسکتا ہوں۔

سوال: اس کے بعد موتی لعل جی کا کیا ہوا؟

جواب: اخباروں میں مولانا صاحب کی گرفتاری کی خبر چھپ گئی فون پر فون احتجاج کے آنے شروع ہوئے، موتی لعل اور انسپکٹر کا ٹرانسفر ہوا بلکہ ڈموشن ہوا، تقریباً سارا تھانہ بدلا گیا میرا بھی ٹرانسفر ہوا، موتی لعل صاحب اپنا سامان لینے آئے تو میں ان سے ملنے گیا، بولے دہلی سے آتے وقت مولانا صاحب نے گاڑی کے اندر کی لائٹ جلا کر جب کہا کہ میرا چہرہ دیکھئے آپ، کیا اس سے جرائم ٹپک رہے ہیں؟ میں بیان نہیں کرسکتا، جیسے مجھ پر بجلی گر گئی میرے دل میں آیا کہ کسی مہان (بڑے) آدمی پر تو نے یہ ہاتھ ڈالا، بعد میں افسروں کے دباؤ سے بچنے کے لئے مولانا صاحب کا نام تو ایف۔آئی۔آر میں لکھا کہ مولانا صاحب کے علم میں تھا، مگر مجھے اندر سے ایسا لگتا ہے بنواری لال، وہ لڑکی کیا مسلمان ہوئی ہم بھی مسلمان ہونا پڑے گا، میں ان کو مولانا صاحب کی کتاب آپ کی امانت بھی دی، ان کا فون آیا تھا اسلام کے تعارف کے لئے اور کوئی کتاب بھیجنا۔

سوال: پھر آپ نے اسلام کو پڑھنے اور سیکھنے کے لئے کیا کیا؟

جواب: سب سے پہلے تو میں نے اپنے اطمینان کے لئے ایک روز کی چھٹی لی اور دھوتی پہنی، تلک لگایا اور دہلی جامع مسجد پہنچا، گیارہ بجے جامع مسجد پہنچا اور نماز کا وقت معلوم کیا لوگوں نے بتایا کہ ڈھائی گھنٹہ بعد اکٹھی نماز ہوگی، اکیلے تو جب چاہو پڑھ سکتے ہو، میں امام صاحب کی جگہ پیچھے جا کر بیٹھ گیا، دو گھنٹہ بعد اذان ہوئی لوگوں نے مجھ سے بتایا کہ نماز

ہونے والی ہے، آپ یہاں سے تھوڑی دیر کے لئے چلے جائیں، میں نے کہا میں چمار ہوں ہندو مذہب کا کوئی مجھے مندر نہیں جانے دیتا، آج مسجد دیکھنے آیا ہوں، اذان دینے والے میاں جی کا ایک مصلیٰ بچھا تھا، انھوں نے اسے جھاڑا اور مجھے کہا آپ اس پر بیٹھ جائیں، میں نے امام کے پیچھے نماز پڑھی لوگ یہ معلوم کر کے کہ میں چمار ہوں بہت خوش ہوئے اور کئی لوگوں نے مجھے گلے لگایا اسلام کی سچائی پر اب مجھے پورا یقین آگیا تھا، اب میں گھر گیا اپنے بچوں اور گھر والوں کو بتایا سب لوگ بہت خوش ہوئے اور میں نے پھلت مولانا صاحب سے وقت لے کر ان چاروں بچوں اور بیوی کو کلمہ پڑھوایا۔

سوال : آپ کے خاندان والوں نے کچھ مخالفت نہیں کی؟

جواب : ہمارے خاندان والے مظفر نگر میں رہتے ہیں ہمارا ان سے رابطہ زیادہ نہیں ہو پاتا، ہاں مجھے یقین ہے کہ سچائی معلوم ہوگی تو وہ مخالفت کرنے کے بجائے اسلام کے سائے میں آکر بے حد خوشی محسوس کریں گے، میں خود ایسا محسوس کرتا ہوں جیسے مجھے پھانسی سے رہائی ملی ہو۔

سوال : دین کو سیکھنے کے لئے آپ نے کیا کیا؟

جواب : میں نے مولانا صاحب سے بات کی ہے، انشاء اللہ جلد چھٹی لے کر چار مہینے جماعت میں یا کسی مدرسے میں لگا دوں گا میں نے نام بدلنے کی بھی درخواست لگا دی ہے میں نے کتابیں پڑھنی شروع کر دی ہیں، مولانا صاحب نے مجھے پچاس کتابوں کی فہرست بتائی ہے، جو ہندی میں مل سکتی ہیں، بکس میں نے خرید لی ہیں، ہر لائن پڑھ کر مجھے اپنے مالک کے شکر میں بس سر رکھے رہنے کو جی چاہتا ہے۔

سوال : ارمغان پڑھنے والوں کے لئے آپ کچھ پیغام دیں گے؟

جواب : مولانا احمد صاحب، میں ابھی کم عمر بلکہ بچہ ہوں، دو مہینے کی میری عمر ہے، دو مہینہ کا

بہت کچھ کہہ سکتا ہے، بس یہ بات میں سوچتا ہوں کہ سنسار میں لگ بھگ دو ارب کم سے کم ڈیڑھ ارب تو دلت کالے اور بیک ورڈ، پسماندہ دراوڑیوں کے لوگ ہیں اسلام اور صرف اسلام ان کے دکھ کا علاج ہے، ان کو مظلومیت سے صرف اسلام بچا سکتا ہے، اگر مسلمان ان کو اسلام کے انصاف اور برابری کا صرف پریچے (تعارف) اپنے سوبھاؤ سے کرا دیں تو سب اسلام لا سکتے ہیں اور سارے دبے کچلے سماج کے لوگ، اونچ نیچ کے ظلم سے بچ کر میری طرح ایسا محسوس کریں گے کہ ان کو پھانسی سے رہائی ملی ہے، اس لئے دو ارب انسانوں پر تو ضرور ترس کھائیں۔

سوال: آپ نے اپنا اسلامی نام نہیں بتایا؟

جواب: مولانا صاحب نے میرا نام محمد سلمان رکھا ہے، مجھے بہت پسند آیا،

سوال: بہت بہت شکریہ سلمان بھائی، آپ کو مذاق مذاق میں ہدایت نصیب ہو گئی

جواب: آپ کا بھی بہت بہت شکریہ، مولانا صاحب آپ کہہ رہے ہیں کہ مذاق میں ہدایت ہوئی میرے اللہ نے مجھ پر کرم کر کے ایک مہمان داعی کی عزت کو داؤں پر لگا کر میرے لئے گرفتار کر کے بھیجا، مجھے بہت خوشی ہوئی کہ دنیا کے لوگ ہمیں نیچ سمجھیں تو کیا میرا مالک تو مجھے اتنا پیار کرتا ہے، خود مولانا صاحب کہہ رہے تھے کہ کلمہ پڑھنے کے بعد مجھے مولانا صاحب کے اس طرح لانے پر غصے کے بجائے پیار آیا میرے دل میں آیا، میں نے اللہ سے دعا بھی کی، میرے اللہ ایک آدمی کے ایمان لانے کے لئے اگر مجھے برسوں جیل میں رہنا پڑے تو مجھے عزیز ہے، ایک خاندان کے اسلام لانے کے لئے چند گھنٹے بہت تھا۔

سوال: ایک بات معلوم کرنا رہ گئی کہ آپ نے اپنے خاندان کے بارے میں کیا سوچا؟ آپ کو ان میں تو کام کرنا چاہئے اب تو آپ بھی مسلمان ہیں آپ کی بھی ذمہ داری ہے؟

جواب: بالکل سچ کہا، مولانا صاحب نے ہر ملاقات میں مجھے صرف اس پر زور دیا اور میں نے آپ کی امانت اور امید کر اور اسلام ایک ایک ہزار کو پہنچوائی ہے، مجھے ایسا لگتا ہے کہ ہزاروں نہیں تو سینکڑوں ہمارے سماج کے لوگ اونچ نیچ کے ظلم اور پھانسی سے رہائی پا کر اسلام میں آئیں گے، آپ بھی دعا کریں ذرا مجھے اسلام کو پڑھنا ہے، میں نے قرآن بھی پڑھنا شروع کر دیا ہے۔

سوال: بہت مبارک ہو ماشاء اللہ۔

جواب: بس آپ دعا ضرور کیجئے۔

سوال: آپ کے علم میں بعد میں اس شا اور بلال کے مقدمہ اور بلال کے والدین کی باقی تفصیلات ہیں؟

جواب: جی ہاں وہ خود بڑی عجیب ہیں۔

سوال: ذرا بتائیے؟

جواب: ایک ہفتہ تک بلال کے والد، اس کے بھائی، اس کے بہنوئی اور جس گھر میں میرٹھ میں کرائے دار رہے، اس کے مالک کو بلال کے بہنوئی اور شاید بہن کو تھانے میں حوالات میں بند رکھا، مالک مکان کو تو پہلے سفارش پر چھوڑ دیا تھا، حضرت صاحب کا تھانے میں لانا تھا کہ افسروں کے فون آئے، تو گھبرا کر سب گھر والوں کو چھوڑ دیا، الہ آباد ہائی کورٹ سے ایف آئی آر پر کاروائی پر اسٹے بھی اسی دوران لے لیا تھا، جولائی کو ۲۳ ر تاریخ کو لڑکی کے بیان ہونے تھے، لڑکی کے والد پوری ٹیم کے ساتھ الہ آباد پہنچے اور کوشش تھی کہ کورٹ پہنچنے سے پہلے لڑکی کو پکڑ لیں گے، اتفاق کی بات لڑکی کی رات طبیعت خراب ہوگئی، وہ بالکل اس حال میں نہیں تھی کہ بیان دے سکے، مگر مولانا صاحب کی بہن کے یہاں اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا گیا تھا اور اسلام اس کے دل میں گھر کر

تھا کہ وہ جان پر کھیل کر ہائی کورٹ پہنچی اور راستہ میں بیہوش ہوگئی، کورٹ میں جا کر بیان سے پہلے اس نے اپنے گھر والوں کی طرف دیکھا بھی نہیں کورٹ میں اس نے ایسا بیان دیا کہ عدالت بھی حیرت میں رہ گئی، اس نے کہا میں بالغ ہوں پڑھی لکھی ہوں، اسلام کو سمجھ کر مسلمان ہوئی ہوں اور میں نے اپنی مرضی سے اپنے پسند کے شوہر سے نکاح کیا ہے، میرے گھر والے بے کار میں سب لوگوں کو پریشان کر رہے ہیں، لڑکی کے والد نے بہت چاہا کہ لڑکی کو تین روز کے لئے ہمیں دے دیا جائے، مگر وہ تیار نہیں ہوئی اور اس نے کہا کہ میرا ایمان وہاں جا کر خطرے میں پڑ جائے گا، بیان دینے کے بعد سنا ہے اس نے اپنے والد سے فون پر بات کی اور کہا کہ ڈیڈی آپ تو ہر وقت اسلام کی باتیں کرتے تھے اور روزانہ قرآن شریف پڑھتے تھے اب میں مسلمان ہوگئی تو اب آپ خود اس کے خلاف ہوگئے اور اس نے اپنے والد کو مسلمان ہونے کو کہا اور مولانا صاحب سے ملنے کو کہا، سنا ہے کہ وہ مولانا صاحب کے مکہ معظمہ سے آنے کا انتظار کر رہے ہیں اور مولانا صاحب سے ملنے کے لئے بیتاب ہیں، مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ اللہ کو شاہدہ کے گھر والوں کو بھی ہدایت دینا ہے ورنہ اس طرح کے کیس میں لڑکی کا باپ کہاں ایسی بیتابی سے ملنے کا انتظار کرتا ہے، مولانا صاحب کہہ رہے تھے وہ بھی تو ہمارے بھائی ہیں ہمیں جتنا موقع ملے گا ہم ان کے ساتھ بھی خیر خواہی کا معاملہ کریں گے۔

سوال: بلال کے گھر والوں کا حال آپ کو معلوم ہے؟

جواب: بلال کا بھائی گوہر جو رات میں پولیس کو دہلی مولانا صاحب کے گھر لایا تھا اس کو اپنی غلطی پر بہت پشیمانی ہوئی اور سنا ہے کہ مولانا صاحب سے ملنے دہلی گیا ہے اور بہت شرمندگی کے ساتھ معافی مانگی، لڑکی کے جان پر کھیل کر اس طرح بیان دینے سے اس کے گھر والے بہت متاثر ہوئے اور انھوں نے باقاعدہ اس کی رخصتی کرائی اور سنا ہے اپنی بیٹی

سے زیادہ اسے چاہنے لگے شاہ نے ان کے گھر میں بہت دین کا ماحول بنا دیا ہے گھر والے نماز پڑھنے لگے ہیں اور کافی اچھے مسلمان بنتے جا رہے ہیں۔

سوال: یہ تفصیلات آپ کو کس طرح معلوم ہوئی؟

جواب: اصل میں اپنے اسلام کے بعد مجھے دلچسپی ہوئی میں نے تلاش شروع کی کہ اس کیس میں کس کس کے حصے میں اسلام کی خیر آئی ہے، مولانا صاحب نے مجھے چاروں ملاقاتوں میں یہ بات سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ سچا مسلمان وہ ہے جہاں جائے خیر خواہی کرے، ہمارے نبی ؐ کی شان یہ تھی کہ دوست تو دوست دشمنی کرنے والوں کو بھی بھلائی اور اپنی خیر خواہی سے محروم نہیں رکھتے تھے، یہی خیر خواہی یہ ہے کہ مسلمان جہاں جائے اسلام پھیلائے اور داعی کی پہچان کے ساتھ رہے اور داعی وہ ہے جہاں جائے اس کی دعوتی خیر پھیلے، مولانا صاحب کہتے ہیں کہ ہم اسی رحمت بھرے نبی کے امتی ہیں، اگر ہم اندر سے نہیں تو باہر سے ہی داعی بننے کی کوشش کریں، میں تو اس لئے ہر جگہ دعوت کا شور مچاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس بھلائی کے بہروپ اور ڈھونگ میں اپنے نبی ﷺ کی نقل کی وجہ سے، جان اور حقیقت بھی پیدا فرما دیتے ہیں، مولانا صاحب کہہ رہے تھے کہ اب آپ اس کیس پر نظر رکھئے اور دیکھئے کہ چند گھنٹوں میں میرے تھانہ جانے سے اللہ تعالیٰ نے انشاء اللہ کتنے لوگوں کو کفر و شرک سے نکالیں گے، اس لئے میں چاروں طرف نظر رکھ رہا ہوں اور کھلی آنکھوں میں اسلام کا نور پھیلتا دیکھ رہا ہوں۔

سوال: شکریہ بہت بہت!!

جواب: آپ کا شکریہ!

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، ستمبر ۲۰۰۷ء

۱۹ کاوڑ لے جانے والوں کا قبول اسلام

بھائی حسن ابدال {جیت وردھن} سے ایک ملاقات

ہمارے خونی رشتہ کے بھائی جو کاوڑ لاتے ہیں کیسی مصیبت بھر کر سفر کرتے ہیں اور ان کا، سچائی کا راستہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے، ہر قدم نرک کی طرف شرک کی طرف جارہا ہے، اور ہم اپنی کھال میں مست کھانے اور کمانے میں ہیں، یہ کیسا بڑا ظلم ہے ہم سارے غیر مسلموں کو اپنا دشمن اور مخالف سمجھتے ہیں، یہ لاکھوں لوگ صرف مالک کو راضی کرنے کے لئے اس قدر مشکل سفر کرتے ہیں، میں نے کئی کاوڑ کیمپوں میں دیکھا کہ پاؤں پر ورم چھالے اور زخم ہو رہے ہیں لوگ ان کی مرہم پٹی کر رہے ہیں، ہم کیسے رحمت بھرے نبی کو ماننے والے ہیں کہ ہم ان بھائیوں کو حق کہیں پہنچا لے، ذرا کوشش تو کرنی چاہئے اپنا سمجھ کر ہمارے ذمہ ان کو سچائی پہنچانا ہے۔

مولانا احمد اواہ ندوی

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حسن ابدال : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : حسن بھائی! آپ جماعت سے کب لوٹے اور آپ کا وقت کہاں لگا؟

جواب : احمد بھائی میں آج ہی جماعت میں سے واپس آیا ہوں اور ہماری جماعت متھرا میں وقت لگا کر لوٹی ہے۔

سوال : جماعت میں کچھ پریشانی تو نہیں ہوئی؟ آپ کے ساتھ جماعت کہاں کی تھی؟

جواب : الحمد للہ جماعت میں وقت بہت اچھا لگا اور ساتھیوں نے بہت ہی بہت ہمار

خدمت کی اور ہماری جماعت متفرق تھی، کچھ لوگ سہارن پور کے تھے تین لوگ میوات کے تھے، دو چار بجنور کے، اللہ کا شکر ہے اور امیر ہمارے سہارنپور ضلع کے ایک گاؤں کے عالم تھے اور بار بار وقت لگا چکے تھے، الحمد للہ مجھے پوری نماز دعائے قنوت کے ساتھ یاد ہوگئی۔

سوال: حسن بھائی ہمارے یہاں پھلت سے ایک اردو میگزین ہر مہینہ نکلتی ہے، اس میں ان لوگوں کے انٹرویو شائع کیے جارہے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ آج کے زمانے میں اپنے فضل سے راہ ہدایت عطا فرماتے ہیں، ابی کا حکم ہے کہ آپ سے اس کے لیے کچھ باتیں کروں تا کہ دوسرے لوگوں کے لیے رہنمائی ہو، خاص طور پر پرانے خاندانی مسلمانوں کو عبرت ہو۔

جواب: ہاں مولوی احمد صاحب میں نے متھرا میں بہت سے لوگوں سے ارمغان کا نام سنا، ہم لوگ ایک مسجد میں گئے تو وہاں کے امام صاحب نے ممبئی کے ندیم صاحب انٹرویو پڑھ کر سنایا تو مجھے بہت اچھا لگا اور میرے دل میں آیا تھا کہ میں مولانا صاحب سے کہوں گا کہ میرا بھی انٹرویو چھپوادیں، مجھے اس کا اندازہ نہیں تھا کہ میرے کہنے سے پہلے ہی خود ہی حضرت کے دل میں میرا اللہ یہ بات ڈال دے گا، اللہ کی ذات کیسی کرم والی ہے کہ مجھ دو مہینہ بیس دن کے چھوٹے سے مسلمان کے دل میں جو بھی بات آئی ہے میرے اللہ اسے پورا کردیتے ہیں، امیر صاحب نے ایک روز تعلیم میں اللہ کے نبی موسیٰ کا قصہ سنایا تھا کہ وہ آگ لینے کے لئے پہاڑ پر گئے تھے اور ان کو پیغمبر بنادیا گیا، (روتے ہوئے) میرے مالک نے (میری جان اس کے نام پر قربان) کہ مجھ گندے کو، شرک اور بت پرستی کے راستے پر بلکہ منزل پر ہدایت دی اور میرے ساتھ کیسا کرم ہے کہ میرے دل چاہ رہا تھا کہ میں ارمغان میں انٹرویو کے لئے کہوں گا مگر اندر سے شرم بھی آرہی تھی کہ ایک مہینے کے مسلمان کا حال اس قابل کہاں کہ اس کو ارمغان میں چھپوایا جائے۔

سوال: ابی نے رات میں مجھے حکم کر دیا تھا حسن انٹرویو ضرور لینا ہے، آپ اپنا خاندانی پریچے (تعارف) کرائیے۔

جواب: میں غازی آباد ضلع کے ایک گاؤں کے برہمن گھرانے میں ۹ ستمبر ۱۹۷۵ء کو پیدا ہوا، پتاجی (والد صاحب) نے میرا نام جے ورد ھن رکھا، آٹھویں کلاس تک گاؤں میں ایک اسکول میں پڑھا، اس کے بعد غازی آباد کے ایک کالج سے انٹر کیا، اس کے بعد ایک دوسرے کالج سے بی کام کیا، بی کام کرنے کے بعد ایک سال IAS کمپٹیشن کی تیاری کی، پر یلمس پہلا امتحان دو بار پاس کیا، مگر میں امتحان میں پاس کے قریب قریب رہ گیا جس سے دل بہت ٹوٹ گیا، میرے پتاجی (والد صاحب) ایک اسکول میں پرنسپل تھے، ان کی خواہش تھی کہ میں ایک بار اور کوشش کروں مگر دل دنیا سے بالکل اچاٹ ہو گیا تھا، مجھے دوسری بار بہت امید تھی کہ میں یہ امتحان ضرور پاس کرلوں گا، مگر بالکل قریب ہو کر محروم ہو جانے سے میرے دل و دماغ کو بہت صدمہ ہوا اور میں گھر سے بھاگ کر ہریدوار چلا گیا کہ سنیاس لے لوں گا، میں ہری دوار، رشی کیش، اتر کاشی بنارس بہت آشرموں میں چار سال بھٹکتا رہا، کہیں شانتی نہیں ملی، دو چار مہینے کے بعد ہر آشرم میں کوئی ایسی بات نظر آجاتی جس سے دل کھٹا ہو جاتا، ہریدوار سے ایک روز میں اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ کلیر گیا، وہاں پہنچ کر مجھے شانتی تو ملی، مگر وہاں کا حال بھی مجھے بازاری آشرموں کی طرح لگا، وہاں سے ہم پھول چڑھا کر واپس آئے تو ایک مست نے مجھے پکڑ لیا اور بار بار مجھ سے کہتا دس روپئے مجھے دے دے اللہ نے تجھے ابدال بنایا ہے، میں نے کہا، میں تو سادھو ہوں، ہریدوار سے آیا ہوں، وہ مست پاگل مجھے چھوڑنے کو تیار نہ ہوا، میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ پاگل یہاں کہاں رہتا ہے، لوگوں نے کہا کہ یہاں کا ملنگ ہے، یہ کسی سے کچھ نہیں مانگتا، کوئی دے دیتا ہے تو کھانا کھاتا ہے، ورنہ جنگلوں میں چلا جاتا ہے میں نے جا

چھڑانے کے لیے اس کو دس روپیے دیئے، میں نے لوگوں سے معلوم کیا کہ یہ ابدال کیا کہہ رہا تھا، ایک صاحب وہاں تھے انھوں نے بتایا کہ ابدال بڑے پہنچے ہوئے فقیر کو کہتے ہیں، اس کو میں نے دس روپیے کیا دیے، مانگنے والے میرے کپڑے پھاڑنے کو تیار ہو گئے، ہر ایک مجھ سے ضد کرتا کہ ہمیں بھی کچھ دو، میرے ماتھے پر تلک لگا ہوا تھا، مگر اس کے باوجود وہاں کے مانگنے والوں سے جان بچانا مشکل ہو گئی، وہاں کے ظاہری حال سے میں بہت بدظن ہوا، مگر وہاں اندر جا کر مجھے کچھ عجیب سی شانتی و سکون ملا، خاص طور پر وہاں ایک مسجد ہے اس میں اندر جا کر بیٹھا تو میں دو گھنٹے بیٹھا رہا، وہاں سے آنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا، مسجد میں کچھ لوگ سو رہے تھے، کچھ لوگ نماز پڑھ رہے تھے، وہاں سے واپس ہردوار آیا، یہاں سکون نہ ملا پھر ایک بار گھر چلا گیا گھر والوں نے مجھ پر زور دیا کہ میں آگے پڑھائی کروں، بی اے کرلوں، یا کم از کم ایم پی کرلوں، میرا دل کچھ اس طرح کا کام کرنے کو نہیں چاہتا تھا تین مہینے گھر رہنے کے بعد گھر سے دباؤ بڑھا تو پھر میں گھر سے ہردوار چلا آیا اور بس نہ جانے کیسی بے چینی میں در بدر مارا مارا پھرتا رہا، یہ میری پہلے جنم کی کہانی ہے۔

سوال: پہلے جنم کا کیا مطلب؟

جواب: بس میں اپنی نئی زندگی کو ۲۹ / جولائی ۲۰۰۸ء سے مانتا ہوں اور اس کو میں اپنا نیا جنم سمجھتا ہوں، اس لئے کہ زندگی شرک میں گزرے وہ زندگی کیا زندگی ہے۔

سوال: اپنے اسلام قبول کرنے کا حال بیان کیجیے۔

جواب: میں نے ابھی بتایا کہ میرا حال تو یہ ہوا کہ میرے اللہ نے شرک کے راستہ پر اپنا دستِ رحمت میرے اوپر رکھ کے مجھے ہدایت نصیب فرمائی، در بدر مارا مارا پھرتا، پھر بھی ایسا لگتا تھا کہ جیسے مجھے کسی چیز کی تلاش ہے، دھرم کی کوئی بات جس پر قربانی دے کر مجھے لگتا

کے میرا مالک راضی ہو جائے گا، میں اس کو کرنے کی کوشش کرتا، اس کے لیے میں نے کا
وڑ لے جانے کی نذرمانی، آپ جانتے ہیں کہ ہما شیوراتری پر سخت گرمی اور برسات کے
زمانہ میں ہر کی پوڑی ہریدوار سے گنگا جل کاوڑ میں لے کر پیدل جہاں کی کاوڑ سے پانی
چڑھانے کی نذرمانی جاتی ہے وہاں لے کر جانا ہوتا ہے، سب سے زیادہ پروا مہادیو شیخ پورا
کے ایک مندر پر دسیوں لاکھ لوگ پانی چڑھانے جاتے ہیں، یہ سفر مولانا احمد صاحب بہت
مشکل تپسیا (مجاہدہ) ہے میں بھی تین سال سے کاوڑ لے جاتا اور کسی طرح پانی چڑھا کر
سخت بیمار ہو جاتا پچھلے سال تو میں اتنا بیمار ہو گیا کہ سوچتا تھا کہ شاید اس بار بچ نہیں سکوں گا
مگر میرے مالک نے زندگی دے دی، پاؤں پر اتنا ورم آجاتا ہے کہ پاؤں کی کھال پھٹ
کر خون رسنے لگتا، چھالے زخم بن جاتے میں بار بار آسمان کی طرف منہ کر کے مالک سے
شکایت کرتا اور فریاد بھی کرتا کہ مالک آپ نے دھرم کتنا مشکل بنا دیا ہے، کبھی کہتا کیا
میرے جل چڑھائے بغیر تو خوش نہیں ہو سکتا؟ اس سال میں کاوڑ لے کر چلا تو عجیب کشمکش
بیچ میں تھا، کبھی دل میں آتا یہ سب ڈھونگ ہے مگر اندر سے کوئی کہتا ہے کہ تو تو سچا ہے تو
اس راستے سے ہی مالک تک پہونچنا نصیب ہو جائے گا، مظفر نگر شہر میں نکلا تو ایک
کاوڑ کیمپ میں آرام کیا، میں نے سپنا (خواب) دیکھا کہ میں ایک مسجد میں ہوں اور
جماعت کھڑی ہے ایک صاحب آئے اور انھوں نے مجھے دروازے کے اندر جوتیوں میں
کھڑا دیکھا تو بولے بیٹا! نماز ہو رہی ہے تم نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا کہ لوگ
مجھے پڑھنے نہیں دیں گے میں ہندو ہوں وہ بولے آئیں تمھیں لے چلوں میرا ہاتھ پکڑا اور
جماعت میں کھڑا کر دیا، میں نے دیکھا دیکھی نماز پڑھی، آنکھ کھلی تو احمد صاحب میں بیان
نہیں کر سکتا کہ کتنا اچھا لگا، تھوڑی دیر آرام کر کے ہم چل دیئے میرے ساتھ ہریدوار کے
تین ساتھی اور تھے، راستے میں ایک مسجد سڑک پر تھی دو بجے دوپہر کا وقت تھا، میں نے

دیکھا لوگ مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں بس میں بے چین ہو گیا، میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ مسجد بھی تو اسی مالک کا گھر ہے جس کے لئے ہم جا رہے ہیں میں تھوڑا سا چڑھاوا وہاں چڑھا آؤں تیل کے لئے مجھے مسجد میں پیسے دینے ہیں، کاوڑ ساتھی کو دیکر میں مسجد گیا مگر ڈر بھی لگ رہا تھا کہ نا معلوم مسلمان کیا سمجھیں گے مگر میں اندر سے مجبور تھا، میرا دل چاہا کہ میں جماعت میں کھڑا ہو جاؤں گا مگر ہمت نہ ہوئی، ایک بڑے میاں بولے، بھولے بیٹا کیا دیکھ رہا ہے تجھے کیا چاہئے؟ میں نے کہا ابا جی! ایک بار نماز پڑھنا چاہتا ہوں، انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ تو پھر سوچ کیا رہا ہے اور یہ کہہ کر میرا ہاتھ پکڑ کر جماعت میں کھڑا کر دیا، میں نے نماز پڑھی سر جب زمین پر رکھ کر سجدے میں گیا تو مجھے ایسا لگا جیسے آج میں مالک کے پاس آیا ہوں، نماز پڑھ کر واپس آیا، میں نے ساتھیوں سے اپنے خواب کا ذکر کیا اور نماز میں جو مزہ آیا اس کا بھی، ساتھیوں میں دو نے تو بہت برا بھلا کہا، میرا ایک ساتھی دنیش بولا تو مجھے کیوں نہیں لے گیا؟ مجھے بھی دکھاتا کہ نماز میں کیسا مزہ آتا ہے ہمارا سفر چلتا رہا ہم لوگ انتیس تاریخ کی دوپہر کو نہر کی پٹری والی سڑک سے بھولے کی جھال پر پہنچے تو ظہر کی اذان مسجد میں ہوئی میں موقع لگا کر کاوڑ ایک کیمپ میں رکھ کر دنیش کو لے کر اندر گاؤں میں مسجد میں گیا، چار پانچ لوگوں کی جماعت ہو رہی تھی، میں جماعت میں شریک ہو گیا میں نے دنیش سے کہا کہ شیش (سر) جب زمین پر رکھے تو دیکھنا ایسا لگے گا جیسے مالک کے چرنوں (قدموں) میں ماتھا رکھا ہے، پھر دیکھنا کیا آنند آئے گا، نماز پڑھ کر پھر ہم کیمپ آگئے، دنیش نے کہا کہ واقعی تم سچ کہتے ہو، عصر کے بعد ہم لوگ پورا مہادیو پہنچے، ہم لوگ خوشی خوشی منزل تک پہنچنے کی خوشی میں بیٹھے ہوئے تھے، رات بارہ بجے کے بعد جل چڑھانا تھا بھیڑ بہت تھی دور ذرا بھیڑ سے دور، ندی کے کنارے ایک پیڑ کے نیچے ہم سو گئے آدھے گھنٹے میں آنکھ کھلی تو کچھ نوجوان پاس بیٹھے ہو

رہے تھے ان کے ہاتھ میں کچھ کتابیں تھیں وہ ہمارے پاس آئے اور ہمارا پریچے (تعا

رف) پوچھا، پھر بولے ہم سب ایک ماں باپ کی سنتان ہیں ہم آپ کے حقیقی خونی رشتے

کے بھائی ہیں، آپ لوگ مالک کو راضی کرنے کے لئے کیسی کٹھن تپسیا (مجاہدہ) کرکے یہا

ں پہنچے ہیں، ہمارے ایک دھرم گرو ہیں، انھوں نے انسانوں سے ہمارا کیا رشتہ ہے اور اس

رشتہ کا سب سے بڑا حق کیا ہے، یہ بھانے اور اس حق کو کیسے پہنچانا جائے اس کی ٹریننگ

کے لئے ایک کیمپ بڑودت میں لگایا تھا مسجد میں اس کے آخری پروگرام میں ہم سبھی کو اپنی

تقریر میں بہت پھٹکار سنائی کہ یہ ہمارے خونی رشتہ کے بھائی جو کاوڑ لاتے ہیں کیسی

مصیبت بھر کر سفر کرتے ہیں اور ان کا، سچائی کا راستہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے، ہر قدم

نرک کی طرف شرک کی طرف جارہا ہے، اور ہم اپنی کھال میں مست کھانے اور کمانے میں

ہیں، یہ کیسا بڑا ظلم ہے ہم سارے غیر مسلموں کو اپنا دشمن اور مخالف سمجھتے ہیں، یہ لاکھوں

لوگ صرف مالک کو راضی کرنے کے لئے اس قدر مشکل سفر کرتے ہیں، میں نے کئی کا

کیمپوں میں دیکھا کہ پاؤں پر ورم چھالے اور زخم ہو رہے ہیں، لوگ ان کی مرہم پٹی کر

رہے ہیں، ہم کیسے رحمت بھرے نبی کو ماننے والے ہیں کہ ہم ان بھائیوں کو حق نہیں

پہنچاتے، ذرا کوشش تو کرنی چاہئے اپنا سمجھ کر ہمارے ذمہ ان کو سچائی پہنچانا ہے، کم از کم

ہمیں پہنچانا تو چاہئے، چھ سات روز کے کیمپ میں ایک ساتھی بھی کاوڑ بھائیوں سے نہیں

ملا کل میدان محشر میں یہ ہمارا گلا دبائیں گے اور ہم چھڑا نہ سکیں گے ان کی درد بھری باتوں

سے ہمارا دل بھر آیا اور ہم نے ارادہ کیا کہ ہم کچھ بھائیوں تک بات ضرور پہنچائیں گے

آج ہم صبح سے کئی بھائیوں سے ڈرتے ڈرتے ملے ہیں آپ کو سوتے دیکھا تو خیال ہوا

کہ آپ الگ جگہ پر ہیں، آپ سے اطمینان سے بات ہوسکتی ہے، اگر آپ کو برا نہ لگے تو

ہم آپ کے اور اپنے مالک کے بارے میں کچھ باتیں کریں، میرے ساتھی دنیش نے کہا

ضرور بتایئے، وہ ہمیں ایک مالک اور اس کی پوجا کے بارے میں بتانے لگے اور اس کے علاوہ کسی کی پوجا کو پاپ بتا کر نرک کی آگ سے ڈرانے لگے اور قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائیں، وہ جب عربی میں قرآن پڑھتے تو ہم سبھی ساتھیوں کو بہت اچھا لگتا، آدھے گھنٹے تک باری باری وہ لوگ بات کرتے رہے اور جب ہم نے ان کی سب باتوں سے سہمتی (اتفاق) ظاہر کیا تو انہوں نے ہمیں کلمہ پڑھنے کو کہا ہم چاروں نے کلمہ پڑھا، انہوں نے ہمیں ایک ایک کتاب "آپ کی امانت، آپ کی سیوا میں" دی اور بتایا کہ جن دھرم گرو نے برؤت میں کیمپ لگا کر ہمیں بھیجا تھا اور جن کی وجہ سے ہم آپ کے پاس آئے ہیں یہ انہیں کی کتاب ہے، ہم آپ کو بھینٹ کر رہے ہیں، اس کو غور سے تین تین بار پڑھئے آپ کو حق کیا ہے اور اسلام لانا اور کلمہ پڑھنا کیوں ضروری ہے، معلوم ہو جائے گا اور پھر اس کتاب میں جو کرنے کو کہا ہے ضرور کریئے میں یہ کتاب لے کر فوراً پڑھنے لگا میرے دوسرے ساتھی بھی پڑھنے لگے، ہم لوگ اس پریم بھاؤ (محبت) سے لکھی اس کتاب میں بالکل گم سے ہو گئے یہ کتاب پڑھ کر مجھے ایسا لگا، جیسے یہ کتاب صرف میرے لئے لکھی گئی ہو اور میں جس سچائی کی تلاش میں در بدر مارا پھرتا رہا اور تپسیائیں کرتا رہا، وہ مجھے مل گئی، دن چھپنے کو تھا، وہ لوگ یہ کہہ کر جانے لگے اچھا ہم چلتے ہیں میں نے کہا آپ تو جاتے ہم کریں، انہوں نے کہا کہ آپ جل چڑھایئے پھر گھر جا کر سوچیے اور فیصلہ کیجئے، میں نے کہا کہ آپ کیسی بات کرتے ہیں؟ اس کتاب میں شرک کو سب سے بڑا پاپ کہا گیا اور یہاں جل چڑھانا سب سے بڑا پاپ ہے، انہوں نے کہا کہ یہ کاوڑ یہاں آپ چھوڑ دیں گے تو کچھ اور نہ ہو جائے، میں نے کہا ہو جائے تو کیا ہے، اور میں نے وہ کاوڑ ندی میں پھینک دی اور کہا کہ اب کسی نماز کا وقت ہے کہ نہیں؟ انہوں نے کہا کہ تھوڑی دیر بعد مغرب کا وقت ہو جائے گا، میں نے کہا مجھے نماز پڑھنے لے چلو، میرے ساتھی دنیش نے بھی کاوڑ

ڈال دی، اور ہم ان دونوں کے ساتھ ہو لئے اور بڑوت پہنچے، میرے دو ساتھی کانوڑ لے کر پانی چڑھانے کے لئے چلے گئے، مگر بعد میں انھوں نے بھی پانی چڑھانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: بڑوت پہنچ کر انھوں نے میرے اور آپ کے والد مولانا کلیم صاحب سے فون پر بات کی، انھوں نے فون پر مجھے بہت بہت مبارک باد دی اور کہا کہ آپ سچے طالب تھے اس لئے مالک نے آپ کو راہ دکھائی، میں نے اسلام کو سمجھنے خاص طور پر نماز سیکھنے کا تقاضا کیا، تو انھوں نے مجھے جماعت میں جانے کا مشورہ دیا اور بتایا کہ پہلے کچہری جا کر کسی وکیل سے مل کر قانونی کاروائی کر کے اور پھر دہلی آجائیں میں آپ کو کسی اچھی جماعت میں بھیج دوں گا، اگلے روز میں نے سہارنپور جا کر اپنا بیان حلفی اور سرٹیفکیٹ وغیرہ بنوایا اور پھر اکتیس کی شام کو میں اور دنیش دہلی پہنچے حضرت سے ملاقات کی اور پوری داستان سنائی، انھوں نے میرا نام حسن اور دنیش کا نام حسین رکھا میں نے عرض کیا کہ ایک مست نے مجھے کلیر میں بتایا تھا کہ تجھے ابدال بنایا، اس لئے میرا نام ابدال رکھ دیں تاکہ میں نام کا ابدال بن جاؤں، کیا مشکل ہے کہ میرا اللہ مجھے سچا ہوا ابدال بنا دے، مولانا نے کہا کہ اللہ کے ایک بہت پیارے بندے اور بزرگ حسن ابدال ہوئے ہیں میں آپ کا نام حسن ابدال رکھتا ہوں تاکہ آپ ابدال بھی اچھے والے بن جائے، جس اللہ نے آپ کو پردادا پرداد یوں میں شرک کی منزل پر ہدایت عطا فرمائی اور اپنی آغوش رحمت میں آپ کو اٹھالیا اس اللہ کے لئے ابدال بنانا بہت آسان ہے، مولانا صاحب نے کہا مجھے امید ہے آپ ابدال ضرور بنیں گے، انشاء اللہ اور بلکہ ابدال سے بھی آگے اللہ آپ کو کچھ بنائیں گے، میں نے مولانا صاحب سے جب اپنی چار سالہ تپسیا کی بات بتائی کہ میں نے برت پر برت

رکھا ہے، تین چلے ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر یکیہ کیا ہے، چھ مہینے بہت شد کے برابر سویا ہوں، کتنے آشرموں میں جیسے کوئی بتاتا رہا محنت کرتا رہا ہوں مولانا صاحب رونے لگے اور بولے اصل میں تمہاری ان تکلیفوں کے ہم مجرم ہیں کہ ہم نے آپ کو بتایا نہیں پھر بھی اللہ کا شکر ہے کہ اللہ تو آپ کے پالنہار ہیں خود ہی اللہ نے آپ کے لئے راہ نکال دی، مولانا نے مجھے ایک مولانا صاحب کے صاحب کے ساتھ مرکز نظام الدین بھیج دیا پہلی اگست کو ہم جماعت میں متھرا چلے گئے، جماعت تین چلے کی تھی، آگرہ متھرا کے چلّے کے بعد میرا دل نہیں بھرا، میرا قاعدہ مکمل ہوا، اردو بھی میں نے پڑھنا شروع کر دی تو امیر صاحب نے ہمیں دوسرے چلے میں جانے کا مشورہ دیا جماعت میں میرے ساتھ عجیب عجیب حالات آئے، ایک دو دفعہ جانے ساتھیوں سے کس طرح بچھڑ گیا، کچھ عجیب عجیب لوگوں سے میری ملاقاتیں ہوئیں، انہوں نے مجھے کیسی کیسی عجیب چیزیں دکھائیں اور جب میں ذرا خیال کرتا کہ میری جماعت! تو اچانک جیسے زمین میرے پیروں کے نیچے بھاگ رہی ہو جس طرح ریل میں یا گاڑی میں بیٹھ کر لگتی ہے ایسا لگتا اور میں اپنی جماعت کے ساتھ ہوتا ایسا میرے ساتھ ۸، ۹ بار ہوا، مجھے خواب دکھائی دیتا جیسے میں پروں والا پرندہ ہوں، یہاں اڑا، وہاں اڑا، یہاں پہنچا، وہاں پہنچا سوتے میں میں اڑنے لگتا، ایک روز تعلیم میں فضائل اعمال میں ابدالوں کا ذکر آیا میں نے امیر صاحب سے معلوم کیا کہ ابدال کیا ہوتے ہیں؟ انہوں نے تفصیلات بتائیں کہ اللہ کے خاص بندے ہوتے ہیں، جن کے پیروں میں زمین سکڑ جاتی ہے، جس طرح فیلڈ افسروں کو گاڑی دی جاتی ہے اسی طرح ابدالوں کو طرح طرح کے کمالات اور کرامات دی جاتی ہیں، مجھے دھن سی لگ گئی، میرے اللہ مجھے تو ابدال بنا دے، پوری جماعت یہ دعا کرتا رہا اس کے بعد میرے ساتھ جماعت سے بچھڑنے وغیرہ کے معاملے ہوئے۔

سوال: آپ نے اپنی ماں سے یہ حالات بتائے؟

جواب: دو گھنٹے تک حضرت نے کارگزاری سنی، اصل میں حضرت نے مجھے سختی سے منع کر دیا تھا کہ جماعت میں کسی کو مت بتانا کہ میں کانوڑ لے جا رہا تھا اور وہیں مسلمان ہوا ہوں، بس میں نے ایک روز امیر صاحب سے آخر میں ذکر کیا، آج میں نے مولانا صاحب سے کہا آپ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھے ابدال بنا دے، مولانا نے کہا کہ دال بننے سے کیا ہوگا، گوشت بنیئے ابدال تو تم ہو ہی، انسان گوشت کا بنا رہے اس کے لئے یہی بہتر ہے، جب میں نے ضد کی تو مولانا صاحب نے کہا کہ بس اللہ ایمان پر خاتمہ فرما دیں اور اپنے نبی ﷺ کے طریقے پر چلا دیں اور سب سے زیادہ یہ کہ انسان بنا دیں، اس کی دعاء کرنا چاہئے ابدال ہونا، کشف کرامت کی تمنا کرنا یہ بھی ایک طرح حقیری ہے، جس طرح دیوی دیوتا کی تمنا کرنا شرک ہے اسی طرح یہ بھی ایک طرح خاص لوگوں کے لئے شرک کی طرح ہے بس اللہ کو راضی کرنے کی فکر کرنا چاہئے اس کے لئے دعوت کے کام کو مقصد بنائیے، جہاں تک ابدال اور غوث بننے کی بات ہے آدمی اپنے اللہ کی رضا میں سچا ہو تو ابدال اور غوث تو یوں ہی اللہ بنا دیتے ہیں آپ کے حالات بتا رہے ہیں کہ اللہ آپ کو ضرور ابدال ہی نہیں اس سے آگے بنائیں گے۔

سوال: اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟

جواب: مجھے حضرت نے چند روز کے لئے ایک اللہ والے کے یہاں جا کر رہنے کا مشورہ دیا ہے۔

سوال: آپ کے دو ساتھی جو کانوڑ میں ساتھ تھے ان کا کیا ہوا؟

جواب: وہ گھر آ کر ۱۵ روز کے بعد مولانا سے آکر ملے تھے، بعد میں وہ بھی جماعت میں چلہ لگا کر آئے اور گھر والوں پر کام کر رہے ہیں۔

سوال: آپ کے ساتھی ونیش کمار کا وقت کیسا گزرا؟

جواب: الحمدللہ اس کا وقت بھی بہت اچھا گزرا وہ بہت سیدھا سادھا اور بھلا آدمی ہے، اس کے نیچر میں برائی پہلے ہی سے نہیں ہے بس کلمہ پڑھ کر بہت اچھا مومن انسان وہ بن گیا، ہماری پوری جماعت میں سب سے اچھا وقت ونیش کا لگا، سارے ساتھی اس کی خدمت میں بہت خوش تھے۔

سوال: آپ نے ساتھیوں کی خدمت نہیں کی؟

جواب: میرے ساتھ ایک دو عجیب باتیں ہوگئی تھیں، اس لئے ساتھی مجھے نہ جانے کیا سمجھنے لگے اور سب میری خدمت کرتے تھے مجھے نہ جانے کیا کیا کہتے تھے دعا کو کہتے تھے، مجھے ڈر بھی لگتا تھا کہ میرے اندر کی خرابی ان کو معلوم ہو جائے گی تو سارا بھرم کھل جائے گا، میں اللہ سے دعا بھی کرتا تھا۔

سوال: ابی نے آپ کو دعوت کا کام کرنے کے لئے نہیں کہا؟

جواب: آج بیٹھ کر غا کر بنایا ہے، حضرت نے مجھے کہا ہے کہ پہلے اپنے کو بنانے کی فکر کیجئے، یہ ہمارا دیش محبت والوں اور روحانیت والوں کا دیش ہے، اگر اندر کو صاف کر کے اور بہت کے روحانیت کی ترقی ہو جائے، تو ان میں خصوصاً مذہبی لوگوں میں کام زیادہ آسان ہوگا، اس لئے مجھے کچھ روز کے لئے ایک جگہ بھیج رہے ہیں وہاں ذکر وغیرہ بتائے ہیں دعا کیجئے اللہ تعالیٰ میرے اندر کا کھوٹ نکال دے اور حضرت کا میرے بارے میں جو ارادہ ہے وہ پورا ہو جائے۔

سوال: انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ ضرور پورا کریں گے، بہت بہت شکریہ، حسن بھائی کسی وقت حسین بھائی سے بھی ملوائیے، تاکہ ان سے بھی باتیں کی جاسکیں؟

جواب: جب آپ کہیں گے میں ان کو انشاء اللہ بلا دوں گا،

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بہت بہت شکریہ

جواب: احمد بھائی اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ نے میرے دل کی چاہت پوری کرادی ارمغان میں میری کارگزاری آئے گی اور آپ کا بھی شکریہ، دھنیہ واد۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، اکتوبر ۲۰۰۸ء

۲۰ ناجائز تعلقات ہدایت کا ذریعہ بن گئے

ندیم احمد صاحب سے ایک ملاقات

کسی دکان پر سامان وغیرہ خریدنے یا ذاتی ضرورت سے جاتا تھا تو کسی نہ کسی سے ضرور بات کرتا تھا، اعظم گڑھ کے اجتماع میں حضرت مولانا سعد صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ "ہم انفرادی طور پر تو سب کو دعوت دینے کی بات کہہ رہے ہیں اور دوران سفر جماعتیں ٹرین وغیرہ میں سب کو ذہن میں رکھ کر تعلیم کریں" الحمد للہ اس کے بعد سے میرے لئے جماعت کے ساتھیوں کو ترغیب دینے کا موقع ملا اور اب تک ۳ غیر مسلم مشرف با اسلام ہو چکے ہیں۔

مولانا احمد اواہ ندوی

احمد اواہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ندیم احمد: وعلیکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: ندیم صاحب، ابی سے آپ کا ذکر سنتے تھے ملاقات کا اشتیاق تھا آج ابی نے بتایا کہ آپ ایک سال کی جماعت میں جا رہے ہیں اور مرکز نظام الدین سے کسی نئی جماعت میں جانے والے ہیں جانے سے پہلے آپ ملاقات کے لئے مسجد خلیل اللہ آرہے ہیں خوشی ہوئی کہ ملاقات ہو جائے گی۔

جواب: احمد بھائی میرے تین چلے باقی ہیں، الحمد للہ ایک چلہ پہلے اور پھر چھ چلے لگاتار لگ گئے ہیں ابھی ہم لوگ گودھرا میں وقت لگا کر آئے ہیں، مرکز آیا تھا تو مولانا صاحب (مولانا کلیم صدیقی) کو فون کیا معلوم ہوا دہلی میں ہیں بحرین وغیرہ کا سفر ہے بہت خو

ہوئی جیسے لاٹری نکل گئی ہو الحمدللہ اس دوران میری بار بار اللہ تعالیٰ ملاقات کراتے رہے، کبھی کبھی جب میری ملاقات نہیں ہوتی ہے تو خواب میں ملاقات ہو جاتی ہے، مولانا احمد صاحب اس سے بھی بہت تسلی ہو جاتی ہے۔

سوال: ندیم بھائی آپ سے ارمغان کے لئے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں؟

جواب: جی احمد بھائی میں بھی اسی لئے رکا ہوا ہوں، ابھی حضرت فرما کر گئے ہیں کہ احمد آرہے ہیں آپ سے انٹرویو لیں گے۔

سوال: آپ اپنے خاندان کا تعارف کرائیے؟

جواب: احمد بھائی میں جنوبی ہند کی مشہور ریاست کے مرکز میں ایک مراٹھا خاندان میں پیدا ہوا، والد صاحب ایک بینک میں منیجر تھے، ابتدائی تعلیم ایک اچھے اسکول میں ہوئی، بی کام کیا اور پھر ایم بی اے اس کے بعد میں انگلینڈ چلا گیا ۱۴ر جنوری ۲۰۰۰ء کو میرے والد صاحب کا اچانک ہارٹ اٹیک ہو کر انتقال ہو گیا اور مجھے بیرون چھوڑ کر وطن لوٹنا پڑا، ہندوستان کے ایک بڑے مسلمان تاجر کے ساتھ وابستہ ہو گیا، پہلے منیجر کی حیثیت سے ایک کمپنی میں رہا بعد میں کمپنی کا ڈائرکٹر بن گیا الحمدللہ یہاں میں نے خوب کمایا، والد صاحب کا بھی اکیلا بیٹا ہوں انھوں نے بھی بہت سرمایا چھوڑا، میرے اللہ کا کرم ہے، قرض میں مجھ کو ملیدہ کھلا رہے ہیں۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیے؟

جواب: احمد بھائی، میرا اسلام میرے اللہ کی شان ہدایت کی کرشمہ سازی ہے۔

سوال: ابی بھی آپ کے بارے میں اسی طرح کہا کرتے ہیں اس لئے تو اور بھی آپ سے ملنے کا اشتیاق تھا؟

جواب: میری کمپنی میں ایک خوبصورت لڑکی مسلم گھرانہ کی اکاؤنٹنٹ کی حیثیت سے کام

کرتی تھی میں نے انگلینڈ سے آکر کمپنی میں کام شروع کیا تو پہلے ہی روز وہ مجھے بھا گئی، وہ شریف خاندان کی لڑکی تھی، روز بروز مجھے اس سے تعلق بڑھتا گیا، مذہب اور برادری کی دیوار توڑ کر میں ہر قیمت پر اس سے شادی کرنا چاہتا تھا، مگر وہ کسی طرح مجھ سے کام کے علاوہ بات کرنا بھی پسند نہ کرتی تھی میں نے بہت کوشش کی تہواروں پر بہانے سے اس کو تحفے دیئے اس کے لئے مجھے اور بھی لوگوں کو تحفے دینے پڑے اصل میں وہ اپنے خاندان کے ہی کسی لڑکے کے ساتھ شادی کی خواہش مند تھی، ہماری کمپنی کے مالک جو ایک بڑے سخی آدمی تھے، ان کا انتقال ہوا، وہ کافی عمر رسیدہ تھے ان کے انتقال کے بعد جو خیر کے کام ان کے تعاون سے چل رہے تھے ایک وقت کے لئے بند ہو گئے اس کے لئے کچھ لوگوں کی رائے ہوئی کہ ان کے بڑے بیٹے (جو ایک طرح سے ذمہ دار تھے) سے حضرت مولانا کلیم صاحب کی ملاقات ہو جائے اور وہ انھیں ان کے والد کے واسطہ سے کئے جانے والے خیر کے کاموں سے واقف بھی کرائیں اور اس کام کے لئے وقت دینے کے لئے ان کی ذہن سازی بھی کریں لوگوں کے اصرار پر مولانا نے سفر کا پروگرام بنایا، ملاقات کا وقت طے ہو گیا، والد صاحب کا دفتر الگ تھا اور صاحب زادے کا دفتر دوسری جگہ تھا، مولانا صاحب والد صاحب کے دفتر میں وقت مقررہ پر پہنچ گئے، آدھا گھنٹہ انتظار کے بعد انھوں نے دفتر سکریٹری کو فون کرنے کو کہا، معلوم ہوا کہ وہ اپنے دفتر میں انتظار رہے ہیں، دفتر سکریٹری نے اپنی گاڑی سے دوسرے دفتر پہنچایا وہ معذرت کے لئے اپنے دفتر کے باہر استقبال کے لئے نیچے آئے ملاقات آدھا گھنٹے کی طے تھی مگر باتیں ہوتی رہیں تو ڈیڑھ گھنٹے تک باتیں ہوئیں، واپسی میں وہ گاڑی تک چھوڑنے کے لئے آنے لگے مولانا صاحب نے بہت اصرار سے لفٹ تک چھوڑ دینے کو کہا اور فرمایا کہ مہمان کو گھر سے دروازے تک چھوڑنا سنت ہے بس لفٹ کے دروازے تک چھوڑنے سے سنت بھی ادا

ہو جائے گی سیٹھ صاحب نے مجھے بلایا اور نیچے گاڑی تک مولانا کو چھوڑ کر آنے کے لئے کہا، میں مولانا صاحب کے ساتھ لفٹ میں دفتر کی ساتویں منزل سے سوار ہوا، پانچویں منزل پر جہاں ہمارا دفتر تھا وہاں جا کر لفٹ کھلی وہی لڑکی اس میں سوار ہوئی، مولانا صاحب نے بہت اچھی خوشبو لگا رکھی تھی ناک کے نکسوروں میں بار بار سانس لے کر بے اختیار زندگی میں پہلی بار اس نے مجھ سے اس انداز میں گفتگو کی" کیا خوشبو لگائی ہے، نظر نہ لگ جائے"

میں نے مولانا صاحب کو رخصت کیا دوسرے دفتر سکریٹری کو فون کیا جن سے مولانا صاحب کے بہت تعلقات تھے، میں نے کہا مولانا صاحب نے بہت اچھی خوشبو لگا رکھی تھی وہ خوشبو مجھے چاہیے، انھوں نے مولانا صاحب سے معلوم کیا کہ آپ نے کون سی خوشبو لگا رکھی تھی مولانا نے بتایا کہ مجھے نام تو معلوم نہیں دوبئی سے ایک دوست نے ہدیہ میں دی تھی، انہوں نے مولانا صاحب سے کہا کہ وہ خوشبو ہمیں چاہیے، مولانا صاحب نے کہا میری جیب میں شیشی ہے وہ منگالیں انھوں نے ڈرائیور بھیج کر وہ عطر منگوایا، میں نے وہ لگایا، اس لڑکی نے ہر دفعہ اس خوشبو کی تعریف کی میں نے وہ عطر کی شیشی اس کو دیدی اس سے کچھ بات بنتی دکھائی دی لڑکی کے والد رمضان پڑھتے تھے اس کی وجہ سے دعوت کا ذہن تھا مجھے کچھ معلومات ہوگئیں تو میں نے ان کے والد صاحب سے پیغام کہلوایا کہ آپ اپنی لڑکی سے میری شادی کریں تو میں مسلمان ہو کر نکاح کے لئے تیار ہوں، انہوں نے سنا تو بہت استقبال کیا اپنی لڑکی کو راضی کرنے کی کوشش کی اور کسی طرح دباؤ دے کر اس کو راضی کر لیا اور مجھ سے کہا اسلام قبول کر کے جماعت میں چالیس روز لگادیں تو ہم رشتہ کے لئے تیار ہیں ان کے ساتھ جا کر شہر کی جامع مسجد کے امام صاحب کے پاس جا کر میں نے کلمہ پڑھا اور جماعت میں چلا گیا، بنگلور میں میرا وقت لگا آ کر شادی ہوگئی۔

سوال: آپ کے خاندان والوں نے مخالفت نہیں کی؟

جواب: کچھ لوگوں نے اعتراض کیا، مگر خاندان میں ذرا آزادی رائے کا مزاج ہے، سب پڑھے لکھے لوگ ہیں بہت زیادہ مخالفت نہیں ہوئی۔

سوال: شادی کے بعد ازدواجی زندگی کیسی گزر رہی ہے؟

جواب: مولانا احمد صاحب، کیسی ازدواجی زندگی؟ اس لڑکی کو مجھ سے مناسبت نہ ہو پائی وہ بھی اپنی خاندان کے ایک لڑکے سے شادی چاہتی تھی، اس نے دل سے شاید یہ شادی رضامندی کے ساتھ نہیں کی تھی، بلکہ بعد میں معلوم ہوا کہ والد نے ان سے کہا تھا کہ اگر تم اس سے شادی کے لئے تیار نہیں ہوتی تو گھر سے چلا جاؤں گا، اس دباؤ میں اس نے منظور کرلیا تھا، نتیجہ یہ نکلا کہ اختلافات بہت جلدی ہوئے اور آٹھ ماہ میں، میں بھی عاجز آگیا اور طلاق ہوگئی۔

سوال: اس شادی کی ناکامی کے بعد آپ کے دل میں پھر اسلام سے واپس جانے کا خیال نہیں آیا؟

جواب: اصل میں میرے کریم رب نے میرے لئے ہدایت لکھ دی تھی اس لئے مجھے اس کا بالکل خیال نہیں آیا اور جماعت میں وقت لگنے کے بعد مجھے اسلامی کتابوں کے مطالعہ کا شوق بھی ہوگیا تھا میرے اللہ نے یہ کرم فرمایا کہ طلاق ہونے اور اس مسئلہ کے ختم ہوجانے کے تیسرے روز مولانا کلیم صاحب ہمارے شہر میں تشریف لائے انھیں دفتر کے ایک جاننے والے نے میرے بارے میں بتایا مجھ سے ملنے آئے دو گھنٹہ میں ان کے ساتھ رہا وہ مجھے ایک پروگرام میں لے گئے، ایک جگہ دعوت میں اپنے ساتھ شریک کیا، اس ملاقات میں انھوں نے مجھے یہ سمجھانے کی کوشش کی، بلکہ یہ سمجھا دیا کہ اللہ تعالیٰ کا آپ خاص کرم ہے کہ اس لڑکی کو سیڑھی بنا کر آپ کو اپنا بنانے کا نظم کیا، چند سال کی اس لڑکی

محبت میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ محبت میں کتنا مزا ہے، اس دنیا کی ہر چیز فانی ہے، بے وفا اور دھوکہ دینے والی ہے، اکثر تو جیتے جی دھوکہ دے کر بے وفائی کر دیتی ہے، زندگی میں وفا کریں تو آپ کی موت یا اس کی موت بے وفائی کا ذریعہ بن جاتی ہے، جب بنی ہوئی ان فانی اور بے وفا چیزوں اور حسینوں کی محبت میں اتنا مزا ہے تو پھر اس حسن حقیقی اور اس فانی حسن کو پیدا کرنے والے کے عشق اور محبت میں کتنا مزا ہوگا، مولانا صاحب نے کچھ اللہ والوں اور مشہور بزرگوں کے قصے سنائے ان کو دنیا کے کسی انسان سے عشق ہوا اور جب جنون حد کو پہنچ گیا تو اللہ نے اپنے سے لگا لیا مولانا صاحب نے مجھے یقین دلایا کہ مجھے امید ہے کہ آپ بھی ان اولیاء اللہ کے سلسلہ کی ایک کڑی بننے والے ہیں بس اب اس حسن حقیقی سے دل لگائیے اور پھر دیکھئے زندگی کا مزہ دنیا کے حسینوں کی محبت میں بے چینی ہے اور اس کی محبت میں چین ہی چین ہے سکون ہے مزا ہی مزا ہے میرے ایک دوست نے جو مولانا صاحب سے بیعت تھے مجھے مشورہ دیا کہ میں مولانا صاحب سے بیعت ہو جاؤں میں نے بھی مناسب سمجھا، مولانا نے پہلے مجھے دو بڑے بزرگوں سے تعلق قائم کرنے کا مشورہ دیا مگر میں نے جب اصرار کیا کہ آپ کی خوشبو میرے لئے ہدایت کی خوشبو بنی ہے تو پھر میں آپ کے علاوہ کسی کا دامن نہیں پکڑ سکتا، مولانا صاحب نے مجھے توبہ کرائی اور اپنے حضرت مولانا سید ابوالحسن ندوی نور اللہ مرقدہٗ کے سلسلہ میں بیعت کیا۔

سوال: اس کے بعد جماعت میں سال لگانے کا آپ نے کس طرح پروگرام بنایا؟

جواب: میرا دل دنیا کے جھمیلوں سے بہت گھبرا رہا تھا میں نے حضرت سے کہا کہ میں نے اتنا کما لیا ہے اور میرے والد صاحب نے اتنا چھوڑا ہے کہ میرے ساتھ ایک دو خاندان بھی پچاس سال مزے سے کھا سکتے ہیں اب میرا دل چاہتا ہے کہ بس میں کہیں اللہ کا ہو کر رہ جاؤں بس آپ مجھے اپنے ساتھ رکھ لیجئے، حضرت نے فرمایا، اسلام کی تعلیم یہ

ہے کہ دنیا میں رہ کر اللہ کے رسول میں دنیا نہ بسے رہبانیت یعنی دنیا چھوڑ کر الگ جانے کی اسلام تعلیم نہیں دیتا، البتہ آپ اسلام کو پڑھئے اور سلوک طے کیجئے قرآن مجید کو اس طرح پڑھئے کہ نہ صرف آپ کی سمجھ میں آجائے بلکہ آپ خود چلتا پھرتا قرآن بنئے جس طرح صحابہ کرام قرآن مجید پڑھتے تھے اور اپنی زندگی کو دعوت کے لئے وقف کر دیجئے دعوت اللہ کے نزدیک کائنات کی سب سے محبوب چیز ہے اور جو مجسم دعوت بن جاتا ہے وہ بھی اللہ کا محبوب بن جاتا ہے، میں نے کہا جب میں نے آپ کا دامن پکڑا ہے تو پھر آپ ہی میری زندگی کا نظام بھی بنوا دیجئے مولانا صاحب نے فرمایا ابھی دو روز یہاں ہوں، انشاء اللہ سوچ کر مشورہ سے طے کریں گے اگلے روز حضرت کا فون میرے پاس آیا مجھے بلایا اور مجھ سے بتایا کہ ایک بہت ہی سلجھے ہوئے عالم اور مفتی ایک سال کے لئے جماعت میں جا رہے ہیں، میری خواہش ہے کہ آپ ان کے ساتھ سال لگا دیں، میں ان کو آپ کی تعلیم کا نصاب بنا کر دے دوں گا وہ راضی ہیں کہ دوران جماعت میں پڑھا دوں گا میں نے ارادہ کر لیا حضرت نے مجھے معمولات بھی بتائے اور بتایا کہ جماعت سے رابطہ بھی رکھیں ابتدا میں تسبیحات، پھر جہری ذکر اور اس کے بعد ذکر قلبی بتایا، الحمد للہ اب میرا سلطان الاذکار چل رہا ہے، قرآن شریف مع ترجمہ کے میں نے اس طرح پڑھ لیا ہے کہ الحمد للہ میں بلا تکلف پڑھ سکتا ہوں میں نے الحزب الاعظم حفظ کر لی ہے اللہ نے میرے وقت میں بہت برکت دی ہے۔

سوال: آپ کا وقت کہاں کہاں لگا؟

جواب: شروع میں تین چلے کرناٹک میں میسور اور بنگلور میں لگے اس کے بعد ایک چلہ اعظم گڑھ اجتماع کی محنت میں لگا دو چلے آندھرا میں اور باقی مہاراشٹر میں لگے اب ہمارا رخ بہار کی طرف بنائے دو چلے باقی ہیں،

سوال: اب آپ کا کیا پروگرام ہے؟ یعنی جماعت سے آنے کے بعد،

جواب: اصل میں یوں تو آخر فیصلہ ہمارے حضرت کا ہی ہوگا، میری نیت دعوت کے لئے وقف ہونے کی ہے آج حضرت نے فرمایا کہ جلدی سے دو چلے پورے ہو جائیں تو آپ کو ملک سے باہر دعوت کے لئے بھیجنا طئے کر دیا ہے اللہ تعالیٰ بس اس گندے کی زندگی کو کسی کام میں لگا دیں میں نے جماعت میں بہت دعائیں بھی کی ہیں میرے حضرت بھی ہر ملاقات میں یہی فرماتے رہے کہ کسی ملازم کی سرکار کے ذریعہ پوسٹنگ ہو جائے تو آلات و وسائل سرکار خود دیتی ہے، گاڑی دفتر، وردی قلم سب سرکار کی ذمہ داری ہوتی ہے آپ ہیڈ آفس سے اپرووَل (منظوری) کرالو اللہ کے راستہ میں دعائیں قبول ہوتی ہیں اب لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ہر دعا قبول کرتے ہیں، ہمارے اکثر جماعت کے ساتھیوں کو بھی ایسا گمان ہوتا ہے کہ ندیم کی دعائیں قبول ہوتی ہیں کرناٹک اور مہاراشٹر میں علاقہ کے لوگ میرے پاس دعا کو آتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ مستجاب الدعوات میں ہمارے لئے دعا کیجئے میں دعا کرتا میرے اللہ اپنے ایمان والے بندوں کے گمان کی لاج رکھ لیجئے الحمد للہ دعا قبول ہوتی تھی میرے حضرت نے جماعت میں پوری دنیا کی ہدایت کے لئے دعا کو بھی کہا تھا اس کے لئے بھی میں اللہ سے دعا کرتا ہوں۔

سوال: ابی بتا رہے تھے کہ راہ سلوک میں آپ نے بہت کم وقت میں بڑی ترقی کی ہے؟

جواب: اگر حضرت فرما رہے تھے تو میرے لئے بڑی خوشی کی بات ہے یہ حقیر تو اپنے حال پر جب غور کرتا ہے تو کائنات کی بدتر مخلوق اپنے کو مانتا ہے اس احساس شرمندگی اور کمتری میں ایک چلہ تک میرا یہ حال ہوتا کہ میرا خودکشی کرنے کو دل چاہتا تھا کہ اس ناپاک سے اللہ کی زمین کو پاک ہو جانا چاہئے، حضرت سے بار بار فون پر عرض کرتا تھا حضرت نے فرمایا یہ مقام فنا ہے مبارک ہو، حضرت کے فرمانے سے تھوڑی سی تسلی ہو جا

تھی الحمد للہ ذکر میری زندگی بن گیا ہے اور اب الحمد للہ، اللہ کے فضل سے میرا قلب عجیب و غریب طرح جاری ہو گیا ہے، لطائف ستہ بھی میرے حضرت کی برکت سے جاری ہو گئے ہیں، خواب بھی بڑے اچھے دکھائی دیتے ہیں مگر یہ سب تو بقول حضرت بس کھلونے ہیں جن سے اس راہ کے بچوں کو بہلایا جاتا ہے اصل تو یہ ہے کہ اللہ ایمان پر خاتمہ فرمادیں اور مغفرت فرمادیں اور زندگی کی دین کی کچھ خدمت سے قیمت بن جائے

سوال : ندیم بھائی آپ سے مل کر اس کا تصور نہیں کیا جاسکتا کہ آپ ایک دو سال کے مسلمان ہیں، آپ کی بول چال، چال ڈھال، آپ کا حلیہ کسی ادارہ یا علمی گھرانے کے کوئی عالم کا لگتا ہے حالانکہ آپ کسی دوسرے ماحول میں پروان چڑھے ہیں۔

جواب : احمد بھائی اللہ کے خزانے میں کسی چیز کی کمی نہیں، میرے حضرت کہتے ہیں کہ آپ ہندو گھرانے میں پل کر بھی اسلامی فطرت پر تھے، اس لئے آپ کو بہت جلدی اسلام ظاہر و باطن سے بھا گیا، مجھے بھی ایسا لگتا ہے کہ میں اسی دنیا کے لئے پیدا کیا گیا تھا، بلکہ ہندوانہ طور طریق مجھے بیگانے سے محسوس ہوتے ہیں۔

سوال : آپ کا دوسری شادی کے بارے میں کیا پروگرام ہے؟

جواب : میرا دل اس جھمیلے میں پڑنے کو تیار نہیں اور چونکہ میں نے اپنے آپ کو کسی کے حوالہ کر دیا ہے اس لئے مجھے کچھ کہنے کا حق بھی نہیں، جیسے ڈور ہلے گی، ویسے ہی گڈا ناچے گا۔

سوال : ماشاء اللہ واقعی، ابی حضرت رائپوری کا ملفوظ سناتے ہیں کہ "ارادت کا مزہ فٹ بال بن جانے میں ہے" کسی کا ہونے کا قاعدہ تو اسی طرح ہوتا ہے آپ کو یہ جذبہ اور خود سپردگی مبارک ہو۔

جواب : آپ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ فٹ بال بنادیں اور اس سے زیادہ موت تک بنائے رکھیں۔

سوال : قارئین ارمغان کے لئے آپ کوئی پیغام دیں گے؟

جواب: ہمارے حضرت فرماتے ہیں یہ زمانہ ہے جب اللہ کی طرف سے ہدایت نازل ہو رہی ہے ہم لوگ اس سنہرے موقع سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے حصے میں جتنا ہو سکے لوگوں کی ہدایت لکھوائیں مجھے خود بھی ایسا ہی لگتا ہے، یہ اللہ کی طرف سے ہدایت کا فیصلہ ہی تو ہے کہ اللہ نے ایک ناجائز تعلق کو میرے لئے ہدایت کا ذریعہ بنا دیا اگر ہم مسلمان ذرا سی فکر کریں تو دنیا کا نقشہ اسلامی بن سکتا ہے۔

سوال: آپ نے جماعت میں وقت لگانے کے دوران کچھ غیر مسلم لوگوں پر بھی کام کیا؟

جواب: بہت زیادہ تو میں نے کام نہیں کیا، کسی دکان پر سامان وغیرہ خریدنے یا ذاتی ضرورت سے جاتا تھا تو کسی نہ کسی سے ضرور بات کرتا تھا، اعظم گڑھ کے اجتماع میں حضرت مولانا سعد صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ ”ہم انفرادی طور پر تو سب کو دعوت دینے کی بات کہہ رہے ہیں اور دوران سفر جماعتیں ٹرین وغیرہ میں سب کو ذہن میں رکھ کر تعلیم کریں“ الحمد للہ اس کے بعد سے میرے لئے جماعت کے ساتھیوں کو ترغیب دینے کا موقع ملا اور اب تک ۲۷ غیر مسلم مشرف با اسلام ہو چکے ہیں، وقت پورا ہونے کے بعد انشاء اللہ حضرت کے مشورے سے کام کرنا ہے۔

سوال: بہت بہت شکریہ ندیم بھائی! اللہ آپ کے وقت کو آپ کے ارادوں کو سارے انسانیت کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائے، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جواب: آمین، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، اگست ۲۰۰۹ء

ماہنامہ ارمغان کا مختصر تعارف

ماہنامہ ''ارمغان'' جمعیت شاہ ولی اللہ پھلت ضلع مظفر نگر یوپی کا ترجمان ہے جو داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہ العالی (جن کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے) کی زیر سرپرستی اور مولانا وصی سلیمان صاحب ندوی کی ادارت میں نکلتا ہے ماہنامہ ارمغان گزشتہ بیس سالوں سے پابندیٔ وقت کے ساتھ مسلسل شائع ہو رہا ہے اور اس کی تعداد اشاعت میں برابر اضافہ ہوتا جا رہا ہے، ماہنامہ ارمغان اپنے مضامین کی افادیت اور دعوتی فکر کی وجہ سے واقعی ساری انسانیت کے لئے ایک ارمغان (تحفہ) ہی ہے اس میں ہر ماہ ایک خوش قسمت مہاجر بھائی یا بہن کی سرگزشت انٹرویو کی شکل میں شائع ہوتی ہے جو بڑی چشم کشا، دلچسپ اور دعوت کے کام پر ابھارنے والی ہوتی ہے انٹرویوز ملک و بیرون ملک بہت پسند کئے جاتے ہے ان کے مختلف زبانوں میں ترجمے بھی ہو رہے ہیں، رسالہ میں داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہ العالی کے ارشادات، افادات، خطبات شامل اشاعت ہوتے ہیں خصوصا رسالہ کا ''آخری صفحہ'' تو رسالہ کی جان ہوتا ہے، ماہنامہ ارمغان کا سالانہ زر تعاون ۲۰۰ روپیے ہے جو رسالہ کی اہمیت کے مقابلے میں بہت ہی کم ہے اس کی توسیع اشاعت میں کوشش کرنا اس عظیم دعوتی مشن میں اپنا حصہ لگانا ہے اس لئے پرخلوص گزارش ہے کہ خود بھی اس کے ممبر بنئے اور دوسروں کو بھی بنائیے۔

الداعی الی الخیر
بندہ محمد روشن شاہ قاسمی
مہتمم دارالعلوم سونوری
۱۳ رشعبان ۱۴۳۵ھ م ۱۲ رجون ۲۰۱۴ء

ارمغان جاری کرنے کے لئے پتہ

دفتر ارمغان پھلت ضلع مظفر نگر
Phulat, Dist Muzaffar Nagar
251201 (U.P.) INDIA
Mob: +91-9359350312
9368512753 , 9412411876
e-mail: arm313@gmail.com
armuganphulat@yahoo.com
website: www.armughan.in
زر سالانہ: -/200 روپے